حرفِ محرمانہ

ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ

حرفِ محرمانہ

(احمدیت پہ ایک نظر)

ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ

ایم-اے ، پی ایچ ڈی

شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ، پبلشرز

لاہور ○ حیدرآباد ○ کراچی

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No: 035328
★ MAILSI ★

باہتمام شیخ نیاز احمد پرنٹر،
غلام علی پبلشرز ۱۰ ہسپتال روڈ، لاہور
سے چھپوا کر چوک انارکلی، لاہور سے شائع کیا۔

قیمت : [illegible]/-

CRITICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

مقامِ اشاعت :
شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ، پبلشرز
ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی، لاہور

انتساب

اُن احمدی بھائیوں کے نام

جنہیں

حق و صداقت سے محبت ہے

اور جو

"تلاشِ حقیقت کے لیے بے تاب ہیں"

(برق)

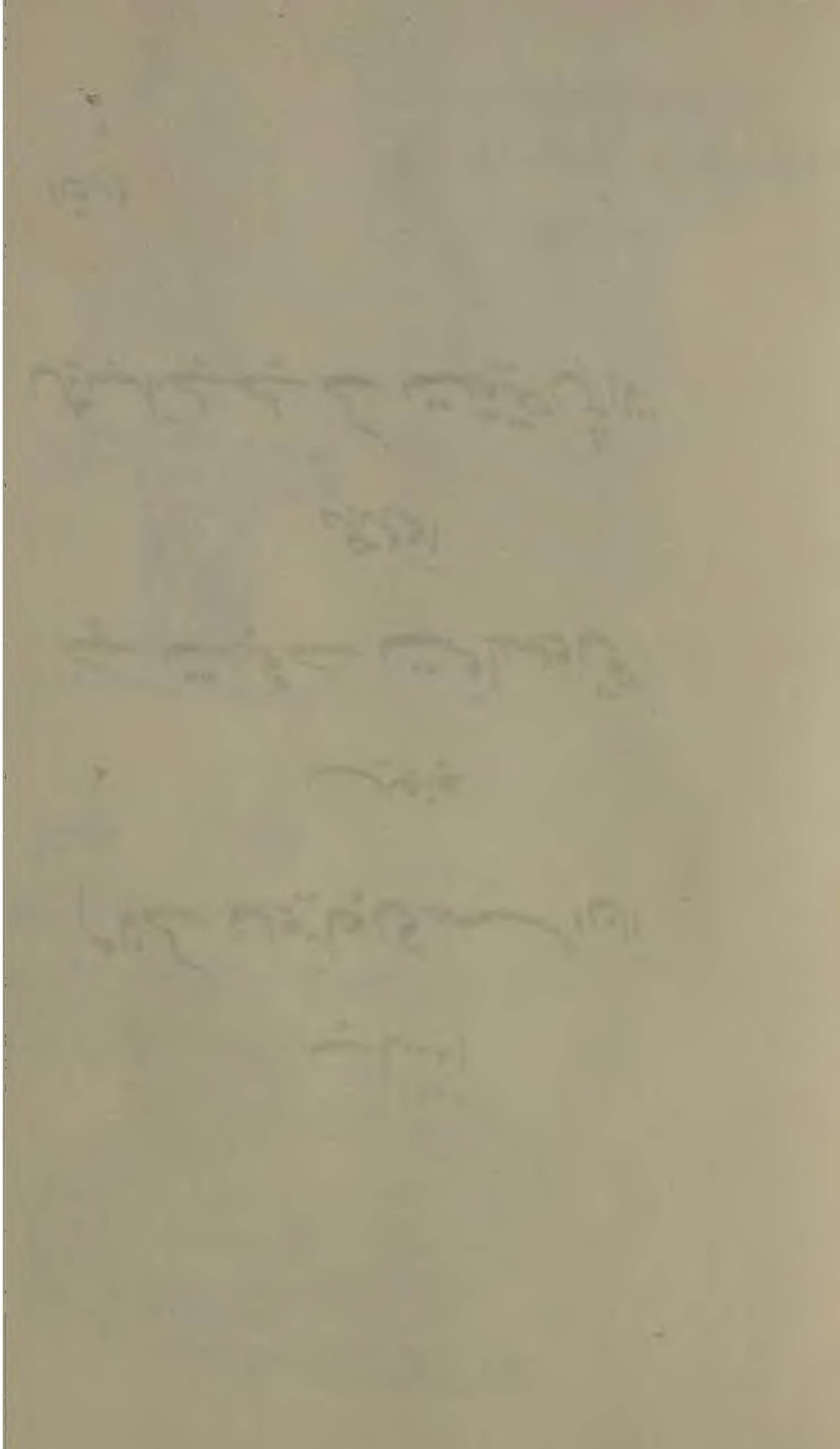

فہرست مضامین

عنوان	نمبر صفحہ
حرفِ اوّل	۹
پہلا باب	
مسئلہ ختم نبوت قرآن کی روشنی میں	۱۶
خاتم النبیین کی تفسیر حدیث میں	۲۶
لفظ خاتم کا استعمال جناب مرزا صاحب کے ہاں	۴۳
خاتم النبیین کی تفسیر جناب مرزا صاحب کی تحریرات میں	۴۹
ختم نبوت کی نئی تشریح	۴۸
دوسرا باب	
مسیح موعود ہونے کا دعویٰ	۶۲
تیسرا باب	
مسیح و مثیل مسیح	۷۶
چوتھا باب	
تاریخ بعثت	۸۵

	عنوان	نمبر صفحہ
پانچواں باب	———	
	دلائل بر نبوّت	۹۲
	اُولٰئک مع الذین	〃
	دلیل افترا	۹۵
	دلیل مماثلت	۱۰۵
چھٹا باب	———	
	مسیح و دجّال	۱۲۴
ساتواں باب	———	
	مسئلہ جہاد	۱۷۴
آٹھواں باب	———	
	صداقت کے چار معیار	۱۸۵
	قبولیتِ دُعاء	۱۸۶
	فہم قرآن	۲۰۱
	نشانات	۲۱۶
۱۔	محمدی بیگم	۲۲۲
۲۔	ڈپٹی آتھم	۲۳۳
۳۔	پسر موعود	۲۴۵
۴۔	ملاعون و قادیان	۲۵۳

عنوان	نمبر صفحہ
احمدیوں کی تعداد	۲۶۱
الہامِ عمر	۲۶۴
امراضِ خبیثہ سے حفاظت کا وعدہ	۲۶۶
الہامِ تلمیح	۲۶۸
میاں منظور محمد کے گھر لڑکا	۲۷۰
کنواری اور بیوہ	۲۷۲
بعض بابرکت عورتیں	۲۷۳
نواں باب	
الہامات	۲۷۵
الہامات خطہ زبان میں	۲۸۳
عجیب الہامات	۲۸۵
مہمل الہامات	۲۸۷
دسواں باب	
وُسعتِ علم	۲۸۹
گیارھواں باب	
نبی فصیح البیان ہوتا ہے	۲۹۸
محلِّ الفاظ	۳۰۴
ثقیل الفاظ	۳۰۷

	عنوان	نمبر صفحہ
۳۔	تکرارِ الفاظ	۳۰۹
۴۔	توالیٔ اضافت و توصیف	۳۱۲
۵۔	حشو و زوائد	۳۱۴
۶۔	محاورہ	۳۱۶
۷۔	فارسی توصیف و اضافت و حروف فارسی	۳۲۰
۸۔	تذکیر و تانیث	۳۲۳
۹۔	جمع و مفرد	۳۲۶
۱۰۔	الفاظ کا غلط استعمال	″
۱۱۔	مہمل	۳۳۱
	عربی اغلاط	۳۳۴
	الہامات	۳۳۴
	تاریخ رسالت میں پہلی مرتبہ	۳۴۵
	خطبۂ الہامیہ	۳۴۸
	قصیدۂ اعجازیہ	۳۵۳
	الہامی تفسیرِ فاتحہ	۳۵۴
	بارھواں باب ———	
	مخالفین نبوت سے سلوک	۳۵۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ اوّل

میرے محبوب نبی کریم احمدی حضرات کی سب سے بڑی دشمن ہیں۔ ہمیشہ یہ دشمن رہے ہیں۔ کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا کہ ہمیں کوئی ذہنی خلفشار ہو سکتا ہے۔ جب نوشتہ دیوار شائع ہوئی احمدی خلافت کے خلاف تھی۔ میں ایک عام ممبر کی حیثیت سے اس کے خلاف متحرک ہوئی اور میں نے جناب مرزا مسرور احمد صاحب کی تصنیف کا مطالعہ شروع کر دیا۔ یہ تحریر میرے تاثرات مطالعہ کی آئینہ دار ہے۔

میں سمجھتی ہوں کہ قومیت و نسل آدم کی جمعیت کا مبنیٰ ہوں اور ہر قسم کی تفرق کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ میں نے کبھی نہیں سوچا کہ ہم میں کوئی ذہنی خلفشار ہو سکتا ہے جب نوشتہ دیوار شائع ہوئی احمدی خلافت کے خلاف تھی۔ میں ایک عام ممبر کی حیثیت سے اس کے خلاف متحرک ہوئی اور میں نے جناب مرزا مسرور احمد صاحب کی تصنیف کا مطالعہ شروع کر دیا۔ یہ تحریر میرے تاثرات مطالعہ کی آئینہ دار ہے۔

میں سمجھتی ہوں کہ قومیت و نسل آدم کی جمعیت کا مبنیٰ ہوں اور ہر قسم کی تفرق کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ میں نے کبھی نہیں سوچا کہ ہم میں کوئی ذہنی خلفشار ہو سکتا ہے جب نوشتہ دیوار شائع ہوئی احمدی خلافت کے خلاف تھی۔ میں ایک عام ممبر کی حیثیت سے اس کے خلاف متحرک ہوئی اور میں نے جناب مرزا مسرور احمد صاحب کی تصنیف کا مطالعہ شروع کر دیا۔ یہ تحریر میرے تاثرات مطالعہ کی آئینہ دار ہے۔

میں سمجھتی ہوں کہ قومیت و نسل آدم کی جمعیت کا مبنیٰ ہوں اور ہر قسم کی تفرق کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ میں نے کبھی نہیں سوچا کہ ہم میں کوئی ذہنی خلفشار ہو سکتا ہے جب نوشتہ دیوار شائع ہوئی احمدی خلافت کے خلاف تھی۔ میں ایک عام ممبر کی حیثیت سے اس کے خلاف متحرک ہوئی اور میں نے جناب مرزا مسرور احمد صاحب کی تصنیف کا مطالعہ شروع کر دیا۔ یہ تحریر میرے تاثرات مطالعہ کی آئینہ دار ہے۔

ایک معاشرت ایک قانون ایک فقہ ایک تو پھر یہ تصادم کیوں ہے۔ کیوں ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا کو تماشہ دکھائیں۔ پاکستان میں انتشار کی آگ بھڑکائیں۔

اس سلسلے میں میں نے صدارتِ تحریک کے بیان، بہ تحریر اور دیگر تاریخ کا غور سے مطالعہ کیا اور دوسری طرف جناب مرزا صاحب جناب میاں بشیر الدین صاحب محمود نیز ان کے جریدہ موقرہ "الفضل" کی تحریرات و مطبوعات کو پڑھا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ حضرت اور دیگر مسلمان ایک دوسرے سے دور بابت ہیں ان کے درمیان ذہنی دیواریں حائل ہو چکی ہیں اور اس لیے ہر خیر خواہ ملت کا فرض اولین ہے کہ وہ بھائی کو بھائی سے ملائے اور ان غلط فہمیوں کو پاٹ دے جو انہیں جدا کر رہی ہیں۔

طرفین میں مابہ النزاع ختم نبوت کا مسئلہ ہے علمائے امت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام پر نبوت ختم ہو چکی ہے اور علمائے قادیان جن کے بانی نبوت کے قائل ہیں۔ اس مسئلے کا فیصلہ صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ اگر علمائے قادیان اپنے بانی کو نبی تسلیم کر لیں تو دین پر آجائیں اور اگر نہ مانیں تو وہ دیگر مسلمانوں سے علیحدہ ہو جائیں۔

مذہب بڑے عمیق ترین تعصب اور عجیب ترین تعلق کا نام ہے اس کی بنیاد اس کی تعریف میں ڈالی جاتی ہے وہ کتنے عزیز ترین رشتوں کو بھی ہنسی خوشی قربان کر دیتا ہے کوشش سے انسان کو جنت نہیں ملتی لیکن مذہبی عقیدت سے بڑھ کر دنیا کی کوئی منطق اور حکمت علم و حکمت کا کوئی فلسفہ بڑے سے بڑے مذہبی فرقہ کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ مذہب کی بنیاد عقیدت کا وہ جذبہ ہے جو عقل سے نہیں بلکہ وجدان سے تعلق رکھتا ہے

ست آنرا اس جماعت میں بڑے بڑے وکلاء، پروفیسرز اور دیگر معقول لوگ موجود ہیں یہ
معمول انسان سے اس غیر معقولیت کی امید ہی نہیں ہو سکتی کہ وہ دوسرے کی بات سنے
بغیر ہمیشہ بات میں کوئی معقولیت ہو آج تک احمدیت پر جس قدر لٹریچر علمائے اسلام نے لکھا ہے
ہے اس میں دلائل کم تھے اور گالیاں زیادہ۔ ایسے دشنام آلود لٹریچر کو کون پڑھتا اور مخالف کو سننے
پر مجبور کرتا اور جدید دنیا کے رنگ میں کہی ہوئی بات پر ہر شخص غور کرتا ہے لیکن گالیاں کون نہیں سنتا

مسئلہ ختم نبوت پر میں نے جناب مرزا صاحب کی تقریباً پانچ سو صفحات کی تصنیف پڑھیں ساتھ ہی
ان کے صاحبزادے کی تحریرات کو دیکھا اجرائے نبوت پر جس قدر دلائل ان کی کتابوں میں موجود تھے
ان کو قرآن و دلیل کی میزان میں تولا اور بالآخر ان نتائج پر پہنچا جو صفحات آئندہ میں درج ہیں۔

یہاں یہ عرض کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ اس کتاب کے تمام حوالوں میں نہایت دیانتداری سے کام
لیا گیا ہے اقتباسات کو نہ تو مسخ کیا گیا ہے اور نہ قطع و برید سے حسب منشاء بنایا گیا ہے بلکہ ہر
حوالے میں صاحب کتاب کی منشاء کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ ہر شخص کہ مسئلہ کے مواد ہمارے
سامنے آجائیں اور احمدی و غیر احمدی حضرات کو صحیح نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ
آئے۔ اس کتاب میں دلیل کی بنا صرف دو چیزوں پر رکھی گئی ہے

اول قرآن مجید ہر کہ ہے احمدی و غیر احمدی سب تسلیم کرنے پر مجبور ہیں

دوم جناب مرزا صاحب کی تحریرات ہر وہ احمدی جو انہیں اپنا دینی پیشوا مانتا ہے

اس کتاب میں محض ظنی یا ایسی حدیث کو سند میں نہ پیش کیا گیا ہے جس کو مرزا
صاحب صرف اسی حدیث کو دلیل میں پیش کرتے ہیں جو قرآن کے خلاف نہ ہو اور جن کی
سند دیگر احادیث سے بھی پوری ہو وہ بھی مسلک میرے سے میرے نزدیک کوئی حدیث قرآن
کا حکم نہیں بن سکتی البتہ تفسیر کر سکتی ہے۔ یہ غیر بعض مسائل کو سمجھنے میں بہت ممد ثابت ہے

حدیث میں یا تو حضور علیہ السلام کے اقوال ہیں اور یا صحابہ کرام کے قرآن حکیم ان حضرات کی اپنی زبان میں نازل ہوا تھا اس لیے وہ آیات کو ہم سے بہتر سمجھ سکتے تھے ان لوگوں نے جو کچھ کسی آیت کے متعلق حضور سے سنا، یا خود سمجھا پیش کر دیا۔ امام بخاری کی (وفات ۲۵۶ھ) کے عہد میں صرف تفسیری احادیث کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ ان سے بھی اس کتاب میں چند سو احادیث تفسیر کا کام لیا ہے۔ سند کا نہیں صرف تفسیر کا۔ قارئین کرام فیصلہ کر سکیں کہ حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام نے کسی خاص آیت کا مصداق کیا سمجھا تھا۔

ناظرین! ہدیہ ہے موجودہ دور جناب میاں محمود احمد صاحب کی معمولی فہم و فراست کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرقت اقتدا کو محسوس کرتے ہوئے آج سے ایک سو ستر سال پہلے کے آخر میں آپ نے ایک طویل بیان خبر دینے کے طور پر کیا جس میں فرمایا:

> کہ ہم مسلمان ہیں دیگر مسلمانوں سے ہمارا کوئی اختلاف نہیں
> ہمارا رسول ایک، کتاب ایک، قبلہ ایک، تمدن ایک ہے
> ایک دو سب کچھ ایک

یہ ایک نعمت مبارک قدم ہے اتحاد کرنے کا، احمدی و غیر احمدی کے مصنوعی اختلافات ختم ہو جائیں اور ہم سب مل کر پاکستان کے استحکام اور قرآنی اقتدار کے حیات کے لیے کام کریں۔

گزشتہ ستر برس میں احمدی و غیر احمدی سے جدا کرنے کے لیے کئی ہزار صفحات سیاہ ہوئے اور نہیں معلوم کتنے شاید ایک لفظ بھی کسی زبان سے نہ نکلا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے جنازے اور نمازیں ایک دوسرے سے الگ ہو گئیں۔ شیرازہ ٹوٹ گئے

دیکھ و اسلام کے پہاڑ درمیان میں حائل ہو گئے

جناب مرزا میاں محمود احمد صاحب کا یہ بیان اس لحاظ سے تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ مصالحت کی طرف یہ پہلا جرأت مندانہ قدم ہے میں اس سلسلے میں جماعت سے مؤدبانہ التماس کروں گا کہ وہ اپنی جماعت کو یہ ہدایت کریں کہ وہ دیگر مسلمانوں کی مساجد میں نماز پڑھیں اُن کے جنازوں میں شامل ہوں اسلامی تفریحات میں حصہ لیں اور کفر و اسلام کے مصنوعی و غیر فطری تفریق کو جتنک دیں

والسلام

برلن - کیمپنیوز

۶ جون ۱۹۵۳ء

پہلا باب

مسئلۂ ختم نبوت قرآن کی روشنی میں

قبل اس کے کہ ہم آیۂ خاتم النبیین پر بحث کریں یہ واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی نئی شریعت لے کر نہیں آیا بلکہ تمام انبیاء ایک ہی پیغام کو مختلف زبانوں اور زمانوں میں پہنچاتے رہے ہیں موضوع پر مفصل بحث نومبر کی کتاب "ایک اسلام" میں کی گئی یہاں مختصر اتنا بتانا کافی ہوگا کہ حضرت ہر زمانے میں ایک ہی سچے دین کا پرچار کرتے رہے جو ہمیشہ پانی سے بھاری رہا اور جس کا بنیادی اصول ایک خدا کی عبادت رہا ہر نبی کی دعوت اس کی ایک فطرت کی اصلاح کے لیے ایک ہی ہو سکتا تھا اس میں شک نہیں ہو سکتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن میں فرمایا:

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ۔

(یہ قرآن پہلے صحیفوں میں بھی موجود ہے)

مَا یُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۔

(ہم تمہیں وہی پیغام دے رہے ہیں جو ہم نے تمام پچھلے نبیوں کو دیا تھا)

لِلرُّسُلِ کا لفظ اللہ تعالیٰ نے بھی تمام نبیوں کو ہی پیغام دینے کے لیے

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ
وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳ . آخر، اجی

، ۴ . کسی بہ کو ختم کرنے دیا

، ۵ . کافر بہ کشی ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ ترکیبیں کون سے معنی بیان ہوتے ہیں

آخری ہی کا مفہوم تو بالکل صاف ہے لیکن باقی کی بابت کوئی قطعی حکم

نہیں لگایا جا سکتا قرینوں کو بڑھیے

، ۳ . یہ بہ زندگی سے

، ۴ . یہ بہ حد سے کی سے

، ۵ . یہ بہ ٹھہرنے کی سے ۔

کیا آخری فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے سے بیشہ بیٹ بنتے ہیں؟ کیا دوسرے

جملے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے سے بیشہ بیٹ بنتے ہیں اگر یہ مفہوم ہو تو

ان تمام انبیاء کی بابت کیا کہا جائے گا جو بیٹ نہیں تھے اور بیٹ ہو سکتے ہیں کہ یہی بہتر

جس سے بیٹ ہوتے ہیں نہ تو وہ تمام مخلوق سے افضل ہے اور نہ ہی مخلوق بہتر

دنیا کی سی بھی زبان میں ایسے بھی مخلوق موجود نہیں جو مسلمان یہ کافر ہو

مومن ہو کر بھی نہ بیٹ ہو یہ بھی مراد لینا جو انبیاء سابقین کو نہ مخلوق عالی

بیٹ کہا جائے نہ بلکہ ہر زبان کے قواعد کے لحاظ سے مخلوق اور مخلوق ہیں

ہیں تو دو قسم کے مخلوق ہو سکتے ہیں ۔

، اول ۔ مخلوق محبوب تو اور مخلوق ہیں ایک مثل آپ زیر

، دوم ۔ [illegible] مثل [illegible]

سوم ۔ مضاف الیہ مضاف کی توضیح کرے کتاب شیخ کی

چہارم ۔ مضاف مضاف الیہ سے بنا ہو ، خاتم زر

پنجم ۔ مضاف ظروف اور مضاف الیہ ظرف ہو ۔ آب دریا

ششم ۔ مضاف بیٹا یا بیٹی ہو ۔ ابن کریم

ہفتم ۔ مضاف مشبہ بہ اور مضاف الیہ مشبہ ہو ، مار زید

ہشتم ۔ مضاف مستعار اور مضاف الیہ مستعار لہ ہو ، پائے عقل

نہم ۔ مضاف کو مضاف الیہ سے کچھ تعلق ہو شہر ما

کتب ما ۔ کوہ سنگ وغیرہ

لیکن نظم و نثر کی حد تک عربی سے ایک بیمرکب اضافی وجود میں آ گئے جس کی کوئی نظیر دنیا کی کسی زبان میں نہیں مل سکتی ۔

علاوہ ازیں جب خاتم کا لفظ کسی جماعت یا گروہ کی طرف مضاف ہو تو وہ آخری کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً خاتم المہاجرین آخری مہاجر خاتم المنجمین آخری منجم خاتم الخلفاء آخری خلیفہ وغیرہ ۔ آخری نبی عربوں کے ذہن میں اس کی کوئی مثال موجود نہیں ۔ لیکن ان کی عدم واقفیت کے باوجود یہ کبھی معدوم نہیں ۔

بہرحال لفظ ۔ خاتم ۔ کے عربی کی مذکورہ بالا تمام ترکیبوں کے معنی صاف آخری ہی ہو سکتے ہیں ۔ جب آنحضرت صلعم کو قرآن نے خاتم النبیین کہا ہے تو

بے جا ہے مرزا صاحب فرماتے ہیں

قرآن شریف نے فرمایا ہے ہی سے خبر کر دو اور دیکھو ۔ وہ کہ ہی معنی رکھتا ہے ۔ متفرق معنی بیتابی دیتوں سے وہ معنی درخشندگی مستعمل ہے

[illegible] کے اختلاف کی بات ہیں وہ گروہ حق پر ہوگا جن کی [illegible] قرآن کریم

کے موافق ہے۔"

(ازالہ ج ۲۔ صفحہ ۵۳۸)

"اس کی متبادر اور مسلسل معنوں کے جو قرآن شریف سے اوّل

سے آخر تک سمجھے جاتے ہیں یک شخ معنی اپنی طرف سے گھڑنا یہی تو الحاد

و تحریف ہے۔"

(ازالہ ج ۲ صفحہ ۵۴۵)

یاد رہے کہ جس قرآنی آیت کے بیان میں ہمارے نزدیک وہی معنی معتبر اور صحیح

ہیں جن پر قرآن کے دوسرے مقامات بھی شہادت دیتے ہیں کیونکہ قرآن کی بعض

آیات بعض کی تفسیر ہیں۔

(آئینہ کمالات صفحہ ۴۳)

مرزا صاحب کے ان بیانات سے ہمیں سوفیصدی اتفاق ہے آیئے اب

دیکھیں کہ قرآن کے دیگر مقامات سے ان کی کونسی تفسیر مستنبط ہوتی ہے۔

اگر ہم ان آیات کو نہ لیں تو ہمیں جو بھی آنے والے انبیاء کے متعلق ہدایت

ملی ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہیں یک رسول کے ظہور کی دعا کی ہے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا

اے اللہ تو اہل مکہ کی طرف رسول بھیج۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی بنی اسرائیل کو بشارت سنائی ہے

[illegible] درمیان سے نبی ہوں

میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔"

(استثنا باب ۱۸ آیت ۱۵)

حضرت یسعیاہ ایک اُمّی نبی کی خبر دے رہے ہیں۔

"وہ کتاب ایک پڑھے کو دیں اور کہیں کہ پڑھ تو وہ کہے میں تو پڑھا ہوا نہیں"

(یسعیاہ باب ۲۹ آیت ۱۲)

توراتِ مقدس خداوند کا جلال پھر وادیٔ فاران میں دیکھتی ہے۔

"خداوند سینا سے آیا شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ان کے لیے ایک آتشیں شریعت تھی۔"

(استثنا باب ۳۳ آیت ۲)

حضرت زکریا ایک نجات دہندہ کا ذکر فرما رہے ہیں۔

"اے یروشلم کی بیٹی تو خوب للکار کہ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے وہ صادق ہے اور نجات دہندہ اس کے ذمے ہے"

(زکریا باب ۹ آیت ۹)

حضرت مسیح علیہ السلام بیسیوں پیشگوئیوں میں ایک پیغمبر آل رسول کی آمد کا اعلان کر رہے ہیں۔

"اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے"

(یوحنا باب ۱۴ آیت ۳۰)

یہی قرآن حکیم ہے جس کے آنے کی اطلاع تک موجود نہیں بلکہ

جس کو یہ مدعا کہ خاتم نبیاء قرار دینے کے بعد بھی آپ تو آنے والے

اس کے نزول کا باب ہمیشہ کے لیے قیامت تک کھلا ہوا ہے اور نہیں

ہوگا تمام کتابیں کو بیان کرتا رہتا ہے اس سے بعد ایک

نہ ہے

سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات میں مومنوں کی تعریف یہ بتائی گئی ہے کہ وہ

غیب پر ایمان لانے کے بعد صلوٰۃ و زکوٰۃ پر کاربند ہوتے ہیں:

اور

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو تم پر اترا اور جو تم سے پہلے نبیاء کو

دیا گیا اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں

غور کرو کہ حضور صلعم کے زمانہ میں کتنے ایسے لوگ موجود

تھے جو صرف اس پر ایمان رکھتے ہوں کہ وہ حضور صلعم پر نازل ہوا

اس سے پہلے جو حضور صلعم سے پہلے نازل ہوئے

ان کتابوں کو بیان کرتا رہتا ہے اس سے پہلے

ان کا آخرت پر ایمان رکھنا حضور صلعم کے بعد ہونے والے

حکم دیتا، جس اللہ نے پہلے انبیاء کو بار بار تاکید کی تھی کہ بعد میں آنے والے انبیاء پر بھی
ایمان لانا اور جن کے صحائف اس قسم کی پیشگوئیوں سے لبریز ہیں وہ اللہ مسلمانوں پر
یہ علم نہیں کر سکتا تھا کہ پہلے تو حضور کو خاتم النبیین قرار دیتا پھر ایک سو آیات میں نہیں حضور
اور پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان لانے کے بعد قیامت پر یقین رکھنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہ

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

(انہوں نے پائی ہے راہ اپنے رب کی اور وہی مراد کو پہنچے)

ہدایت یافتہ ہونا بھی قرار دیتا ہے اور پھر جگہ جگہ سے ایک رسول بھی بھیج دیتا۔

۲۱ حضور صلعم کو اپنی امت سے عشق تھا۔

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

محمد کو تمہاری تکلیف سخت ناگوار گزرتی ہے وہ تمہیں سربلند دیکھنے کے
لئے مضطرب ہے وہ تم پر بے حد مہربان اور شفیق ہے۔

وہ نبی رسول کو اپنی امت سے یہ عشق تھا کہ وہ برداشت کر سکتا تھا کہ
ساری امت آگ دے نبی سے نافرمان رہ کر جہنم کا ایندھن بن جائے۔ چنانچہ کسی نبی کی
امت معذب نہیں ہوئی وہ حضور صلعم کی امت میں عذاب کا ذکر ہوتا۔

(أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ)

اے مسلمانو خدا رسول اور اپنے فرمان روا کی جو تم میں سے ہو اطاعت کرو
اگر رسول عربی صلعم کے بعد کسی نبی کو بھی آنا ہوتا تو اللہ اس کی اطاعت

کی بھی جب تک تذکرہ نہ ہو کہ اس کی اطاعت کا حکم دینا اور کسی نبی کا ذکر کئے
کہ اس سے ثابت ہو اس حقیقت کا کہ حضرت علیہ السلام آخری نبی تھے:
(۳) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ
كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ
اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

سے وہ اللہ کے رسول اس کتاب پر ایمان لائے ہیں جو اس کتاب کو جو رسول کی طرف
اتری ہے اور ان کتابوں کو جو پہلے اتر چکی ہیں۔ سو
یہاں بھی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم تو موجود ہے لیکن
بعد میں آنے والی کسی وحی کا ذکر موجود نہیں۔

(۴) وَاِنَّهٗ لَمَنْ يُّؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

اور جس وقت یہ رسول یہ وحی اترے تجھ سے پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان رکھے

خیال رہے کہ یہ مقام ہے کہ جس نے حضور کو گذشتہ انبیاء کی وحی پر ایمان رکھنے کا
سینکڑوں بار حکم دیا ہو وہ کبھی ایک مرتبہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔
وَمَا يُنْزَلُ مِنْ بَعْدِكَ

کہ جو کچھ آگے والے انبیاء پر ایمان رکھے گا کیوں نہیں کہا گیا اللہ تعالیٰ کو یہ
بات بھی مقصود تھی ایک کسی نبی پر ایمان رکھنے کی قید لگا کر فرض تھا کہ مقتدا سے نے سے صاف
لفظوں میں کہہ دیا جائے کہ لوگ اسلام سے منحرف نہ ہو جائیں، جو مسلمان ہیں ہی ہیں

کو انبیاء یا ایمان رکھتا ہے۔ سے صرف ایک دو نبی کو تسلیم کرنے میں کیا تکلیف ہو سکتی تھی۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نبی کی آمد مقدر ہی نہیں تھی ورنہ ساڑھے چودہ ہزار آیات نازل کرنے والا خدا کم از کم ایک آیت تو اس موضوع پہ بھی نازل کرتا۔

خاتم النبیین کی تفسیر حدیث میں

مسئلہ حدیث پر میں ایک پوری کتاب "دو اسلام" کے نام سے لکھ چکا ہوں میرے ہاں صرف وہی حدیث قابل قبول ہے جو قرآن کی مفسر اور قرآن کے مطابق ہو کسی حدیث کو وحی کا درجہ حاصل نہیں ہمارے پاس جو کتاب بذریعہ وحی پہنچی وہ قرآن حکیم ہے جس مرجع ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ قرآن کی تفسیر پیش کریں اسی مرجع سے ہر مسلمان کو بھی تفسیر لینی چاہیے حق حاصل تھا حدیث کیا ہے حضور صلعم کے وہ ارشادات جو قرآن کے علاوہ انہی پہ انہی کی زبان میں نازل ہوا تھا۔ بزرگ قرآن کو سمجھنے کے لیے حدیث سے بھی مدد لیں گے نہ ہوگا اگر ہمیں "خاتم النبیین" کی تفسیر سمجھنے کے لیے حدیث سے بھی مدد لیں

جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

دوسری کتاب جو ہمارے مسلّم کتابوں میں سے ہے اور جس کو بخاری کہتے ہیں اور جس کی نسبت عام طور پر یہ اعتقاد ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے یعنی قرآن شریف کے بعد سب کتابوں سے زیادہ صحیح یہ کتاب ہے اور اس کی نسبت یہ بھی اعتقاد ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے صحیح لکھا ہے اور کوئی حدیث صحت کے اس درجہ پر نہیں پہنچی جس درجہ پر یہ حدیثیں ہیں اور اس کتاب کی نسبت یہ بھی اعتقاد ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے قرآن کے مطابق لکھا ہے اور قرآن اور صحیح بخاری سے ثابت ہوتا ہے کہ

بن ماجہ، ابوداؤد، ابن ابوداؤد، دارقطنی کتب حدیث ہیں جن کی صحت ثبوت کو اس
مسئلہ سے کچھ علاقہ نہیں کہ قرآن و صحیحین سے مخالف نہ ہوں۔"

(آئینہ دھرم)

یوں تو حدیث کے دیگر دفتر بھی ختم نبوت پر بہت زیادہ حاوی ہیں
لیکن اس وقت میرے سامنے دو سو دس حدیث ہیں۔ جن میں سے صرف بند
پیش کرتا ہوں۔

اوّل

منثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ الا
موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون من حسن
بنیانہ الا موضع لبنۃ فکنت انا موضع اللبنۃ
ختم بی البنیان وختم بی الرسل ؛

(بخاری مسلم، ابن عساکر، احمد، نسائی)

میری مثال مثل انبیاء سے اس عمارت کی طرح ہے جو مکمل ہو گئی لیکن اس میں
ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ لوگ اس عمارت کا چکر کاٹتے، اس کی خوبی احسن
تعمیر کی تعریف کرتے اور اس خالی جگہ پر حیرت کا اظہار کرتے۔ میں وہ
اینٹ ہوں جس کی وجہ سے نبوت کی عمارت مکمل ہو گئی اور مجھ پر انبیاء کا
سلسلہ

ختم ہو گیا اور میں رسالت کا خاتمہ ہوں۔

دوم

ان بنی اسرائیل کانت تسوسھم انبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی۔ وانہ لیس کائناً فیکون بعدی قالوا فما یکون یا رسول اللہ۔ قال یکون خلفاء تکثر (بخاری، مسلم، احمد، ابن ماجہ)

بنی اسرائیل کے سردار انبیاء ہوا کرتے تھے ایک نبی کے بعد دوسرا آجاتا لیکن اے مسلمانو! تم میں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

صحابہ نے پوچھا تو پھر ہمارے حاکم کون ہوں گے؟ فرمایا خلفاء

سوم

اُرسلتُ اِلی الخلق کافۃً وختم بی النبیون

(مسلم ترمذی)

میں تمام نسلِ انسان کی طرف مبعوث ہوا ہوں اور مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔

اس حدیث کا پہلا ٹکڑا: اِنی رسول اللہ الیکم جمیعاً (میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔ قرآن) اور دوسرا خاتم النبیین کی تفسیر ہے۔)

چہارم

سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ

میں وناخ تم نبیین (نبی بعدی)

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

میری امت میں تیس ایسے جھوٹے آئیں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

پنجم

انی آنا اللہ نبیاء وانتم آخر الامم

(ابن ماجہ)

میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو

یہ فرمان آپ نے کن لفظوں میں ختم النبیین کی کتنی واضح تفسیر ہے، کہ آپ سب نبیوں سے آخری نبی ہیں:

ششم

لن ترانی حتی تقولوا لا نبی بعدک

(ابن عساکر)

آپ سے پہلے کہ محمد کون ہے، فرمایا سلسلہ نبوت میں آخری

ہفتم

یکون فی امتی دجالون کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی (ترمذی، ابن عساکر)

اے بوذر! پہلے نبی آدم تھا اور آخری محمد ہے

ہشتم

ذہبت النبوۃ فلا نبوۃ بعدی الا المبشرات

قیل وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ

[illegible]

[illegible] جو خواب نیک ہے بہرے بعد نہیں ہوگی صرف بشارتیں ہوں گی

[illegible] جو خواب نیک ہے [illegible]

[illegible] جو خواب نیک ہے [illegible] نبوت کا جزو

[illegible] جو خواب نیک ہے [illegible] نبوت کا جزو

ہے۔

نہم

[illegible] جبرئیل [illegible] جبرئیل کی جانب

[illegible] نے کہا

یا محمد [illegible]

[illegible] ابن عساکر

[illegible]

دہم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محیط بکافرین رحمۃ تمام کفار کا محاصرہ کرنے والے رب العالمین رحمۃ
تمام کائنات کا رب ہے وغیرہ وغیرہ

تو خاتم النبیین کے معنی ہوئے "تمام نبیوں کا خود وہ نبی ہونا جو نبی
ختم کرنے والا اگر ختم کے معنی یہ کیے جائیں کہ صرف آپ ہی نبیا ختم ہوئے ہیں تو
ہر خاتم نبیین کا مفہوم ہوگا تم بعض نبیین، بعض نبیین، یعنی جملہ نبیین کے نہیں ہو سکتے ہیں
اور غیر شرعی ہیں گے ختم یا خاتم نبیین کا دوسرا معنی ہے وہ نبی جس کے بعد کوئی
نبی نہ ہو نبی ہے "کیسا نبی جس کے بعد کئی نبی آئیں ہیں کے بعد بھی نبی آئیں ہیں وہ نبی ہے
ہیں آخری نبی ہے" کیسا نبی جس کے بعد کئی نبی ہیں وہ نبی ہے ہیں ہوں

جو وہ کہ حدیث کے مطلب یہ ہیں جس وقت نبی سے بیکڑوں نبی
پر حملہ کر کے حرم کو نہیں بنا دیا ہے تو ایک حدیث ہی آتی ہے جس سے
اجرائے نبوت کا امکان کلیتاً ختم ہو جاتا ہے حضور علیہ السلام کا زندہ رہنا
فوت ہو گیا تو بدیت بن مایہ سے فرمایا۔

لو عاش بعدی ابنی ابراہیم
لکان صدیقاً نبیاً

یہ روایت محض غلط ہے، اس لیے کہ قرآن حکیم کی یہ صریح آیت اور درود سوزی
احادیث کے خلاف ہے اور ان کی ایسی تفسیر قابل قبول ہے جو ان میں تطبیق
دے حدیث میں کی۔

فرماتے ہیں:

۰ وتتفی بعد محمد صلعم نبی عاش بعد ذکرہ ۱۸

بحث ذیل

اگر حضور علیہ السلام کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو آپ کے بعد نبی بننا بجز حضورؐ کے بعد کون نہیں سکتا کا

اور اس کی تصدیق بحث ذیل کا جو ۱۹۰۰ء کے قلم سے ہوئی ہے ثبوت

(رسول کان بعدی لکان عمر)

اگر میرے بعد نبی ہو سکتا تو عمر ہوتا

لفظ خاتم کا استعمال جناب مرزا صاحب کے

جناب مرزا صاحب نے صفحہ ۱۰ خزائن جلد ۳ میں لکھا ہے

آنحضرت صلعم کی نسبت خاتم النبیین کا لفظ بولنا

ہمارے مخالف مولوی صاحبان نے جو آنحضرت صلعم کی نسبت خاتم النبیین کا لفظ بولا ہے

اور اس کے معنی کئے ہیں کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں جو آپ کی تصدیق کرے وہ نبی ہے

آنحضرت صفحہ ۳۶

یہ معنی صحیح نہیں ہیں مرزا صاحب نے لکھا ہے

اور عبارت مذکور بصورت ثابت شدہ ذیل بیان ہوئی:

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانًا۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ والانجیل کزرع ..... ولھم اجرًا عظیمًا

(محمد اللہ کے رسول ہیں، ان کے ساتھی کفار کے مقابلہ میں سخت اور آپس میں نرم ہیں تم انہیں عموماً رکوع و سجود کی حالت میں خدا کی فضل و کرم کی طلب میں پاؤ گے عبادت کی وجہ سے ان کے چہرے روشن ہیں ان کی علامت ان کی شکل میں ظاہر ہے یہ ان کی صفت توراۃ میں اسی طرح ہے جیسے کھیتی کی مضبوط بنیاد کے لئے ہوتی ہے بڑھ کر تنے پر کھڑی ہو جاتی ہے کاشتکار کو خوش کرتی ہے ان کے ذریعہ کافروں کا دل جلتا ہے کہ ان لوگوں کا صدق نے ..... ان سے خدا نے ..... اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

جمع سے ثابت ہوا کہ ان کی صفت کا مصداق تمام مسلمان ہیں جن کا ایمان ہر زمانہ میں مسجد بنانے پر ابھارتا ہے مسجدیں آخر تک ہر زمانہ میں ہر جگہ

[illegible]

خاتم النبیین کی تفسیر جناب مرزا صاحب کی تحریرات میں

[illegible] جناب مرزا صاحب کی تحریرات سے منقول خاتم کی تفسیر
[illegible] یہ دیکھنا ہے کہ وہ جو [illegible] مرکب یعنی

خاتم النبیین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ورد ہیں۔

[illegible]

[illegible]

ختم نبوت کی تحقیق تشریح

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جناب مرزا صاحب کے مزید شہادت سنئے :

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے جیسا موجودہ کے

ہے۔"

(آئینہ حقیقت ص ۲۱)

اور اپنی نبوت کے متعلق فرماتے ہیں کہ

"صرف یہی نہیں اس قدر نشان ظاہر ہوئے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے

جائیں تو ان کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔"

(چشمہ معرفت ص ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی آپ کی کتاب

[illegible] کیا ہے [illegible] جیسے حضرت موسیٰ [illegible]

[illegible] ..... کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

[illegible] کی طرف [illegible] آباد کاں میں [illegible]

[illegible] ص [illegible]

[illegible] ہونے کے سب [illegible] نبوت کا [illegible]

[illegible] کتاب [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] ص [illegible]

"قرآن میں اسی لئے خبردار کیا گیا کہ وہ خدا کا کلام ہے، شعر نہیں"

میں نے:

(زاویہ ۱، صفحہ ۱۵)

ان تحریرات کو پڑھ کر آپ حیران ہوں گے کہ آخر جناب مرزا صاحب کی کس بات کو تسلیم کیا جائے:

"نبی جانتا ہے کہ ایک دن سے دوسرا دن نہیں، کہ ہوا کس طریق سے چلتی ہے یا نشان پاگل کہتا ہے یا منافق"

(حقیقت النبوۃ صفحہ ۳۱ مرزا صاحب کی تصنیف)

"اس شخص کی نسبت یہ خیال کرنا کہ وہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے، کفر ہے"

اپنے کلام میں دیکھئے۔"

(حقیقت وحی صفحہ ۹۳)

"جو شخص کسی مامور من اللہ کو جھوٹا کہتا ہے"

(حقیقت وحی صفحہ ۱۱۱)

اس تضاد کو دیکھ کر آپ کے ذہن میں

اول یہ جناب مرزا صاحب خود ہی یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ آپ کی ہستی کیا ہے۔ آپ نبی ہیں یا آپ کو ہوا کے رخ کا بھی علم نہیں

پڑے گا۔ اگر ایک رسول کی دو تہائی تحریرات کو قابل اعتماد قرار دیا جائے تو
باقی اندر ایک تہائی پر سے بھی اعتماد اٹھ جائے گا:

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۵)

"ایسا ہی قرآن کریم میں آنے والے مجدد کا بہ لفظ مسیح موعود کہیں ذکر نہیں"

(شہادت القرآن صفحہ ۶۴)

جب کسی مجدد یا مسیح ابن مریم یا مسیح موعود کے آنے کا ذکر قرآن میں موجود نہیں بلکہ حدیث میں صرف مسیح ابن مریم کا مسیح موعود نہیں کے نزول کا ذکر ہے تو کیا جناب مسیح پر گزرے ہوئے کچھ باتیں لانا فرض ہے جس کا جواب خود مرزا صاحب یوں دیتے ہیں۔

"مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دعاوی کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ ایک ضمنی امر ہے جو ایک پہلو تک ہمارے دعاوی سے تعلق رکھتا ہے"

(انوار خلافت صفحہ ۳۰)

"میرے دعوے کی بنا کسی حدیث کو نہیں ہو سکتا"

(نشان آسمانی صفحہ ۳۰)

"اور سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے میں نے اس بات کا فیصلہ پا لیا ہے کہ میں موعود محمدیین بلکہ اس زمانہ کے سب سے بڑا دشمن دجال کا نہیں کہوں گا تو واقعی میرا ہی مذہب ہے کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتا"

(نشان آسمانی صفحہ ۱۲۰)

"بدستے میرا ہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی

شمس کا غروب نہیں ہوتا۔"

اتحاف ج ۲ صفحہ ۳۰۱

"ب ۔ یہ ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے جھوٹے کذاب نہیں ہیں
لیکن ہیں نہیں کاذب نہیں کہتا بلکہ نفسی (خطا کار) کہتا ہوں"

اتحاف ج ۲ صفحہ ۳۲۳

حدیث ... جس کو ... نے ... کی وجہ سے ...
... حدیث ... کی وجہ سے ... حدیث ... کی وجہ سے ...
... حدیث ... کی وجہ سے ... حدیث ... کی وجہ سے ...
... حدیث ... کی وجہ سے ... حدیث ... کی وجہ سے ...

"... حدیث ... کی وجہ سے ... حدیث ... کی وجہ سے"

اتحاف ج ۲ صفحہ ۵۲

... کے پاس ... حدیث ... کی وجہ سے ... حدیث ... کی وجہ سے
... حدیث ... کی وجہ سے ... حدیث ... کی وجہ سے

اتحاف ج ۲ صفحہ ۳۲۳

خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں
تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں۔ (یہ سرے سے موضوع ہیں)
(ایضاً ص ۳ صفحہ ۱۹)

ان حدیثوں کے جو ۲ فرقوں
(ایضاً ص ۳ صفحہ ۲۷)

قرآن میں میرے کے ذکر نہیں حدیثوں کی صحت آپ کے
حدیث

ان حدیثوں کو آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کرنا
حدیث

قرآن کے خلاف ہونے کی وجہ سے
حدیث

آنحضرت صلعم نے آسمان پر جانے کا ذکر نہیں بلکہ مسیح کے مرنے کا ذکر ہے

فرماتے ہیں کہ تمام حدیثیں تحریف معنوی و لفظی سے آلودہ یا سرے سے موضوع ہیں اور سا تھ ہی ارشاد ہوتا ہے۔

"جب قرآن عیسیٰ بن مریم کو مانتا ہے اور حدیثیں مثیل (حدیث میں مثیل کا لفظ کہیں موجود نہیں ہے) ابن مریم کے آنے کا وعدہ کرتی ہیں تو اس صورت میں یہ شک باقی رہا"

(نزول المسیح ۲، ص ۵۲۶)

مطلب یہ کہ میں حدیثوں کی رو سے مثیل مسیح بن کر آیا ہوں اور جس حدیث میں مسیح بن مریم کے آنے کا ذکر ہے اس سے مراد مثیل مسیح ہے اور یہ ہی حدیث جو مسیح بن مریم کے آنے کی خبر دیتی ہے وہ قابل درجہ کی قابل قبول ہے۔

یہ کہاں کی دیانتداری اور انصاف کی بات ہے کہ ایک طرف تو حدیثوں کو سرے سے قابل اعتبار نہ سمجھا جائے ..... یہ بات پسند نہیں کہ مسیح بن مریم کے آنے کی پیشگوئی کیسے قابل درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے۔

(نزول المسیح ۳، ص ۵۵)

اور یہ بھی ملاحظہ ہو

اس زمانے کے بعض نادان کئی دفعہ شکست کھا کر مجھ سے حدیثوں کے رد سے بحث کرنا چاہتے ہیں ..... وہ نہیں جانتے کہ حدیثوں کو چھوڑنا نہیں چاہئے جو محض ظنیات کا ذخیرہ اور مجروح و مخدوش ہیں ...

... خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو میں نے تحریف لفظی یا معنوی میں آلودہ ہیں

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، ص ۴)

حیاتِ اسلام جواب دیا جناب مرزا صاحب کے سامنے پیش کرتے تھے اُن
تمام کا تعلق مسیح ابنِ مریم و دجال وغیرہ سے تھا۔ ملاحظہ ہو۔ پیر صاحب گولڑہ
کی "سیفِ چشتیائی" جن کی تردید میں "تحفہ گولڑویہ" لکھی گئی تھی۔ اس
کتاب میں تمام وہی احادیث پیش کی گئی ہیں جن کا تعلق نزولِ مسیح سے ہے اگر
یہ تمام احادیث صرف اور صرف موضوع ہیں تو پھر انہی کی بنا پر آپ کا دعوے مسیحیت و
نبوت کیوں کر جائز ٹھہرا؟

احمدی جو کہتا ہے بات بالکل سیدھی سی ہے۔

قرآن میں کہیں مسیح کی آمد کا ذکر موجود نہیں

احادیث موضوع و وضع ہیں۔

مرزا صاحب نے ان احادیث کا سہارا لے کر مسیح موعود

و رسول بنے ہیں

لہٰذا ہوا کہ یا حدیث کی سند قابلِ اعتماد ہے، اگر نہیں تو پھر مرزا صاحب
کا دعوے رسالت بھی کمزور ہو جاتا ہے اگر قرآن میں کہیں بھی مسیح کی آمد کا ذکر موجود نہیں
ہے تو پھر ہمارا قبلہ ایک کتاب کیسے بن سکتی
ہے جس کے مذہب کا بنیاد ہی ایک جھوٹ پر قائم ہو
یہ بات کہ سلف کہ سب کے سب تو پھر ہم ایک دوسرے سے کیسے
کریں گے

بے دردی نہ سمجھو

ہمدرد سمجھو یا آپ چاہے آؤ۔

ایک اور الجھن

مسیح موعود اور مثیل مسیح میں بڑا فرق ہے۔ مسیح موعود سے مراد جیسا کہ
مسیح ہے جس کے آنے کی بشارت حدیث میں موجود ہے۔ مثیل سے مراد
ایسا شخص ہے جو مسیح موعود سے بعض صفات میں ملتا جلتا ہو۔

رستم ایک ہی تھا لیکن رستم جیسے مثیل رستم بیسیوں پیدا ہو سکتے
ہیں۔ اسی طرح مسیح موعود ایک معین شخص ہے جس کے مثیل بیسیوں ہو
سکتے ہیں۔ ہندوستان حکیم اجمل خاں کو مسیح الملک کہا جاتا ہے
کوئی دیتے ہیں انہیں حضرت مسیح کی طرح بدھوں کا علاج کرنے کا
کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے

"مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے وہ جس کا نام
کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے"

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ صفحہ
تبلیغ رسالت ج ۱۰)

"میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں
کی تمام کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۵)

چونکہ حدیث میں مسیح موعود کا نزول دمشق میں بتایا گیا ہے

مثیل مسیح ہونے کا دعوے ہے۔"

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۲ صفحہ ۳۱)

"یہ بات سچ ہے کہ مدت جل شانہ کی وحی و الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعوے کیا ہے ..... میں اسی الہام کی بنا پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل (مسیح موعود نہیں بلکہ مثیل موعود) سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی سے مسیح موعود کہتے ہیں۔"

"ایک غلطی کا ازالہ" ور اقتباس پڑھیئے۔

"مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے ..... کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔"

اقتباس ذیل کے یہ بے لفظ پڑھ لیجئے

اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعوے کیا ہے جس کو آپ لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعوے نہیں ..... جب سے یہ دعوی ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ تہمت مجھ پر لگاتا ہے وہ سراسر مفتری و کذاب ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اس سے بڑھ کر میں تمام ہوں کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی جس طرح مسیح کے بعض رومانی خواص تھے وہ طبعاً بغیر اختیار و ارادہ کے خدا تعالیٰ سے پا کر اس امت میں بھی بھیجے ہیں۔ (ازالہ ج اول صفحہ ۵۰)

اور لطف یہ کہ اسی کتاب ازالہ میں چند صفحات بعد فرماتے ہیں۔

اب جو مجھ کو خدا تعالیٰ نے بسبب مماثلت کے مسیح موعود کہا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مسیح

موعود میں ہی ہوں۔

(ازالہ حصہ اوّل طبع دوم صفحہ ۱)

اور حصہ دوم میں اپنے آپ کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لیے ایک سو اکاسی صفحات وقف فرماتے ہیں اور ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے کہ میرے دعوے کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ فرمائیے ہم ان بیانات سے کیا نتیجہ نکالیں؟

دلچسپ جواب

جناب مرزا صاحب بڑے احمدی ہیں کہ چکے تھے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم زندہ ہیں وہ آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے چنانچہ ازالہ وہام میں عیسیٰ کی وفات پر تین دلیلیں دیتے ہیں جب کسی نے اس تضاد پر اعتراض کیا تو آپ نے جواب میں لکھا:

خدا نے میری نظر پھیر دیا۔ میں برابر کئی وقت تک نہ سمجھا کہ وہ سچے مسیح موعود بنائے ہے یہ میری سادگی تھی جو میری سمجھ پر یک قسم کا پردہ ڈالے ہوئے تھی ورنہ میرے مخالف مجھے بتا دیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا ہے بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں برابر اس وقت کے خلاف لکھ دیا۔

(ازالہ احمدی صفحہ ۷)

یعنی تضاد تو پیدا ہوا جناب مرزا صاحب کے کلام میں اور اس کا جواب آپ کے ذمہ ہے۔ یہ کیا عجیب منطق ہے۔ جس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص بارہ برس تک مسلسل دودھ کو چاء کہتا رہے اور تیرھویں سال وہ دودھ کو چاء بنا دے اور جب کوئی اعتراض کرے تو وہ کہے کہ اس بارہ برس کا جواب تمہارے ذمہ ہے۔

یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جو وحی ہر وقت آپ پر بارش کی طرح برستی تھی، اس نے پورے بارہ برس تک آپ کو یہ کیوں نہ سمجھایا کہ آپ کی نعوذ باللہ خلاف واقعہ حقیقت سے کیا استفادہ ہے۔ اس کی حکمت کا تقاضا ہی تھا کہ اس کا ایک جلیل القدر رسول بارہ برس تک خلاف حقیقت کفر و کذب کا مرتکب ہوتا رہے اور خدا اس پر خاموش بیٹھا رہے۔

بہرحال اس عقدہ کو حل کرنے کی ذمہ داری نہ ہم پر ہے نہ ہمارے امام پر عائد ہوتی ہے۔ مرزا غلام احمد کی "براہین احمدیہ" ۱۸۸۰ء کی تصنیف ہے۔ دو برس پہلے وہ اس مشکل کو حل فرما چکے تھے، فرماتے ہیں:

"میرے دعوے مسیح موعود کی بنیاد انہی پیشگوئیوں پر ہے جو احمدیہ سے پہلی براہین میں میرا نام خدا نے عیسیٰ رکھ دیا ہے۔ یہ تمام پیشگوئیاں بھی مرزا کے حق میں تھیں وہ میرے حق میں بند کر دیں مگر ضمناً کوئی ہوئی۔ ہے ہے سے تو اس شخص کا مسیح ہونا بند ہو جاتا ہے تو وہ کبھی نہ کرتے یہ خدائی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا وہ اس بات میں پھنس گئے"

(ازالہ اوہام نمبر ۲ صفحہ ۱۰)

یہ جواب صحیح معلوم ہوتا ہے اور نہ یہ بات ناقابل تسلیم ہے کہ ایک رسول پر ایک وحی نازل ہو جبریل ہر روز مسلسل آ رہے ہوں اور رسول کو بار بار تب تک اس وحی کا مخاطب ہی معلوم نہ ہو سکے ہر رسول کا یہ فرض منصبی ہوتا ہے کہ وہ اپنی وحی کی تبلیغ کرے:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

"اے رسول پہنچا دو جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے"

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول کو برابر تیئس برس تک اس پیغام کی اہمیت ہی معلوم نہ ہو سکے جو وہ تبلیغ کیا کرے گا۔ رسالت کی تعریف ہی یہ ہے کہ اس کے بغیر رسالت رسالت نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ ایک رسول بار بار کہے کہ اپنے پیغام کو نہ سمجھا۔ حالانکہ وحی جبریل مسلسل آ رہی تھی۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ رسول کے مخالف بار بار یہ کہتے رہیں کہ رسول کو اپنے پیغام کی اہمیت کا احساس نہیں ہے اور وہ اس کو پیش کرنے میں کوتاہی کر رہا ہے۔ اس صورت حال کو قرآن بیان کر سکتا

تیسرا باب

مسیح و مثیل مسیح

جناب مرزا صاحب بارہا فرما چکے ہیں کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ کے بعض روحانی خصائص اور کمالات اور اخلاق وغیرہ کے خدا تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔" (آئینہ ص، صفحہ ۹)

حضرت عیسیٰ کے اخلاق عادات و خواص کیا تھے۔ ان کی تفصیل مرزا صاحب کی تصانیف لبریز ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ ہوں:

"ان آیات (جناب مرزا صاحب) کو اسرائیلی مسیح پر ایک خونی ..... جس سے ..... اس کو ..... وہ حکمت و معرفت سکھائی گئی، جو مسیح ابن مریم کو نہیں سکھلائی تھی۔

(آئینہ صفحہ ۶۴۱)

"اگر تجربہ کے رُو سے خدا کی تائید مسیح بن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔" (دافع البلاء صفحہ ۳)

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے ہر ایک تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد

رکھا۔ واقع ابدا صفحہ ۳

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پیرانی عادت کی وجہ سے

(کشتی نوح حاشیہ ص ۶۵)

چہ عجب ہے کہ حضرت عیسیٰ نے خود انجیل پر عمل نہیں کیا اگر نہ شراب کو ہمیشہ استعمال سے دیکھتا اس پر بدظنی کی اور دوسروں کو روک سکتا!

اور دوسروں کو یہ حکم دیا کہ جو تم سے کوئی مانگے اس کو دے دو اور خود اس پر عمل نہ کیا

(چشمہ مسیحی صفحہ ۹)

جس جگہ حضرت مسیح کی تہذیب اور خلق پر یہ کیفیت اعتراض وارد ہوتا ہے وہاں ان فریبیوں کو کیا سبب کرنا چاہیے جو حضرت مسیح سے نسبت

نیز انجیل سے خدا ثابت کرتے ہیں

(ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۴۰۵)

یہ بات تحقیق سے ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ان معجزات

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴)

پیدا ہو جاتے ہیں ... عیسیٰ کی اس معجزانہ پیدائش سے کوئی
بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی

(تفسیر مسیحی صفحہ ۱۱۹)

"مردی اور زچگی انسان کے صفاتِ محمودہ میں سے نہیں ہیں
کوئی صفت نہیں ..... حضرت مسیح مردانہ صفت اور جوانیت کی اس
قدر صفت سے محروم ہونے کے باعث ابتدا سے انتہا تک کامل انسان
کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔"

(مکتوب قدیم جلد سوم صفحہ ۲۹)

حق بات یہ ہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) سے کوئی معجزہ ظہور میں
نہ آیا۔ اس وجہ سے کہ آپ نے معجزہ دکھانے والوں کو اندھی گمراہیوں اور ان کے
برے کاموں پر جرأت کی اور دشمنِ دین ہونے سے شرارتوں سے آپ سے کنارہ کیا۔

(تفسیر ثنائی صفحہ ۱۰۶)

"آپ کی خاندان بھی نہایت پاک و طہارت سے تین دادیاں نانیاں آپ
کی نہایت درجہ کی پرہیزگار تھیں جن کے خون سے آپ کا جسم بنا ہے۔"

(تفسیر ثنائی صفحہ ۱۰۶)

اور یہی ۷ رحمۃ فرماتے

اور عقیدہ اور عقیدہ کی بنا پر ان جو کچھ کہتے ہیں یہ بات صریحہ کی

عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح ہیں تو اس کے حواریوں بھائیوں کی بھی عزت کرتا

ہے۔ (مفتی نوح، صفحہ ۱۶)

"خبیث سے وہ انسان جو شہنشاہ کے کاموں اور رسم و رواج کے

زبان درازی کرتا ہے۔ یہ ان کتابوں کو کون نہیں جانتا جیسے حضرت عیسیٰ

جیسے رسول پر بدزبانی کرنے کی کتابیں بھی زندہ نہیں رہ سکتیں۔"

(تعمیم تروان، صفحہ ۳۱)

حضرت عیسیٰ سے متعلق ان نازیبا زبان کے بعد جناب مرزا صاحب

یہ بیان فرماتے ہیں کہ میرا دعوے حضرت عیسیٰ کی طرف نہیں بلکہ انجیل کے

بعض حصوں کی طرف ہے جو بقول ان کے قرآن کے خلاف ہیں۔ حالانکہ قرآن میں بھی تو انجیل کو سچا

بتایا گیا ہے۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ (قرآن)

ہم نے حضرت عیسیٰ کو انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔

یہ روشنی اور ہدایت کیسے ہوئے کہ انجیل میں کہیں کہتے کہ عیسیٰ خدا ہے

پیٹ بھر کھانا، مدینہ کے گلیوں میں گھومنا اور بعض عورتوں کی ناشائستہ

حرکتیں نظر آتی ہیں جو حضرت عیسیٰ کی پاک سیرت کے منافی ہے۔

قرآن میں ہر دو حضرت عیسیٰ کی نہایت بلند مقام بیان فرمایا گیا ہے تو

انجیل سے بعض ایسی عبارتیں مثلاً یا معنی قرآن کا یعنی انجیل کے ہوتے ہوئے قرآن

۲۔ کہ ان کی معجزانہ پیدائش ایسی ہی تھی، جیسے برسات میں گھاس پیدا ہو جاتی ہیں۔

۱۲۔ کہ وہ حیوانیت سے محفوظ تھے، اور پیدا ہونا کوئی معصیت نہیں۔

۱۳۔ کہ گندگی کا ہونے کی وجہ سے "نجاستوں نے آپ سے کنارہ کیا۔

۱۵۔ کہ آپ کی تین دن دفن رہنا بائبل کے مطابق تھا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی اس "سیرت" کو پیش نظر رکھ کر حضرت مرزا صاحب کا یہ ارشاد بغور پڑھ لیجئے۔

"میں مثیل مسیح ہوں۔ یعنی حضرت مسیح کے بعد دوسرے تمام خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے ۔۔۔ نے میرے فطرت میں بھی رکھے ہیں"

۵۔ زلہ غلہ ۵۔

تاریخ بعثت

حضور علیہ السلام کی تاریخ بعثت سب کو معلوم ہے کہ ۱۹۱۰ء میں
آنحضرت علیہ السلام بالکل پہلی مرتبہ ظاہر میں آئے تھے وحضور کا دعوٰی تھا۔
اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ
اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

[illegible] کہ جس نے انسان کو
[illegible] ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے
قلم سے تعلیم دی۔

[illegible] مرزا صاحب [illegible] سے یہ علوم [illegible]
مرزا صاحب کی تصنیف ہے [illegible] ہر کتاب آپ کے دعاوی دلائل
[illegible] ہر کتاب میں کئی کئی
[illegible] سے تاریخ بیان کی ہے ہم باقی کتابوں کو
چھوڑتے ہیں [illegible] کر آپ کی تاریخ بعثت معلوم کرتا
ہے [illegible] کہ جناب مرزا صاحب کی وحی
[illegible] اس سلسلے کا پیغام کب نازل ہوا۔ اقتباسات

ذیل کو دیکھئے۔

• ۱۔ براہین احمدیہ۔ سالِ تصنیف ۸۴-۱۸۸۰ء

اس کتاب میں ایک مقام پر ۱۸۶۹ء کا ایک الہام درج کر کے لکھا ہے

جسے وہ آخر تک اپنی دیگر تصانیف میں دہراتے چلے جاتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

(حاشیہ در حاشیہ ۳۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۱)

• ۲۔ ازالہ اوہام۔ تاریخ تصنیف ۲۔ ستمبر ۱۸۹۱ء

"وہ آدمی اور بن مریم جو تجھ سے دور کا علاقہ رکھتے ہیں

ہر سے شائع ہو رہا ہے۔

(ازالہ صفحہ ۵۰۰)

ازالہ ۱۸۹۱ء کی تصنیف ہے اس سے دس برس کم کرنے پر ۱۸۸۱ء

• ۳۔ نشانِ آسمانی۔ تاریخ تصنیف جون ۱۸۹۲ء

یہ عاجز ہی تمام چالیس برس میں دعوت حق کے لئے مامور کیا گیا، اور بشارت دی گئی کہ سنتی برس تک یا اس کے قریب قریب

سوائح نگاروں نے چھبیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جن میں سے
دس برس کامل کہہ بھی گئے ہیں

(نشان آسمانی صفحہ ۵)

۱۹۰۲ء میں سے دس کم کیجئے باقی ۱۸۹۲ء

۵۔ شہادت القرآن نومبر ۱۸۹۳ء کی تصنیف ہے۔

"جس موعود نے چودھویں صدی کے سر پر ظہور کیا"

(شہادۃ القرآن صفحہ ۲۱)

یہ نہیں کیا کہ "تیرھویں صدی کے آخر" میں بلکہ "چودھویں صدی کے
سر" پر ظہور کیا۔ اگر ۱۳۰۰ھ سے مراد ۱۸۸۳ء لیا جائے تو مساوی
مبنی سنہ ۱۸۹۳ء ہوگی

۶۔ تریاق القلوب "تاریخ تصنیف ۲۰ دسمبر ۱۸۹۹ء)

"تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر یہ تجدید آیا"

(تریاق القلوب صفحہ ۳۰)

یہ بھی قمری من بدل تائید ہے۔

۷۔ اربعین۔ جون ۱۹۰۰ء کی تصنیف ہے۔

یہ دعوے مختلف مدعیوں اور مکذبوں کے ہیں جو ۱۸۸۰ء میں پورے ہوئے

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۷)

۱۸۸۰ء سے تیس سنہ شمسی باقی ۱۹۱۰ء

[illegible] سے دن سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دونوں ہاتھ برابر کیے۔

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۵۲)

حضور علیہ السلام کے ایام وحی تقریباً ۲۲ شمسی سال تھے جس
سے بیس کم کر دو، باقی ۱۰۹ سنہ
نبوی عمر اسّی برس کی ہوگی
قریباً پینتیس برس سے ہو چکا ہے۔

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۶)

اس اقتباس کے رُو سے یہ الہام آپ نے ۱۹۰۰ء میں نازل ہوا
تھا، اس لیے کہ اربعین ۱۹۰۰ء کی تصنیف ہے۔

۷۔ تحفہ گولڑویہ ۱۹۰۱ء (اوّل) کی تصنیف ہے

"میرے مخالف کے وقت دعا سے تیرہ سو کی صدی ہی
جو دسویں صدی ۱۳۰۰ھ میں غروب ہو گیا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶)

اس اقتباس میں مدعا کے "وقت" سنہ ۱۳۰۰ھ بتایا گیا ہے، جو
سنہ ۱۸۹۰ء عیسوی کے مطابق ہے
وہاں نبی بتاتا ہے کہ میں نبی آخر زمان کے ظہور سے جب بارہ سو برس
بیت گزر جائیں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور سنہ ۱۲۹۳ھ ہجری تک پیدا ہو

حواشی

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹

حضور علیہ السلام کی ولادت ۱۴ھ ظہور الحق ۱۴ھ ظہور
۱۴ھ جو کہ عمر میں ۲۹ سال ظہور یعنی ۱۴ھ میں ۲۹ سال اور جمع کرو
جس تو یہ ۱۹۰۰ء بنتا ہے کیونکہ صاحب ۱۹۰۰ء میں مبعوث ہوئے
۱۳۰۰ھ آنحضور علیہ السلام کی ولادت کی جو سنہ قمری ہے ۱۳۰۰ھ
مطابق ۱۳ھ بنتی ہے۔

۱۲ قمری فقرہ بھی قابل غور ہے اور ۱۳۲۰ھ تک اپنا صاحب "

کیونکہ مرزا صاحب کا انتقال ۱۳۲۶ھ میں ہوگیا تھا۔

۱۰۔ نتیجہ تحفہ گولڑویہ ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔

"

ہے

ہے

ہے

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۵)

۱۹۔ حقیقۃ الوحی ۱۳۲۷ھ میں شروع ہو کر ۱۳۲۷ھ سنہ ۱۹۰۷ء کو
ختم ہوئی۔)

حاشیہ بروئے ۱۳۲۰ھ میں

شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۰)

سنہ ۱۲۹۰ھ مطابق سنہ ۱۸۷۳ء

پیغام صلح جناب مرزا صاحب کی آخری تصنیف ہے جو جملہ ۲۸۱ صفحات
میں ۱۹۰۱ء سے صرف دو روز پہلے لکھی گئی تھی۔

"میں اکثر بیالیس برس سے خدا کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہوں"

۱۹۰۱ء سے تیس کم کیے جائیں تو باقی سنہ ۱۸۷۱ء رہتا ہے۔

ان اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ تحفہ گولڑویہ کے مطابق تاریخ بعثت سنہ ۱۸۶۰ء یا سنہ ۹۰ مئی ہے

۲۔ اربعین کے مطابق تاریخ بعثت سنہ ۱۸۶۵ء مئی ہے۔

۳۔ تضمیمہ تحفہ گولڑویہ ، سنہ ۱۸۶۵ء ،

۴۔ براہین ، سنہ ۱۸۶۹ء ،

۵۔ نزول المسیح ، سنہ ۱۸۷۰ء ،

۶۔ ضمیمہ [illegible] ، سنہ ۱۸۷۲ء ،

۷۔ [illegible] ، سنہ ۱۸۷۳ء ،

۸۔ [illegible] ، سنہ ۱۸۷۱ء

۹۔ [illegible] ، سنہ ۱۸۷۲ء

۱۰۔ [illegible] ، سنہ ۱۸۹۳ء

۱۱۔ تحفہ گولڑویہ ، سنہ ۱۸۹۰ء

احمدی بھائیو! آپ ہی فرمائیں کہ ہم جناب مرزا صاحب کے کس
قول کو مانیں، یہ گیارہ اقوال ہیں، ان میں سے جس کی پر ایمان لائیں باقی
دس کی تکذیب ہوتی ہے۔

پانچواں باب

دلائل بر نبوت

جناب مرزا صاحب نے اپنی نبوت پر مندرجہ ذیل دلائل پیش کی ہیں۔

۱۔ اول، آیۃ خاتم النبیین جس پر بحث ہو چکی ہے۔

۲۔ دوم، آیۃ اولئک مع الذین انعم

۳۔ سوم، آیۃ ولو تقول علینا

۴۔ چہارم، آیۃ کما ارسلنا الی فرعون رسولاً

اُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ

اس آیہ کا مطلب یہ ہے کہ خدا اور رسول کی پیروی

اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من

النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین ؕ

ان لوگوں کی رفاقت نبیوں کے جن پر اللہ کے انعامات نازل ہوئے

مثلاً نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں

جس طرح دنیا میں بے شمار مقامات مناصب اور درجات ہیں

اسی طرح اُخروی زندگی میں بھی زندگی کے مدارج ہوں گے یہ دلیل یقینی ہے

کہ وہاب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ حیات کیا ہے اگر کچھ لوگ خدا اور رسول

(حسن اولاد رفیق)

(۱) یہ سب انبیاء وعدہ کئے ہوئے ہیں

(۲) اب آپ سے اپنے لئے کون کونسی عمدہ تصویر بنوانی ہے

(۳) اس تصویر کے ساتھ کیا عبارت لکھنے کا ارادہ کر رہے ہیں

(۴) اور ان کے پیرو منعم علیہ گروہ یعنی انبیاء اور ان کے

ساتھ ہونے والے اور یہ بھی نہیں جانتے ہیں۔

(۵) جو اولاد ہمارے ہاں پیدا ہوتی ہے وہ ہمارے اوپر

(۶) اور ہم سے پہلے

(۷) اور عبادت

(۸) اور ہم سے پہلے

(۹) اور ہم سے پہلے

(۱۰) اور ہم سے پہلے

(۱۱) اور ہم سے پہلے

(۱۲) اور ہم سے پہلے

دلیل افترا

سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں دی جس سے وہ فائدہ اٹھا رہے ہوں، وہ اس کو بہت نہیں
دیتا لیکن جس کو اچھے دوست مخلص و مثیل میسر ہوتے ہیں وہ خدا نے بڑی نعمت
ہونے پر بے انتہا شکر ادا کیا ہوں ہر شخص جانتا ہے کہ یہ نشان نہیں ہے کہ
اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ کاروبار نہ ہو تو کیونکر اتنے لمبے عرصہ تک جو کئی سو
سال کا ہے ثابت ہو سکتا تھا

(نشان آسمانی صفحہ ۳۴)

"ہمارے مخالف پر تعجب ہے کہ خدا نے ایسے نشان فرقان کو کیوں نہیں بہت
بھی دے دی جسے آج تک بارہ برس گزر چکے ہیں اور خدا کی پیشگوئی
بے باک ہے"

(شہادت القرآن صفحہ ۷۰)

"خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹے نبی کو
بہت مہلت دیتا ہے"

(ضمیمہ براہین حصہ ۵ صفحہ ۲۰۳)

"خدا تعالیٰ نے مذہبی علمی تذکرہ ہر سہ حصص براہین چھوٹا اور بڑا میں
کی کوشش دی ہے اور ثابت کر دیا ہے"

(براہین حصہ ۵ صفحہ ۴)

خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ مفتری کا ذلیل و خوار
ہونا، بلکہ خدا کے سچے نبیوں اور مامورین کے لئے سب سے بڑی دلیل ہے
کہ وہ اپنے کام میں کبھی ناکامیں کر کے مرے ہیں اور کوئی شخص دن کی مہلت

(تفصیل نمبر ۴ صفحہ ۵)

ایک ٹاپ مدت تک زندہ رہا ہو۔ بے حد مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اگر کسی دو
قوم ہندو۔ انگریز وغیرہ کی حکومت ہو۔ دو ہوں ایک نہیں بلکہ کبھی بڑے چھوٹے
بن بھی پیدا ہو جائیں تب بھی ان کا بان بیکا تک نہیں ہوگا۔

اگر زید و عمرو کے غیر سیدی حقہ میں دست گاہ دخل و بیانیت رکھتی
ہی ہو یا غیر ہی اس کی بابت جناب مرزا صاحب کے دعوے کے بعد
احمد عرب اور غیر احمدیوں (احمدیوں سے زیادہ) سے تقریباً بیس سوال کئے
مثلاً چراغ دین جمونی ہی ہمیں کو نشٹ رہے۔ ڈاکٹر عبد الحکیم، پٹیالہ
عبد الرحمن محی الدین کھوکھر غلام مستغیر قصوری سعد اللہ لدھیانوی نتھو
مرزا عبد العظیم گناچوری یا محمد دین کلرک بھیرہ ہی عبد اللہ تیماپوری
صدیق و بیدار وغیرہ وغیرہ ایک دو کے بغیر جو کل کو ان سے بگڑ کر ہوئے باقی
سب کے سب طبعی موت سے قدم گذر چکے ہیں۔ احمد بیگ ۵۲ سے
میں دعوائے نبوت کیا تھا اور ۵۵۲ سے پہلے مر چکا تھا۔ اس نے
دعاؤں کے مجموعے اشتہار وغیرہ چھپوائے ہیں۔ ان میں تمام کرتوتوں
کی ٹوکری کے حوالے کرتا رہا۔ البتہ ۱۹۰۱ء کے بعد ۱۹۰۰ء
سے تجاوز کر چکا ہے۔ اس خط میں مجھے کہنا ہے کہ مرزا نے جن حضرات
کی طاعون کی پیشگوئی کی قوم کو بتایا جاتی ہے کہ ان کی وفات
پر بھی روشنی ڈالی۔

لیکن

الدہ مرا مہلک آخر الزمان کہ بدو توپ نہ

منسوب کرے، تو ہم اس کی سب جان کاٹ ڈالیں اور اس آیت میں اس بات
کریم کی وضاحت کی گئی ہے اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح
مختلف مظاہر کونی کا انتظام مختلف فرشتوں کے سپرد ہے روشنی کا فرشتہ
سمندروں کا پانی بخارات میں بدل رہا ہے، ہر فرشتوں کا فرشتہ ہواؤں کو
بادلوں میں تبدیل کر رہا ہے، اسی طرح ایک فرشتہ وحی کے کام پر مامور ہے
وہ منشائے یزدی سے مطلع ہوتا ہے اور اس منشا کو اپنے مخصوص ڈھنگ کی
رسولوں کی طرف بھیج دیتا ہے۔ تنزیل، ترسیل، تانیث کا انتظام، تلقہ کرتا ہے
منبعیت کی ترجمانی وہ فرشتہ جسے قرآن میں دو مرتبہ روح کریم کے نام سے
یاد کیا گیا ہے، قرآن حکیم کو اول تا آخر پڑھ جائیے، کہیں نظر سے گا کہ فرشتہ
کام خود تجویز کر رہا ہے لیکن یہ کتاب رسول کریم کا قول ہے جو یہ کہتے
ہوئے ہے، اپنے پر قیاس کرنے سے نہیں تجھ تفہیم کی ظرح ہے کہ ہم کہاں سے
فرشتے وحی کرتے ہیں

آجکل آپ دیکھتے ہیں کہ حکومت جتنے احکام جاری کرتی ہے
سب کے سب وزیروں کی طرف سے ہوتے ہیں لیکن ان احکام کے مسودے
کے نہیں ہوتے بلکہ کوئی سیکرٹری ڈرافٹ مضمون کا تیار کرتا ہے جو اس
کی منسبت یا منشا کو پوری طرح ترجمان ہوتا ہے پس یہی حال ہے قرآن
سے کہ اس کے مسودے کریم کے دو ترجمان خدائی منسبت کی ہوتی ہے منشا
قبل تک کی شعر ہیں یہی اس حقیقت پر کچھ روشنی پڑتی ہے

"عمل بھی تیرا جبریل بھی قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرفِ شیریں ترجمان تیرے ہے یا میرا"

ب آمنہ کا نورِ چشم حلیمہ کی گود کا پالا

یہ قرآن رسولِ کریم کا قول ہے جو بڑا لیاقت و اعزاز رب العرش کے
پاک مقام سے جس کی آیتیں نازل کی جاتی ہے جو بے حد دیانت دار
ہے۔ آپ کا نبی اصاحبکم، دیوانہ نہیں۔ آپ کے نبی نے اس رسولِ کریم
کو کبھی روشن افق پر دیکھا تھا۔ یہ رسولِ کریم اور غیب کے ابدی رازوں میں سے کسی سے
کلام نہیں پاتا اور یہ قرآن کسی شیطان کا کلام نہیں۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ رسولِ کریم اور محمد صلعم دو جدا جدا ہستیاں ہیں
جنھوں نے اس رسولِ کریم کو روشن افق پر کبھی دیکھا تھا۔ یہ رب العرش کے پاس
مقیم ہے اور اس قدر دیانت دار ہے کہ خدائی منصبت کو کسی کمی بیشی کے بغیر نبیاء
تک منتقل کر دیتا ہے۔ محمد کہتے ہیں کہ

"اگر یہ رسولِ کریم کوئی فرشتہ بھی ہمارے حرف منسوب کرتے تو ہم اس کا
داہنا ہاتھ پکڑ کر اس کی رگِ جاں کاٹ دیتے"

دیکھیے آپ نے کہا "رگِ جاں کاٹنے" کی وعید ان فرشتے سے تعلق رکھتی
ہے جو رسولِ کریم کو روشن افق پر ب

جناب مرزا صاحب نے آیۂ زیر کو نہایت شد و مد سے

دلیل تمامیت نبوت اپنی تمام تصانیف میں پیش فرمایا ہے

آیت یہ ہے

اس آیت پر

اس کا ترجمہ

اس پر جناب مرزا صاحب کا استدلال

جناب مرزا صاحب کا اس آیت سے

یہ ہے کہ

کرکے پھر ابتلو یہ ہزار دو نو صد تیرہ ہجری و باطنی کا ایک نیا سلسلہ اس کی زندگی
میں رکھ دیا جو قریباً ہو دو سو برس مستمر ہو کر آخر حضرت مہدی علیہ السلام پر
خاتمہ ہو ..... اور جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے
سے قریباً دو سو برس بعد آنے والے نبی مسیح موعود نے بھی جو دنیا میں محمدی
کے سر پر نمبر کیا اور محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے ملتا جلتا پایا۔ ایسا ہی
چاہئے کہ موسوی سلسلہ میں تو نہایت درجہ کے پیچ آتے رہے اور محمدیہ
سلسلہ میں کوئی بھی نہ آوے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسل ہونے میں تو نبی اور محدث یکساں
ہیں اور جیسا خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا ہے ویسا ہی محدث کا بھی
مرسل رکھا ..... چونکہ جناب سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبیین ہیں اس لئے آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس امت میں نبی کے قائم
مقام محدث رکھے گئے ..... تا امت کے محدث بھی خدا سے ہم کلام ہوں اور
اپنے خوارق سے موسوی امت کے مرسلوں کے برابر ہوں

(شہادۃ القرآن ص ۳۸ ۳۹)

قرآنی آیات بغور کے ساتھ تدبر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ محدث
کا سلسلہ موسوی نبوت سے بالکل مشابہ ہو بایں طور

(شہادۃ القرآن ص ۵۰)

یعنی جس طرح موسوی سلسلہ بلحاظ وحی و نبوت کے موسیٰ اور یوشع کے
زمانہ کے مشابہ ..... اسی طرح محمدی سلسلہ بھی ..... کے
مشابہ ہے

خلیفے بنائے جائیں گے اور ان کا سلسلۂ خلافت اس سلسلے سے کم نہیں ہوگا جو بنی
اسرائیل کے خلفا کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ (زینہ صفحہ ۶۶۱)

"اس امت کے لیے وعدہ تھا کہ بنی اسرائیل کی طرح یہ میں بھی خلیفے
پیدا ہوں گے۔" (زینہ صفحہ ۱۰۲)

اور یہ زمانہ (مسیح موعود اور خلفاء علیہ السلام کا) پہلی زمانہ سے بھی
مشابہ ہوگا (خلفاء علیہ السلام) سے سچی زمانہ کے قریب قریب کہ زمانہ جو
حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان میں زمانہ تھا۔

(زینہ صفحہ ۳۵۹)

قرآن شریف اپنی نصوص قطعیہ سے ثابت کرتا ہے کہ وجب کہ
امت محمدیہ علیہ السلام کے مقابل پر جو موسوی خلیفوں کے تھے ویسے ہی
امت میں بھی ایک آخری خلیفہ پیدا ہوتا۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۵)

خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بارہ موسوی خلیفوں کا ذکر فرمایا ہے ان
میں سے ہر ایک خلافت موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور یہ ضرور تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کا ذکر فرمایا جو ..... موسیٰ کی قوم میں سے نہیں تھے یہ بات مسلمہ
خلافت محمدیہ تھی پس ان باتوں سے یہ حدیث ..... سے ثابت ہے کہ
مسیح میں بھی وہ نشان پائے جاویں اور یہ ضرور تھا جو ان کو امت محمدیہ سے ہو

محمدی قوم! قرآن میں سے نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔

تفسیر حقانی ص ۲۶ ج ۳۔

وفات عیسیٰ علیہ السلام

جل یعنی المسیح فیہ بعد موتہ

---

۴ پنجم : کہ جس طرح حضرت مسیح اسرائیلی نہیں تھے، اسی طرح مرزا صاحب بھی قرشی نہیں تھے

۵ پنجم : کہ مسلمہ شہدیہ کا پہلا خلیفہ حضرت ابوبکر اور بارھواں خلیفہ سید احمد ہوئے

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ان سب کے تمام جزئیات پر بحث گفتگو نہ کر

جزوِ اوّل

کہنا ... تھے شجرہ نسب تنقیح سے ثابت ہوتا ہے ... اور ان

... ب کیا ہی کیوں مناسبت ... ہوتی ہے

۱ : زید سر جھکاتا ہے۔

۲ : ... ہیں۔

۳ : ... ہیں۔

... ہیں کہ ... ہوتی ہیں ... ہے

... ب ... ہیں ... اور ... ہے

جزو دوم

ویسے کہ موسیٰ علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام میں چودہ سو سال کا زمانہ حائل تھا

کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ منقطع رہا۔

(شہادت القرآن صفحہ ۲۱)

یہ کہ خلفاء موسیٰ کے بارہ تھے تیرہ سو برس مسیح علیہ السلام اور سلسلہ

خلافت موسیٰ کے بارہ خلفا تھے تیرہ سو برس مسیح موعود ہے

۱۔ جہاں تک خلفاء کا تعلق ہے تو یہ بات کہ ان کی تعداد بارہ تھی حقیقت سے

آشنا ہے کہ بنی اسرائیل میں سینکڑوں نبی ایک ایک وقت میں موجود تھے وہ اس

کے علاوہ تھے یہ نبی خدا کی طرف سے ہر نبی کے بعد جب فرماتے ہیں۔

حضرت موسیٰ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں خلفاء کرام

خلافت کی برکات کا ایک لمبا سلسلہ ان کی شریعت میں رکھا ہوا تھا جو قریباً چودہ

سو برس تک قائم رہا۔ آخر حضرت عیسیٰ پر اس کا خاتمہ ہوا اس عرصہ میں متعدد بار ان

میں سے جب وحی کا دروازہ شریعت موسوی میں بند ہونے لگا

شہادت القرآن صفحہ ۲۰

بنی اسرائیل میں متعدد بار ایسا ہوا کہ

شہادت القرآن صفحہ ۲۵

چونکہ نبی سینکڑوں تھے ایک ایک وقت میں

یہ سلسلہ جب بند ہونے لگا

(شہادت قرآن صفحہ ۱۲۵)

"حضرت موسیٰ سے حضرت مسیح تک ہزارہا نبی اور محدث ہوئے ہیں"

ہوئے۔" (شہادت القرآن صفحہ ۴۶)

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ میں اسلام کے بانی

زمانے میں ہزارہا انبیاء مبعوث ہوئے تھے جن میں سے بعض کا ذکر قرآن میں موجود

ہے اور بعض کا نہیں۔

وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ (نساء)

(ہم نے بعض انبیاء کا ذکر قرآن میں نہیں کیا)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہزارہا انبیاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد

روحانی خلیفے تھے یا نہیں؟ اگر تھے تو جس طرح موسوی سلسلہ کے

میں "وَاسْتَخْلَفَ" کے ہوئے وہی ہزارہا خلیفے سارے نبیاء کے بھی

خلیفے ہیں میں سے صرف آخری ہی اور باقی سب مفتی

پھر میری سمجھ سے یہ چیز بھی باہر ہو رہی ہے کہ جب مرزا صاحب خود

فرماتے ہیں کہ ان نبیاء کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے تو پھر

کی تعداد صرف بائیس بتاتے ہیں کیا بعض کے لیے کوئی

کا ذکر قرآن میں موجود ہے اور باقی کا نہیں کیا جس چیز کا ذکر قرآن میں نہ

وہ ہوتی ہی نہیں کیا قرآن میں لندن اور پیرس کا ذکر موجود ہے؟ اگر نہیں

تو پھر کیا لندن اور پیرس موجود ہی نہیں؟ جب یہ حقیقت تاریخ سے ثابت ہے

جزو سوم

جناب مرزا صاحب نے اُمت محمدیہ کی بنا پر اپنے تئیں کو مسئلہ محدثیت کا
خاتم الخلفاء قرار دیا ہے لیکن ساتھ ہی فرماتے ہیں

"میں اس بات کو تو مانتا ہوں کہ ممکن ہے کہ میرے بعد کوئی مریم صفت
ہو اور بیٹا جنے۔"

"میں اس بات سے انکار نہیں کہ میرے سوا کوئی اور شخص بھی
ہو۔"

"میں اس سے بڑھ کر انکار نہیں کر سکتا کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص
اور بھی ہو جو مریم کی طرح روح پھونکا جائے اور پھر وہ روح
بچہ بن کر نو مہینہ تک رحم میں رہے۔"

مرزا صاحب کا عقیدہ

لوگ اس بارہ کے مستحق ہیں

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۰۵)

ج اس وجہ سے تم خلفائے راشدین کی سنت ہے۔"

(مشکوٰۃ صفحہ ۲۹)

اس حدیث کو پڑھنے کے بعد سوچیے کہ آپ اپنے مذہب کے

واقعی سلسلہ سند کے آخری حصہ سے لگے ہوئے ہیں یا آپ نے اپنا

کا کیا سبب

"اس کا جواب تو صاف ہے کہ میں نے اپنے

سنے

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ [illegible]

جزو چہارم

اس جزو کا تعلق بھی سلسلہ کے آخری حلقہ [illegible]

تھا اس طرح اس سلسلے کا آخری حصہ [illegible]

کہ [illegible]

اس [illegible]

والد تو تھا نہیں اور ماں اسرائیلی تھی تو پھر وہ خود اسرائیلی کیسے ہوئے اور اگر اسرائیلی نہیں تھے تو کیا اسمٰعیلی تھے؟ اگر وہ تھے تو پانچ تھے، آٹھ تھے، اور پھر یہ کیسے طے ہوا کہ ان سب کے نام "حوالے" کا مفہوم کیا ہے؟ یہ بھی یا تیس فی صدی سرائیلی ہے اور باقی ستر فی صدی کچھ اور؟

بہرحال اس حقیقت سے کوئی مؤرخ انکار کر ہی نہیں سکتا کہ حضرت مسیح نسب کے لحاظ سے سو فی صدی اسرائیلی تھے اس بے سلسلہ ثبوت کی پیروی بھی ٹوٹ گئی جناب مرزا صاحب خود تسلیم فرما چکے تھے کہ حضور علیہ السلام قریش میں سے تھے اور مشہور حدیث۔

(الائمۃ من قریش)

(میری امت کے خلفاء قریش سے ہونگے)

کے مطابق سلسلہ محمدی کے خلفاء کا بھی قریشی ہونا ضروری ہے۔

"اس مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے میں کس قدر خرابیاں ہوسکتی ہیں مختلف قومیں منجملہ ان کے یہ بھی کہ وہ بوجہ اس کے کہ وہ قوم سے قریشی نہیں ہیں کس حالت میں میر نہیں ہو سکتے"

(ازالہ صفحہ ۹۰۹)

توجیہ فرمائی جائے مرزا صاحب کے امام قریشی نہ ہونے کی "حوالے" کیسے بن سکتے ہیں؟

جزو پنجم

[illegible]

۱۔ آپ

۲۔ آپ

۳۔ آپ

۴۔ آپ

[illegible]

علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کا بھی نزول ہوں اس لیے کہ ان حضرات کے زمانے میں سلسلۂ نبوت جاری تھا و۔ مجھے ان کی نبوت پہ کچھ دل نہیں لگ گئے ہیں۔ اسی طرح اگر مجھے مطمئن کر دیا جائے کہ سلسلۂ نبوت جاری ہے تو جناب مرزا صاحب میں نبی علیہم السلام کے جملہ کمالات موجود ہیں تو میں ان کو تسلیم کرنے میں قطعاً کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوگی دوسری طرف سے بدقسمتی آپ کو کسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ جناب مرزا صاحب نبی نہیں تھے تو پھر ہم آپ سے مؤدبانہ التماس کریں گے کہ خدا کے لیے یہ کفر و ضلالہ کی مشغولی نہ دیں گے دیجئے ان خلجنوں کو ہٹا دیجئے جو آپ میں دوسرے فرقہ میں شامل ہو گئے ہیں تو ہم ایک ہی ہیں یعنی تمدن نام لباس صورت خلقت شریعت عبادات سب ہے قبلہ سب ایک ذہنا بھی ایک ہو جائیں۔

ع۔ تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

باب ۱۰

مسیح دجال

مسیح دجال کے مسئلہ کو سمجھنے کے لیے یہ بتانا ضروری ہے کہ گذشتہ ڈیڑھ سو برس میں انگریزی یا یہی دنیا نے اسلام کے متعلق جو جو منصوبے بنائے ہیں جن کا مسلمان ہندوستان سے قسطنطنیہ اور مراکش تک شکار ہوئے ہیں۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ادوار کی تاریخ پر مختصر بحث کی جائے۔

ترک نویں صدی کے آخر میں ترک سلطنت عباسیہ کی آخری حدود تک پہنچ چکی تھی۔ مگر یہ [illegible]

مراکش کوئی دلچسپی حاصل نہ تھی:

" [illegible]

[illegible]

"

"

"

"

دونوں اقوام میں یہ خفیہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ فرانس کو مراکش پر اور انگریز کو مصر پر قبضہ کرنے کی اجازت مل گئی چنانچہ انگریزوں نے ۱۸۸۲ء میں بمبارڈمنٹ کی کارروائی شروع کر دی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ترکی تاخت و تاراج کا شکار ہو چکا تھا اور اس میں اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ مصر کے معاملات میں مداخلت کرتا۔ انگریز نے مصر پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنی فوجیں متعین کر دیں۔ اس طرح مصر کی آزادی کا خاتمہ ہو گیا۔ ۱۸۹۸ء میں انگریزوں نے سوڈان پر قبضہ کر لیا۔ سوڈان میں انگریزی فوجیں اس وقت داخل ہوئیں کہ مہدی سوڈانی کی موت سے تقریباً دو سال بعد تک ان کی قبر پر کھودی گئی۔ انگریزی فوجیں اس وقت داخل ہوئیں کہ مہدی سوڈانی کی موت سے تقریباً دو سال بعد تک ان کی قبر پر کھودی گئی۔ انگریزوں نے مہدی سوڈانی کی لاش سے تو وہ ذلت آمیز سلوک کیا کہ خدا کی پناہ۔ ۱۸۹۳ء میں انگریزوں نے تمام معاہدات کو بالائے طاق رکھ کر یمن پر قبضہ کر لیا۔ وہ ۔۔۔ کچھ پیچھے گویہ جزیرہ مقررہ ہے

اہل مصر کے ساتھ انگریزوں کا سلوک کیا تھا اس سلسلہ میں صرف یہ کہانی سنیئے

۱۰ جون ۱۹۰۶ء کا واقعہ ہے کہ چند انگریز افسر شکار کی غرض سے دیہات میں گئے ہوئے تھے۔ ایک گاؤں کے قریب پہنچے تو کبوتروں کا ایک جھنڈ دیکھا۔ بندوقیں تانے ہوئے چند دیہاتی ان کے پاس گئے اور کہا کہ یہ کبوتر ہمارے ہیں۔ آپ ان کا شکار نہ کریں۔ اس پر انگریز افسروں نے بگڑ کر کہا۔

"ویل ہم جانتا ہے۔ تم ہمارا کچھ نہیں کر سکتا۔"

وہ بہادر عورتیں اپنی قوم کی یہ حالت دیکھ کر تڑپ اٹھیں اور بنو وقعوں کا منہ ان کی طرف پھیر دیا یہ سنتے ہی بھاگ نکلے انہوں نے ان پر اندھا دھند فائر کیئے جس سے بیس نوجوان مرد کی جو کھیت میں سے گذر رہی تھی ہلاک ہوگئی اس پر چند مسلمان عورتیں نے ان ٹاپوں پر پتھر برسائے ٹاپوں نے اپنے فوج کو ذکر ومز کو دے دی

ساتھ ہی گرفتار کر لیا گیا درمندرجہ ذیل سزائیں قرار پائیں

۱۔ جو دو بہنوں کو جھوٹے پتھر مارنے تھے موت کی سزا دی گئی۔

۲۔ چھ کو سات سال قید بامشقت۔

۳۔ تین کو ایک سال قید اور بیس بیس کوڑے لگائے گئے

۴۔ باقی سات عورتوں کو بیس بیس کوڑے لگائے گئے

اس واقعہ کے بعد ذکر ومز نے جو پہلے حکومت بردینہ کے ماتحت تھا

اس میں دست تھا۔

مزدوں کے نافذ کرنے میں نسبت کے پہلے سات کو ٹھوکر

کیئے گئے (تاریخ خاندان نام جو سعید بزمی تھے ۳۵۵)

جب اس واقعہ کا ذکر بانو ہنٹ میں آیا تو زینب نے کہا کہ اس عورت

سے زیادہ عبرت ناک اور کون سی ہو سکتی ہے انہوں نے ٹھوکر کے نام پر عیسائیت

سے خارج کر دیا۔ ایک مدت شروع کر کھی تھی جسے ٹھوکر مانتے ہوئے تھا۔ وہ اب بدھ

کو ہوئے ہیں ہوگا کہ جب عورتوں میں مذہبی تبدیلی بھی شامل تھی

دیکھا آپ نے کہ وہ آدمی نوشیرواں دہشت کے لیے کیا راستہ اختیار کیا گیا کہ پہلے ڈاکوؤں کو اس گاؤں میں بھیجا۔ انہوں نے پانچ کبوتروں پر فائر کر کے لوگوں کو مشتعل کیا جب لوگوں نے احتجاج کیا تو انہوں نے بے دھڑک گولیاں برسائیں اور پھر خود مظلوم بن کر روڈ کرومر کے پاس پہنچے۔ اس نے اس واقعہ کو بغاوت کی صورت دے کر عبدالنبی اور حسن کو چار ساتھیوں سمیت سولی پر لٹکا دیا۔

اسے کہتے ہیں انصاف، تہذیب اخلاق اور رواداری

۱۹۰۱ء میں برمنگھم وائلی میں بھی ایک خفیہ معاہدہ ہوا جس کے تحت وائلی نے صرف بلس پر حملہ کر دیا۔ وہاں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں نہتے مرد و زن آتش کر ڈالے۔ شہر کے شہر جلا دیئے بلکہ بعض شہروں کی ساری آبادی کو شیر خوار بچوں سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ہزاروں کو آگ میں زندہ پھینک دیا۔ عورتوں کو برہنہ کر کے ہجوم کے سامنے پریڈ کرایا۔ ایک بہت بڑی تعداد کو زنجیروں میں جکڑ کر تپتے ہوئے صحراؤں میں ڈال دیا۔ ہزاروں کو ہمیشہ کے لیے دشمن دیار سے کوسوں جہازوں سے نیچے پھینک دیا اور لاکھوں بچوں کو عورتوں سے چھین کر کئی میل پیدل چلنے پر مجبور کیا تاکہ نہیں عیسائی بنایا جا سکے۔ (۱۰۰ سے ۱۰۰ تک)

جیسا سنگدل اخبار بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے لکھا

"یہ منظر اس سمجھوتہ کا نتیجہ ہیں جو ٹائمز اور برطانیہ حکومت کے درمیان ہوا تھا جس کے تحت وائلی کو ملک پر حملہ کرنے کی اجازت مل گئی تھی۔"

یہ تو تھا حال اس جنگ کا جو شمر جیسے انگریز دشمن پاکستان سے کر رہے ہیں

نجد و حجاز

۔

۔

۔

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شرق اردن

ایران

۱۶۶۹ء میں اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ ہند سکھوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ لیکن ہمیں شکست کھائی اور تمام تجارتی حقوق سے محروم ہو گئے۔ حیدرآباد کو بھی ہمیں نذرانہ دینا پڑا اور چند ہی سال بعد دوبارہ تجارتی حقوق حاصل کر لیے ساتھ ہی ہم نے فوجی قوت کو بھی بڑھا لیا اور شہنشاہ سے ٹکر لینے کی جگہ چھوٹے بڑے نوابوں کی توجہ اپنی طرف کی۔

۱۷۰۷ء میں اورنگ زیب کے انتقال کے بعد مغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا۔ صوبہ دار اور گورنر خود مختار بن بیٹھے۔ مرہٹوں کو بھی اپنی قوت کا احساس ہو گیا۔ انگریزوں نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر اپنی فوجی قوت کو بڑھانا شروع کر دیا۔ مرہٹوں کے حملوں کا خطرہ بھی ہمیں لاحق تھا۔ ۱۷۴۱ء میں مرہٹوں نے بنگال پر حملہ کیا۔ نواب علی وردی خاں نے بڑی بہادری سے ان کا مقابلہ کیا۔ مرہٹوں کو چوتھ کی رقم دینے کا وعدہ کر کے نواب نے اپنی جان چھڑائی۔ ۱۷۴۲ء میں مرہٹوں نے پھر حملہ کیا۔ نواب نے ان کو شکست دی۔ ۱۷۵۱ء میں مرہٹوں نے اڑیسہ پر قبضہ کر لیا۔ ۱۷۵۲ء میں نواب علی وردی خاں نے مرہٹوں سے صلح کر لی۔ اڑیسہ مرہٹوں کے پاس رہا۔ ۱۷۵۶ء میں نواب علی وردی خاں کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد ان کے نواسے سراج الدولہ نواب بنگال ہوئے۔

کمپنی کی حکومت

کرنے کے لیے نوٹ بینک دی اس فوج نے حرم میں داخل ہو کر بیگمات سے زیور

جس وحشیانہ طریقے سے نوچے یہ ایک زہرہ گداز داستان ہے۔

• ۱۱ ... ڈکا نوس اگور نرجنل ... ، ... ، ... نے ... سوء ... کر دیا ... ایک ... ہو ... صاحب نے ... کہ ... ہزار روپیہ ... ۔

• ۱۲ ... ۔ ... کے ... سے ... کے ... صورت ... ۔

• ۱۳ ... ۔ ... ہزار ... ۔

• ۱۴ ... ۔ ... ہزار ... ۔

• ۱۵ ... ۔ ... ہزار ... ۔

گولی ماردی۔

۱۹۔ [illegible]

۲۰۔ [illegible]

کمپنی کا یہ قاعدہ تھا کہ جس ۔ بست میں نوب ۔ جگہ مرنے سے جو
جائز وارث رہتا ہو موجود نہ ہو ۔ اس پر خود قبضہ کر لیتی ۔ طرح کمپنی نے
تھوڑے سے عرصے میں بندرہ ۔ بستیاں ہتھیا لیں ۔ ان بستیوں کے نام
کیسے گئے ۔ ہنوز یاد ہیں ۔

۲۳ ۔ انگریز کا کام صرف فتح دلانا ہی نہ تھا بلکہ وہ اپنی عیسائیت
پھیلانے کی طرف بھی توجہ صرف کر رہا تھا ۔ کمپنی کے ایک ڈائرکٹر مسٹر چارلس
گرانٹ نے ۱۷۹۲ء میں ایک کتاب لکھی جس میں ہندوستان کی
تعلیم دینے سے ہمارا مقصد عیسائیت ہے ۔

۱۸۱۳ء میں ۔ ۔ ۔ کے گورنر جنرل نے ڈائرکٹروں کے
لکھا ہے ۔ ۔ ۔

کوشش رہی ہے

۲۵ صوبہ پنجاب کے ڈائرکٹر مسٹر ٹینڈسنے اپنی رپورٹ برائے سال ۸۵-۱۸۸۴ء میں لکھا کہ پنجاب کے دیہاتی علاقوں میں تمام مسلمان ہیں ان کو عیسائی کرنے کی ضرورت ہے۔ اس پر میری کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۹۰ء کی رپورٹ میں کسی مسلمان کے عیسائی ہونے کا ذکر موجود نہیں تھا

۲۶ ہندوستان کے انگریز آفیسر مسٹر ڈبلیو ہنٹر نے اپنی کتاب ہمارے ہندوستانی مسلمان میں لکھا ہے کہ ہم نے ان کو ہندوستان پر حکومت کرتے دیکھا ہے۔

باب چہارم

انگریزی حکومت کے وقت مسلمانوں کی حالت

یہ باب بہت افسوسناک ہے اس لئے مسلمانوں کو یہ سنانا چاہئے

ہم نے اس باب کو بہت تلاش کیا اور بہت غور کیا

ہم نے انگریزوں کی تاریخ سے بہت کچھ پڑھا اور سنا ہے ہم نے ... ہم نے ... ہم نے ...

"[illegible] ہوں سروس میں داخل ہونے کا بالکل کوئی حق نہیں رکھتے ہیں
[illegible] ۱۹۲۷ء

"[illegible] کی ایک دو نہیں اسی اسامیوں کے بغیر امتحان کے یہ
سابق ٹائٹل اور کسی مقابلہ امتحان کی اہلیت نہیں رکھتے۔

[illegible] ۱۹۲۷ء میں بنگال کی ہر کاری ملازمتوں میں مسلمانوں کا حصہ بتلایا ہے

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	[illegible]	۲	۲۶۰
۲	[illegible]	—	۱۴۰
۳	[illegible]	—	۳۲
۴	[illegible]	۳۰	۱۹۳
۵	[illegible]	۰	۳۲
۶	[illegible]	۲۰	۱۵
۷	[illegible]	۱	۰۹
۸	[illegible]	—	۷۳
۹	[illegible]	—	[illegible]
۱۰	[illegible]	۲	[illegible]
۱۱	[illegible]	۲۰	۲۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

آخر یہ قبول کیا گیا کہ گویوں کا بازار گرم کرنے سے بہتر تعلیم کا کوشش
کرنا ہے جس کی جگہ معلوم ہو۔ تو لاکھوں بندگان خدا نے سنے تھے جاتے۔"

(آریہ درشن صفحہ ۵۰

خبر منظور دیدیا۔

کمشنر بہادر نے جو ہندو کو بھی مخاطب کرتے ہیں کہا تھا ہندوستان
میں ہندوؤں کے بڑے بڑے مدرسے کیوں نہیں ——— فنون کتب
سنسکرت خاص کر ہیں تاکہ ہندوستان کی غریب عورتوں کو دیدہ عورتوں کے ذریعہ
سے اس فن مذکور کی ترغیب دی جاتی ہے۔ (آریہ درشن صفحہ ۱۰

———

ہندو کہ بہت سے قدامات کو کیسے سمجھ سکتے ہیں چنانچہ آپ نے
لکھا ہے کہ خرچ کی منظوری میں تامل ہوتا ہے۔

خود قوموں کی تنزلی کا درجہ بھی سبب ہوگئی ہیں جیسے سب
سے بڑی وجہ انہوں نے سفلی سبب کی مٹی کھانی اور بیچنے لگے وہ
سفلہ کہتے ہیں انہوں نے ذلیل پیشہ اختیار کیا اور اعلیٰ پیشہ
دوسرے لوگوں نے اختیار کیا جیسے ہندو کی پرستش کی تنزلی کا!
اور تنزلی کو ان کی حرص نے پامال کیا۔

(آنریبل نوٹ صفحہ ۲۰

میں نہیں بلکہ میں اپنے اور ہوتے ہوئے ہوئے ہوئے
کہنے سے خبر دار کیا۔

ہوں۔

" ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس نیپوٹی قوم میں سخت بدذات و شریر لوگ ہیں۔ وہ بھیڑوں کے لباس میں اپنے تئیں ظاہر کرتے ہیں وہ اصل میں خونریز بھیڑیئے ہوتے ہیں وہ ایسی بدذاتی سے بھرے ہوئے جھوٹ بولتے ہیں وہ نفرت کے لائق ہیں جن کی کچھ اصلیت نہیں ہوتی۔"

وجال بہت گزرے ہیں۔ شاید آگے بھی ہوں مگر وہ دجال کہ جن کو دجل خدا کے نزدیک، ایسا مکروہ ہے کہ قریب ہے جو اس سے آسمان شق ہو جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں، مسیح کو خدا نے دیا ہے۔

" اور اس آیت میں کہ لتنذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا ما لہم بہ من علم ولا لآبائہم کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا۔ اسی طرف اشارہ ہے کہ خاص زمین پر ان کا غلبہ ہوگا۔ اس سے صاف طور پر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ دجال کا فتنہ بھی اس سے کم نہیں ہے۔"

ان اقتباسات سے یہ بات بالکل روشن ہے کہ دجال سے مراد عیسائی پادری ہیں۔ اس مقام پر مرزا صاحب نے صاف طور پر عیسائی پادریوں کو دجال کہا ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ دجال کا فتنہ کس قدر ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا ہے کہ مرزا صاحب عیسائی پادریوں کو دجال کہتے ہیں۔

سے کوئی شریف انسان اپنی زندگی میں جدا نہیں ہو سکتا۔

اور دوسری طرف جب میں جناب مرزا صاحب کی کتابوں میں انگریزی حکومت کی تعریف اور قوم کو سدا غلام رہنے کی تلقین دیکھتا ہوں تو حیرت میں کھو جاتا ہوں کہ وہ انتم الاعلون والی رب یہ کیا کہہ رہے ہے قرآن میں ہمیں سنت اللہ وراثت کا درس دیتا ہے وہیں ایک قوم کو ذلت و غلامی کا درس دیتا ہے۔ آخر یہ معاملہ کیا ہے۔ خدا بدل گیا ہے اس کی سنت بدل گئی ہے یا نبی کا مشن بدل گیا ہے؟

احمدی بھائیو! کیا آپ میں سے کوئی شخص مرزا صاحب کا پیرو کہلانا پسند کرے گا۔ کوئی ایسا شخص جسے اپنے وطن سے محبت نہ ہو۔ کوئی ایسا جو اپنی مذہبی و سماجی آزادی کو اپنی جائیداد اپنی زمینوں یہاں تک کہ اپنی تعلیمی اداروں کی قربانی دینا چاہتا ہو۔ اگر کوئی ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ مسلمانوں کا نہیں ہے اور اس کا کوئی ہمنوا موجود نہیں۔

جناب مرزا صاحب کی تقریباً ایک ہزار کتابوں کی تحریر سے ان کے درس پر مشتمل ہیں چند اقتباسات پیش ہیں۔

"میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ گورنمنٹ کی بدخواہی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں اور اس کی اطاعت سے باہر نہ جائیں"

(تذکرۃ الشہادتین ص ۲۳)

"میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ

ہوتو۔

ع تیز واندر حلقۂ دیوانگاں

جس فقرے پر شاہ ہو کی حدیث ختم ہوتی ہے اس فقرہ کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ آستانِ نبوی پر تیسرے دن بھی لگا رہتا ہے جب مذکورہ بالا یاد دہانی کے باوجود مفسد نے مرزائیوں کی عدالت سے کوئی جواب نہ پر تو جبریل آیا اور کہا۔

"قصرِ خلافت پر ہے شکریہ" "مدعی جنہاں کی ہیں گونجتی شہنائیاں"

بوریا بچھنے کا وقت آیا۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۲ حصہ)

اس قسم کی تحریرات پر جناب "خلیفۃ المسیح" ثانی نے مندرجہ ذیل تبصرہ فرمایا ہے۔

"میں موعود علیہ السلام کی اس تحریر کی کوئی تاب ایسی نہیں۔ جس میں میں نے گو۔ غلط کی تائید نہ کی ہو۔ مگر ایسے زور سے کہ میں نے غیروں کو نہیں بلکہ تمہیں کو بہکتے سنا ہے کہ میں موعود علیہ السلام کی ہیں تحریریں پڑھ کر میرا دل

[illegible]

"اور ہر دوسرے نکتہ میں تمہیں کے لیے بانہیں کھولتا

ہے کہ غلط ہو۔ کی مدد کرتی ہے"

یہ کان خوفت نہیں خود تمہارے ہے

(۱۰۰۰ سے جون ۱۸۹۵ء)

انگریز کا یہ مقولہ جناب مرزا صاحب کی احتیاط کا نتیجہ تھا۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں نے صیغہ نوکری میں

ست اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے میں

باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔ اول والد

مرحوم کے تربیت۔ دوم۔ گورنمنٹ کے ساتھ خاندانی

تعلیم۔ خدا تعالیٰ کے الہام سے۔ ..... یہ

جو بتا دیا ہے کہ یہ گورنمنٹ محسنہ میرے منہ خون کو نرالی سے بہت

کرے کہ میں نہ قدرت (یعنی نشانات جو ہوئے) سے

بعد شرم و حیا سے کام ہیں اور تمام دنیا کی ہمدردی چاہتے ہیں

قبول کرتے ہیں۔

ضمیمہ نمبر ۳ تریاق القلوب صفحہ گورنمنٹ نمبر

میں ایک خاندانی خدمت گار ۳۱۷ ۔ ۳۰

جب حکومت کابل سے دو احمدی مبلغ کابل سے نکالے گئے

تو ان کی موٹر کی سواری، تو وہاں کی گورنمنٹ نے

نہایت توہین سے ساتھ کے خون غریب کی وجہ سے

سزا کی خود ان کے قبضہ سے ہوئے گئے۔ جن سے

کہ یہ ان کے دشمنوں سے ہاتھ سے گئے۔

(الفضل ۳ مارچ ۱۹۲۵ء صفحہ ۱)

۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں ترکوں کو متواتر شکستیں ہوئیں۔ من جملہ
بعض نے کہا کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے فرمایا تھا کہ جب
تک یہ نہ ہو۔

"حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ..... گورنمنٹ
جب یہ پیش گوئی سنے گی پھر ہم حمد ہوں گے اس فتح رفیع بلند پر
کہ ہوں خوشی نہ ہو صرف عرب ہو یا عجم۔ ہم ہر جگہ اپنی ہونے کی جگہ
دیکھتے پاتے ہیں ..... وہ کل اس کی فوج خدا نے
کے دو فرشتے تھے جن کو گورنمنٹ کی مدد کے لیے خدا نے

(الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۱۹ء)

جب کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کے لیے فرشتے بھی
آتے۔

"اس پیشگوئی کے متعلق جو بہت سے گروہوں میں مشہور ہے کہ
جب ترکی کی سلطنت کے ٹکڑے ہوں گے ..... متعدد دفعہ
میں اس کا فیصلہ دے چکا ہوں اور بتا چکا ہوں کہ اس کے متعلق
یہ خیال غلط ہے۔"

(الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۲۲ء)

یہ بیان ہے جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب "سیرت
مسیح موعود" میں لکھا ہے۔

"ترکی کی سلطنت کے ٹکڑے ہونے کی پیشگوئی کے متعلق
یہ بیان بھی قابل ذکر ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس پیشگوئی
کے یہ معنے نہیں کہ ترکی سلطنت کے ٹکڑے ہو کر اس کا
نام و نشان مٹ جائے گا بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ
اس کی بعض نوآبادیاں اس سے علیحدہ ہو جائیں گی
اور بعض دوسری سلطنتوں کے ماتحت ہو جائیں گی
اور یہ بات ایسی ہے جو ہر سلطنت کو پیش آتی رہتی ہے
اور اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

(الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۲۲ء)

یہ بیان بھی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب "سیرت
مسیح موعود" میں لکھا ہے اور خوش نما حاشیہ میں

۲۔ کیا وہ اس سے پہلے کبھی شدھ ہندو لوگوں کو عیسائیت سے برگشتہ کر چکا ہے؟ جواب نہ دیا گیا ہے اس لیے کہ عیسائیت ہمیشہ کے دشمن کی طرح اس سے نفرت میں مبتلا رہی ہے۔

آریہ سماج کی تشکیل

جناب مرزا صاحب کے قلم عموماً عیسائیوں کے خلاف ہی چلتے رہے ہیں۔ اس حدیث موعود کی تشکیل میں بھی مرزا صاحب نے عیسائیوں کے خلاف جہاد کیا ہے۔ آئیے دیکھیں کہ مرزا صاحب اس جہاد میں کہاں تک کامیاب ہوئے۔

سوامی دیانند نے آریہ سماج کی بنیاد ۱۸۷۵ء میں ڈالی تھی۔ مرزا صاحب نے آریہ سماج کے متعلق لکھنا شروع کیا ۱۸۷۹ء میں۔ گویا آریہ سماج کی عمر چار سال تھی جب مرزا صاحب نے اس کے خلاف جہاد شروع کیا۔ ۱۸۷۹ء میں کسی ہندو نے شاید آریہ سماج کا نام بھی نہ سنا ہوگا۔

آریوں کی تعداد پنجاب میں

سال	تعداد
۱۸۷۷ء	۰
۱۸۸۱ء	۳۰۰۰
۱۸۹۱ء	۱۹۰۰۰

پنجاب میں آریہ سماج کی تعداد

۱۹۲۱ء ۔ ۲۱۵۳۰۰

۱۴	—	۲۰۰۴
۱۵۰	—	[illegible]
۱۴۰	—	۱۵۰۹۳ اضافہ ہوا۔

پنجاب میں تپیدائیوں کی تعداد

سال	تعداد
۱۹۱۱	۲۱۰۵۴
۱۹	۲۰۰۲ [illegible]
۵۰	۲۰۵۹ [illegible]
۹	۵۱-۵۲ ہے

[illegible] ہے کہ جنوب [illegible] کی تعداد [illegible] زیادہ بھی تھی۔ ۱۹۱۱ء میں ہندوستان میں تپیدائیوں کی تعداد ایک لاکھ ستائیس ہزار تھی۔ باقی انگریز تھے۔

جو دسمبر ۱۹۱۱ء میں ہندوستان میں تپیدائیوں کی تعداد ہے۔

ہندوستان میں تپیدائیوں کی تعداد

۱۹۱۱	۱۰۰۰۳۱
۱۹	۲۲۱۲۰۱ [illegible]
۲۱	۲۵۲۳۲۰ کا اضافہ
۹	۲۰۰۲۰۲

یہ اعزاز دنیا مرزا غلام احمد قادیانی کے حصہ میں آیا تھا سنہ ۱۹۰۱ء سنہ ۱۹۰۸ء تک حاصل رہا۔

ان اعزاز سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ جناب مرزا صاحب کے زمانہ میں دجال نہ صرف دنیوی شان و شوکت میں بہت بڑھ گیا تھا بلکہ اس کے پیروؤں کی تعداد بھی کروڑوں تک پہنچ گئی تھی جب کہ ہر کس و ناکس دجال کے مذہب میں داخل ہو گئے لیکن مسیح موعود کی دلائل و براہین سے کسی کو تسلی نہ ہوئی۔ اس سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود سے دجال ہر گز کہاں چھپ کر آیا؟ دجال نہ تو مسیح موعود کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا نہ گرفتار ہوا تھا تو وہ قتل دجال کا مسئلہ کہاں گیا؟ اور گرفتار ہو کر بھی نہ ٹھہرا تو یہ سارا کائنات پر اس کی حکومت سنہ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء تک کیونکر ہو گئی؟ سب سے بڑا فریب دجال کا یہ ہے کہ وہ خود کو مسیح موعود سے قتل نہ ہونے کی وجہ سے مسیح موعود نہیں مانتا۔

دجال سے مماثلت کی وجہ!

ہماری حیرت میں دن بدن اضافہ ہو جاتا ہے جب ہم جناب مرزا صاحب کی تحریر کو ذیل پڑھتے ہیں۔

حضور گورنمنٹ عالیہ ہیں کب خاطر نہ دعوت .....

..... میں نیک نیتی سے ..... یاد دلا سکتا ہوں کہ مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہتا ہوں ..... جب پرچہ نور افشاں مدعیت کا خیانتی خبار ..... میں نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں

ساتواں باب

مسئلہ جہاد

آپ اس حقیقت سے آشنا ہیں کہ تقریباً نصف قرآن تعلیم جہاد پر مشتمل ہے۔ جہاد کے بغیر کوئی قوم ایک گھنٹے کے لیے بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ دنیا شاید فنا سے بہتر ہے۔ یہاں بیسیوں قومیں موجود ہیں جو دوسروں کی مزدوری سے فائدہ اٹھانے میں کبھی پس و پیش نہیں کرتیں۔ لڑنے سے ظاہر ہے کہ فریق برباد کے سینے پر سوار ہے۔ بعض اقوام مغرب تہذیب سے چین و جاپان و مشرق ہندی دونوں کو سمیٹ رہی ہیں۔ انگریز تہذیب سے ہر ملک کے دشمن دوست کو ہڑپ جاتے ہیں۔ وہ فلسفہ ہی ہے کہ کمزور اقوام دنیا کے بہترے دنیا کو فنا کی دعوت نہیں دیتیں۔

مہاتما گاندھی کا نسخہ عدم تشدد۔ جناب مرزا صاحب کا نسخہ خدا جانے کس صورت میں کامیاب ہو سکتا ہے کہ اقوام کا فریضہ ہے جہاد۔ ہتھیار مت رکھو۔ ہر وقت ہر انصاف پسند جنگ چونکہ دنیا کے انصاف پسند لوگوں کی ہمدردی کا مستحق ہوتا ہے۔ اس لیے جنگ کے ساتھ ہی ڈپلومیسی کا محکمہ ہے۔ جونکہ قدم قدم پر ہمارے سامنے مذہبی مسئلہ بھی آتا ہے۔ اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ اس مسئلہ کو بھی ذرا تفصیل سے لیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمارا دین مسلح ہو کر دشمن کے ہاتھ سے ہتھیار چھین لیتا ہے

ان چار صورتوں کے علاوہ اسلام نے کسی دوسرے مذہب پر جبر کی اجازت نہیں دی۔ جناب مرزا صاحب کا یہ ارشاد تو درست ہے کہ تبلیغ مذہب کے لیے تلوار کا استعمال ناجائز ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جہاد کو سرے سے حرام سمجھ لیا جائے۔ مرزا صاحب بار بار فرما چکے ہیں کہ قیامت تک قرآن کا کوئی شوشہ بھی منسوخ نہیں ہوگا۔

"ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماویہ ہے اور کوئی شریعت اس کی شریعت سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی حکم اس کے کسی حکم کو منسوخ کر سکتا ہے۔" (ازالہ طبع دوم صفحہ ۸۱)

تو پھر جہاد کو حرام کرنے کا جو فتویٰ کبھی سے کفر ہے اور وہ بھی انگریز کے خلاف جس نے تمام مسلم ممالک کو یکے بعد دیگرے تباہ کیا۔ پہلی جنگ عظیم سے زیادہ کی دولت نہ جو دستی جس کی بدولت سے زیادہ تخت سے تکیہ اکثر عصمتوں کا دامن چاک کیا۔ کروڑوں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا۔ فرنچ کیا ایسی قوم کے خلاف تمہارا اٹھ ناجائز نہیں کیا نہیں جانتے ہے کہ یہ لوٹیں۔ عرق کی دولت گھسیٹ کر گھر سے جائیں۔ مسلمان کہ غلام ہو کر رہ جائیں۔ سے باہر دھکیل دیں۔ مصر کے سینے مستقل خنجر دے دیں۔ ان کے بیڑ کٹ دیں۔ مونٹ بیٹن پاکستان کو ہمیشہ مصائب میں مبتلا رکھیں اور مسلمان کچھ نہیں جانتے کہ وہ بنا ہی ٹوٹنے کے لیے ہے۔

یہ وہ ہے کہ انگریز کے زمانے میں ان کے خلاف جہاد ترک

صحت جہاد اس لیے کہ ہمارے باس ٹوٹل ہوتی۔ فتنی بھی نہیں تھی لیکن اس کا یہ
سبب تھا ہی ہے کہ حالت عارضی طور پر جنگ صحت ہو وہ حرام ہو جاتی ہے
جنوں کے لیے کی زندگی میں جہاد جنگ صحت تھا حرام نہیں تھا لیکن جناب
مرزا صاحب کی بعض تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جہاد کو مطلق حرام سمجھتے تھے۔

مشنڈ۔ میں نے فی الفت جہاد و انگریزی الحاکمت کے بارے
میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں وہ اتنہا سنا چکے ہیں کہ مرزا وہ
رسائل و کتابیں لکھی کی جائیں تو پچاس ساٹھ بار بھر سکتی ہیں
میں نے یہی کتابیں تمام ممالک عرب اور مصر و شام و کابل و
روم کو بھی دی ہیں میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان
اس بہتان سے بچے خبردار ہو جائیں ..... اور جہاد
کے بارے میں جو مسائل جو مخالفوں کے دلوں کو خوب کرنے
ہیں اس سے بالکل معدوم ہو جائیں۔

مرزا قادیانی کا مذہب

قبل اس کے کہ میں مرزا قادیانی کا جہاد و اطاعت انگریزی کا مذہب جو دیا جائے
کہ جہاد صرف انگریز کی خاطر حرام کیا گیا تھا یہاں یہ بات بھی فہم سے بالا تر ہے
کہ انگریز کی حکومت سے اس قدر دوستانہ ہیں کہ انگریز اس کے خلاف جہاد
ہیں مرزا اس جہاد کو اپنے مسلمانوں کو کیا فتنہ جہاد اور اطاعت
انگریز کا درس دینے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی تھی عزیز و شاید یہ
کل حکومت تھی۔ جب انہیں ترک جہاد کا منشور کیوں دیا گیا گر آپ بجوب دیں

کہ مسیح موعود سارے دنیا کے لیے تھے اس لیے وہ ترکوں کو ترکِ جہاد کا مشورہ دینے میں حق بجانب تھے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ ساری دنیا میں انگریز بھی شامل تھے آپ نے انگریز کو کیوں یہ مشورہ نہ دیا جناب مرزا صاحب کی آنکھوں کے سامنے انگریز نے شہنشاہ دہلی کے دو شہزادوں کو بازار میں گولی سے ہلاک کیا سینکڑوں کو پھانسی دی مجبور کیا کابل کی آزادی چھینی مصر کو تاخت و تاراج کیا سوڈان میں قیامت برپا کی۔ وہ جناب مرزا صاحب سے اپنی بہتر تصنیم کتابوں میں سے کسی میں کیوں نہ کہہ سکے کہ اب تلوار کے جہاد کا وقت نہیں۔ وہ سلسلہ ترکِ جہاد کا وعظ سنا کر ہر کیف ثابت ہم کہ مسیح موعود نے ترکِ جہاد کی تلقین صرف مسلمانوں کو کیوں کی وہ سب دوسرے انگریز کی جنگ ہونے لگی تو ان دونوں کو جہاد سے نہ روکا۔ کوئی جواب ہے؟

سوال۔ کیا واقعی انگریز کی خاطر جہاد حرام ہو گیا تھا؟

جواب۔ گورنمنٹ انگلشیہ خداوندی نعمتوں سے ایک نعمت ہے یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے برکت کا حکم رکھتی ہے خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے باعث رحمت بھیجا۔ اس سلطنت کے ماتحت اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔

شہادت القرآن صفحہ ۱۰۲

جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ کر لیا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں اس قدر خلق اللہ کی جو جہاد قتل سے بند نہیں کیا گیا اور نیز بعد میں بھی قتل

کیے جاتے تھے جبکہ ہمارے نبی صلعم کے وقت میں بوڑھوں
اور عورتوں کو قتل کرنا حرام کیا گیا اور جبکہ بعض قوموں کے لیے جہاد
ایمان کے صرف جزیہ ..... قبول کیا گیا اور جبکہ مسیح موعود
کے وقت تک جہاد کو بند کر دیا گیا۔

۱۱ اربعین نمبر ۴ حاشیہ صفحہ 15

"جب جہاد آخری موقوف ہو چکا ہے تو پھر آیات قرآن منسوخ ہو گیا گر
آپ یہ فرماتے کہ شریعت اسلام کے لیے جہاد حرام ہے تو میں پوچھتا ہوں
کہ یہ جائز کب تھا جب حضور علیہ السلام یا آپ کے صحابہ کرام یا بعد کے
زمانہ میں سے کوئی کیسا ہی بزرگ۔ شمشیر مسلمان بنایا تھا
تو نہیں تو پھر کب سے اور کون سی آیت قرآن کی جہاد کے جواز کی تھی
صرف چار صورتیں ہیں

۱. قیام امن
۲. مدافعت
۳. مقابلہ ظلم
۴. حمایت مظلوم

یہ چار صورتیں تمام دنیا میں ہر صورت کو مدنظر رکھ کر
دنیا میں تمام کہا جائے جو کوئی بھی ان چار صورتوں میں سے ہوا اٹھائے گا وہ
گویا مذہب کے چار ہی صورتوں یعنی قیام امن حمایت مظلوم وغیرہ کی حفاظت
کرنا ہوگا یہ اب جہاد دینی مذہبی روحانی دنیا میں تمام کہلائے گا اور

میں کوئی ایسا جہاد موجود نہیں جس کا مقصد سکھ گیری یا توسیع سلطنت کا ہو
یا معدنی دولت پر قابض ہونا ہو۔ جب قرآن کی رو سے ہی دینی و روحانی
اور اخلاقی توجیہ اس شعر کی کیا مطلب؟

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ و قتال

جناب مرزا صاحب،

"دین کے لیے حرام ہے" تو کیا یہ دینی کے لیے جائز ہے؟ اور جزیرہ
مشرق الہند کے وحشی جنگلیوں کے لیے حلال ہے؟ دوسروں کو تو مسلمان بنانے کی
بیگانات کے پڑے تو چھنے کے لیے روا ہے؟ اگر نہیں تو پھر مسیح موعود نے انگریز
کو میں دوستی سے بھوت دکھا؟ حیرت ہے کہ انگریز کا جہاد تجویز ہونے کے
لیے جائز۔ اور یہ جہاد اپنی مدافعت یا کسی مظلوم کی حمایت کے لیے حرام ہے؟

بہت اچھا صاحب جہاد حرام سہی لیکن یہ بتایئے کہ حضرت مرزا صاحب
انگریز کی۔ وہ میں جان چھڑکنے اور خون تک بہانے کے لیے تیار نظر آتے ہیں جہاد
ہو گیا حرام پھر خون کس کے بہتے ہیں جائے گا کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود سے وعدہ
نہیں کرے گا کہ وہ جہاد کو حرام قرار دینے کے بعد انگریز کی حفاظت میں جہاد
یا خون کیوں بہائے۔ وہ جہاد کی وقتی ممانعت ہوگی؟

حضرت مرزا صاحب نے ۲۴ فروری ۱۸۹۱ء کو انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ
میں ایک نظم بھیجی جس کا مضمون یہ تھا۔

.....جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے
مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے [illegible]
یہ ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے ..... یہ غلط ہے
ایک ایسی بات جو سرکار انگریزی کی نمک حلالی ..... ہے
..... صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ..... ہے
..... اس خود کاشتہ پودہ کی نہایت حراست و اعتماد
و تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ کرے
کہ وہ بھی اس خاندان حضرت مرزا صاحب کا اپنا خاندان کی ثابت
شدہ وفاداری و اخلاص کا خیال رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو
خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی
کی راہ میں جو خون بہائے اور جان دینے قربان نہیں کیا وہ اب
وقت ہے۔ [illegible]

جب کابل کے [illegible] انگریزی لڑائی [illegible]
خان کے خلاف ہوئی۔ تب بھی ہماری جماعت نے .....
عدالت اور کئی قسم کی خدمت کے بیک ڈبل کمپنی پیش کی .....
خود تیار ہو کر مصالحہ کے پاس کر جھوٹے صاحب [illegible]
ایسی خدمات پیش کیں وہ چند آدمی کر سکتے ہیں۔ شاکر ہیں آفریں
کام کرتے ہیں [illegible] جماعت احمدیہ کا ہی مسلمہ

لاڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کو خط لکھنے کے

جہاد تو ٹھہرا حرام، پھر یہ ڈیپوٹیشن اور صاحبزادہ صاحب کی جنگی خدمات کا بدلہ کیسے ثابت ہوگا۔

اور مینیجر "خلافتِ المسیح" فرماتے ہیں

"عراق کو فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہایا اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر جنگ گئے۔"

(۱) منشل ۳ ستمبر ۱۹۱۵ء

کس لیے؟ جہاد کے لیے؟ جہاد تو حرام ہے، خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے؟ خواہ مخواہ الزام دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب آپ نے جنگ کی مدد کی تو یعنی اعانت جہاد کی خلاف ورزی کریں گے تو خدا کا غضب بھڑکے گا۔ کیا انگریز کی خوشنودی بڑی چیز تھی کہ خدا کا غضب بھی برداشت کیا؟

جب ۱۹۲۱ء میں آریہ سماج کی طرف سے ایک آریہ راجپال نے اسلام کے خلاف ایک کتاب "رنگیلا رسول" لکھ کر شائع کی تو ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس کتاب کو ضبط کیا جائے۔ مگر حکومت نے انکار کر دیا۔ تو غازی علم الدین شہید نے

وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی مار کو بھی سہہ نہ سکے

خود سے ہاتھ نہ اٹھے پر تم سے ..... وہ کیسا ہتھیار بنا

ہاتھ میں پیغمبر کے وہ خنجر ہے جو ہر قوم کے دشمن ہے

اور حیوان کی پہچان کرا دیتا ہے وہ ہر قوم کا دشمن ہے

(۱) منشل ۱۰ اپریل ۱۹۲۹ء

بہت عمدہ مشورہ ہے۔

لیکن :-

جب اپریل ۱۹۳۰ء میں اخبار مباہلہ (قادیان) کے مدیر مولوی عبدالکریم احمدیت سے الگ ہو کر حضرت مرزا صاحب اور ان کے صاحبزادہ پر تنقید کرنے لگے تو میاں محمود احمد صاحب نے کہا۔

اپنے دینی اور روحانی پیشوا کی معمولی ہتک بھی کوئی برداشت نہیں کر سکتا ..... اس قسم کی شرارتوں کا نتیجہ لڑائی جھگڑا ..... حتیٰ کہ قتل و خونریزی بھی معمولی بات ہے .....

..... اگر اس وقت میں کسی کو پھانسی بھی دی جاتی اور وہ بزدلی دکھا کر توبہ کر لیتا تو میں اسے منہ نہیں لگاتا بلکہ میں تو اس کا جنازہ بھی نہ پڑھتا۔

(الفضل ۔ اپریل ۱۹۳۰ء)

مزید فرمایا:

جب تک ..... جسم میں جان ..... ہے ..... ہم ..... نہیں ..... ہو گا۔

(الفضل ۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

پھر قبلہ ..... سے ..... کرنا ..... ہے ..... مولوی کا .....

کر ..... ہے ..... اب جنگ .....

کیا آپ خون بہانے وقت مسیح موعود کی سیرت کو زندہ نہیں کرتے
بہ جان یہ جذبہ تڑپ جوان مردانہ ہے یہ مذہبی غیرت و محبت بے شک
ہونی چاہیئے اور ضرور ہونی چاہیئے اس لیے میرا یہ خیر خواہانہ مشورہ ہے کہ آپ
اپنے اس مشورے پر جو آپ نے علم اللہ بن کے سلسلے میں دیا تھا نظر ثانی فرمائیں
وہ مشورہ دانشمندانہ نہیں ہے۔

وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی خاطر بچانے لگے ہیں
خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں ..... اللہ جانے کیا ہے
کہنا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے"

بانی کہانی آپ کو معلوم ہوگا کہ ان تین خطبات سے متاثر ہو کر ۲۴
اپریل ۱۹۲۰ء کو ایک نوجوان احمدی محمد علی نے موذی عبد الکریم کو اس کے
ساتھی محمد حسین سمیت قتل کر دیا۔ عبد الکریم تو قتل ہوتے ہی محمد حسین بچ کر
مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء کو پیدا ہوا اس کے جنازہ کو خود خلیفہ صاحب نے
کندھا دیا اور وہ نوجوان نہایت احترام سے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہے
قرآن کی فطری تعلیم کے خلاف جتنا بھی منکر ہے۔

اور درست فرمایا جناب میاں محمود احمد صاحب نے۔

"ہمیں تو حضرت مسیح موعود نے فتنہ کرنا سکھایا ہے۔ فتنہ سے دور
رہنا نہیں"

۲ جنوری ۱۹۳۵ء

آئینہ ۱۰

صداقت کے چار معیار

جناب مرزا صاحب نے اپنی صداقت کے جو معیار مقرر فرمائے ہیں،
اُن کی تشریح آپ ہی کی زبان سے سنئے۔

"خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں تین نشان آسمانی

تائیدوں کا اُن مومنوں کے لیے وعدہ دیا ہے اور وہی کامل
مومن کی شناخت کے لیے کامل علامتیں بیان فرمائی ہیں۔

اوّل۔ یہ کہ مومن کامل کو خدا تعالیٰ سے کرامتیں ملتی ہیں۔

دوم۔ یہ کہ مومن کامل پر ایسے امور غیبیہ کھلتے ہیں جو نہ صرف اس
کی ذات یا اس کے دوستوں سے متعلق ہوں بلکہ جو
کہ دنیا میں قضاوقدر نازل ہونے والی ہے۔ جن دنیا کے لیے
یہ بھی کچھ خبریں آتی رہتی ہیں ان سے ہر گاہ مومن کو کوئی حصہ نہ
ملے

سوم۔ یہ کہ مومن کامل کی کلمہ دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

چہارم۔ یہ کہ مومن کامل پر قرآن کریم کے دقائق و معارف عجیب و
لطائف و حقائق غیب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں

"خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں۔ خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے۔ خدا نے میری دعاؤں میں سب سے بڑھ کر مقبولیت رکھی ہے..... خدا نے مجھے دی ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۰)

صداقت کے چار معیار معین کرنے کے بعد جناب مرزا صاحب نے (آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۰) میں فرمایا ہے کہ میں پیش کرتا ہوں کہ وہ آئیں اور ان باتوں میں ان کا مقابلہ کریں۔

امرِ اوّل و دوم پیش گوئیوں کے ضمن میں آتے ہیں جن سے ان کے متعلق "پیشگوئیوں" کے باب میں بحث کی جائے گی یہاں صرف امرِ سوم و چہارم کے متعلق عرض کیا جائے گا۔

قبولیتِ دعا

حقیقتاً اور چند دیگر ضمائم میں جناب مرزا صاحب نے اپنے دعوؤں کا مدعا یہ بتایا ہے جو قبول ہوئی تھیں یعنی کہ غیر جانبدار لوگ اس کے دلائل و وجوہ نہیں جان سکتے کہ وہ دعائیں قبول ہوئی تھیں یا نہیں۔ ہاں دعاؤں کا حق ایسے مقامی یا غیر ملکی لوگ جانتے ہیں موجود نہیں اور نہ وہ کوئی ایسی شہادت بہم پہنچا سکتے

جس سے ہم کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ احمدی جماعتوں میں ایسے لوگ مل جائیں گے، جنہوں نے مرزا صاحب کو دیکھا، بلکہ ان کی دعاؤں سے بھی فائدہ اٹھایا لیکن دنیا کی کوئی عدالت ان کی شہادت کو غیر جانبدارانہ قرار نہیں دے سکتی۔ اس لیے یہ شہادتیں ایک یقین انگیز فیصلہ پر پہنچنے کے لیے مفید نہیں۔

جناب مرزا صاحب کی کتابوں میں صرف دو ایسے واقعات ملتے ہیں جو دعا کے سلسلہ میں معرض بحث بن سکتے ہیں ایک کا تعلق مولانا ثناء اللہ امرتسری سے ہے اور دوسرے کا ڈاکٹر عبدالحکیم سے۔ مولوی ثناء اللہ مرزا صاحب کے سرگرم مخالفین میں سے تھے اور ڈاکٹر صاحب مدتوں جناب مرزا صاحب کے عقیدتمند رہے تھے البتہ بعد میں آخر میں منحرف ہو گئے۔

مرزا اور ثناء اللہ

جناب مرزا صاحب نے بشارات، فہم قرآن، قبول دعا کے سلسلہ میں ان کو چیلنج دیا تھا کہ وہ آئیں اور مقابلہ کریں اس چیلنج کو وہ بار بار دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۲ء میں مولوی ثناء اللہ مقابلہ میں اٹھ آئے ممکن ہے کہ اس عرصہ میں کوئی واقعہ بھی وقوع پذیر ہوا ہو لیکن قلت معلومات کی وجہ سے ہم کوئی واقعہ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ صاحب نے یہ چیلنج کس طرح قبول کیا اس کی تفصیل خود جناب مرزا صاحب سے سنیئے۔

میں نے سنا ہے بکر موجود ہے ثناء اللہ امرتسری کی دخلی

تحریر میں نہ دیکھی ہے جس میں وہ دعوت کرتا ہے کہ میں ثناء اللہ

اس قدر کذابیت کے لیے جرأت مند ہو کر قریب میں نہیں آتا

وہ یہ دعا کریں کہ جو فریقوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی

ہی میں مرجائے ..... پس ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ وہ یہ چیلنج
دیں کیونکہ ان کا چیلنج ہی فیصلہ کے لیے کافی ہے۔ مگر شرط یہ ہوگی کہ کوئی
موت قتل کے ردعمل سے واقع نہ ہو۔ بلکہ محض بیماری کے ذریعہ سے ہو۔
متذکرہ بالا طعون سے یا ہیضہ سے یا اور کسی بیماری سے جو انسان کا بنایا ہوا
حکام کے لیے تشویش کا موجب نہ ٹھہرے۔ اور ہم یہ بھی دعا کرتے رہیں
گے کہ ایسی موتوں سے فریقین محفوظ رہیں صرف وہ موت ثابت ہو
آوے جو بیماری کی موت ہوتی ہے۔

(اعجاز احمدی صفحہ)

چیلنج ہوگیا۔ جناب مرزا صاحب نے موت کی صورت متعینہ فریق ثانی
ان الفاظ میں چیلنج کو منظور کر لیا۔

"ان کا چیلنج ہی فیصلہ کے لیے کافی ہے۔"

پھر سلسلۂ دعا کا بھی آغاز ہوگیا۔

"ہم دعا کرتے رہیں گے ..... کہ وہ موت کہ جو
آدمی کی بیماری کی موت ہوتی ہے۔"

نیز یہ شرط عائد کر دی کہ چیلنج ایک پوسٹر کی صورت میں ہونا چاہیئے جس
کے نیچے پچاس آدمیوں کے دستخط ہوں۔ یہ پوسٹر ہوشیارپور شہر کی
طرف سے شائع ہوا تھا۔ نہیں ہمیں علم نہیں صرف اس معلوم ہے کہ جناب مرزا
صاحب نے مودی صاحب کے اس دعوے کی کوئی پرواہ نہ فرمائی۔
مجھے کچھ مزید بحث نہیں کرنی۔ نہیں مباہلہ کے لیے چیلنج کرنے

یا ان کے بمقابل مباہلہ کروں ت کا۔ پنا مباہلہ جس کے لیے انہوں
نے مستعدی ظاہر کی ہے۔ میری صداقت کے لیے کافی ہے۔۔۔
..... میں ظاہر کرتا ہوں کہ اگر میں اس مقابلہ میں مغلوب رہا
تو میری جائداد جو کیک روپیہ سے بھی زیادہ ہے کہ سب
تجھ سے بیزار ہو کر گم ہو جائیں۔ کیونکہ جب خدا نے مجھے جھوٹا قرار
دے کر ہلاک کیا تو میں جھوٹے ہونے کی حالت میں کسی پیشوائی
اور امامت کو نہیں چاہتا بلکہ اس حالت میں کیک پیسہ بھی
بدقسمتی اور بربادی سے بھی کیک کے لیے جائے ننگ۔

"اور جو شخص اپنے تئیں فتنہ کو فرو کرے گا بشرطیکہ
وہ صادقوں کی طرح روئے زمین پر نرمی اور تواضع کے ساتھ اس کا نام
منقوش رہے گا اور جو شخص دجال ہے ایمان منصرف ہو گا اس کی
ہلاکت سے دنیا کو راحت حاصل ہو گی۔ (اعجاز احمدی ص۔

اسی لیے میں بار بار عرض کرتا ہوں کہ جلدی نہ کیجئے فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو کہ خدا کا وعدہ کو دیکھ رہا ہے اور میں جلد
باز نہیں ہوں اس پر شیدہ نہیں۔ تو ہم میں دعا خلوص
سے فیصلہ کر دے وہ جو تیری نظر میں صادق ہے اس کو فتح
دے کر کذاب کی فتح ہونے سے کیک جہان فائدہ ہو گا۔
سے میرے قدم تو نزدیک آجا وہ بھی ہلاکت کی مرتبہ پہنچ
وہ بدی کے پھل سے قطع کر ..... کیونکہ میں دل اور

کرے کہ تو صادق کو ذلت کے ساتھ قبر میں اتارے گا اور باشانہ
زندگی والے کیونکر فتح پائیں گے۔ تیری ذات کی مجھے قسم ہے کہ تو
ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔"

(اعجاز احمدی ص۱۶)

پوسٹر نکلا یا نہیں علم نہیں لیکن مسیح موعود کی دعا کا تیر بکل چکا تھا۔ ۱۹۰۲ء
اور ۱۹۰۳ء کے درمیانی عرصے میں مولوی صاحب اور جناب مرزا صاحب نے
اس مقابلہ کے سلسلہ میں کیا کچھ کہا اور لکھا۔ جناب خفا میں ہے۔ اعتصام نومبر
پرچیں ۱۹۰۳ء میں جناب مرزا صاحب کا ایک فیصلہ کن اشتہار مندرجہ ذیل
اشتہار مولوی صاحب کی طرف ایک کھلا خط ہے۔ مضمون یہ ہے:

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب!

(السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ)

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب و تفسیق کی جاری ہے۔ آپ مجھے ہمیشہ اپنے پرچہ میں مردود و کذاب و دجال مفسد کہتے
سے منسوب کرتے ہیں ..... میں نے آپ سے بہت
دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا ..... اے پیارے
پیارے مالک اگر یہ دعویٰ مسیح ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور
میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں ..... تو اے
میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری
ثنا رسالہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر دے میری موت سے ان کو اندھا

کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل دو
صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے
حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں
کہ میری زندگی میں ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ
طاعون ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے ..... میں دیکھتا ہوں
کہ مولوی ثناء اللہ ..... اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا
ہے جو تو نے میرے ہاتھ سے اور میرے ہیضے والے اپنے ہاتھ سے
بنائی ہے ..... جناب میں نہ سے ہی تقدس ..... حمت کا دامن پکڑ
کر تیری جناب میں عجز سے کہ ہم میں اور مولوی ثناء اللہ میں سچ
اور جھوٹ میں فرق اور حقیقت تیری نگاہ میں مفسد و کذاب ہے
کہ صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھ ....

اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت

جلد ۷ صفحہ ۲۰

قادیان سے یکم اپریل ۱۹۰۷ء

جناب مرزا صاحب کی دوسری
ڈائری شائع ہو کر ملی ہے۔ اس ڈائری کا یہ فقرہ بھی ہنسی
کے متعلق ہو کر لکھا گیا ہے۔ اس ہنسی کی طرف سے
میں بے خبر ہی کی وجہ سے اس کی بنیاد رکھی گئی۔

اشتہار قادیان ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء

اس اشتہار میں کسی پیشگوئی کا ذکر نہیں تھا بلکہ جناب مرزا صاحب

نے اپنی صداقت کے لیے غیر مشروط طور پر" صادق کی زندگی میں جھوٹے کی موت
کو بطور معیار پیش کر دیا تھا۔ اس اشتہار میں جس خصوص و شروع سے دعا کی
ہے وہ قطعاً قصر نہیں اس اشتہار میں صرف یہ کہہ دینا کہ جو ہم میں سے
کہ جھوٹا انسان کی نظر سے اوجھل نہ ہو۔ بلکہ عون دے دینا وغیرہ وغیرہ سے۔

پھر کیا ہوا.....؟

ایک سال اکیس دن بعد

حضرت مسیح موعود کو پھر دست کی بیماری کا دورہ آتا ہے.....

.....کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی وہ اب ایک دفعہ
دفعہ پاخانہ تسلیم شدہ گئے ..... تشریف لے گئے آپ کو
ایک اور دست آیا، مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جا سکتے تھے
اس لیے چارپائی کے پاس ہی ہیضہ کر آپ فارغ ہوئے ..... اس
کے بعد ایک اور دست آیا پھر آپ کو ایک نے آئی جب آپ قے سے فارغ
ہو کر بیٹھے گئے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ بستر کے پاس چارپائی پر گر گئے اور آپ
کا سر چارپائی کی پٹی سے ٹکرا یا اور سخت اگر گوں ہوئی۔

(سیرۃ المہدی، حصہ سوم، صفحہ ۱۵۱ از صاحبزادہ بشیر احمد صاحب)

یہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء میں سیر کو نہ گئے۔ کل سے
طبیعت کو علالت کی نزاکت محسوس ہو رہی تھی۔ ہاں!
تو میں نے دیکھا کہ آپ کو رہ رہ کر جھرجھری کے ساتھ پیچش ہو رہے ہیں۔

کھا رہے ہیں ..... رات کے پچھلے پہر یعنی صبح کے
قریب مجھے جگایا گیا ..... تو کیا دیکھتا ہوں کہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں
اور حالت نازک ہے .....

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱)

کیا یہ ہیضہ تھا؟

"حضور مرزا صاحب کے وصال کا باعث ہیضہ قرار دینا صریح دیدہ
دہنہ تاویلی جرم ہے۔"

(التصدیق حدیث صفحہ سید لبنات احمد صاحب امروہی)

لیکن جناب مرزا صاحب کے خسر نواب میر ناصر صاحب اپنے خود
نوشتہ حالات زندگی میں فرماتے ہیں۔

حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں
اپنے مکان پر جا کر سو چکا تھا جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو کسی
جگایا گیا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا
تو آپ نے مرزا صاحب نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب
مجھے دباتی ہیضہ ہو گیا ہے ..... دس بجے کے بعد صبح مشکل
سے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

حیات ناصر مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ

ہیں نہ تھا یا نہیں۔ اس کا فیصلہ [illegible]
ہے کہ آپ جناب مرزا صاحب کی وفات

اور وہ جو تیرہ سو بیس (۱۳۲۰) ہجری تک مقدر [illegible]
اس کو صادق کی زندگی میں وہ سے تھے

قبول ہوئی یا نہیں؟

اگر ہوئی ہے تو پھر سچا کون ہوا؟

تمہارا بھائی: یہ ٹھوس واقعات ہیں جنہیں [illegible] کے [illegible]
مٹایا نہیں جا سکتا۔ تاویلوں سے نفس کو [illegible] جا سکتا ہے مگر حقیقت نہیں
نہیں ہو سکتی۔ آپ حضرات میں کچھ خصی تعداد وکیلوں، پروفیسروں،
مجسٹریٹوں اور ججوں کی ہے پروفیسر اور آپ کا کام ہی تلاش حقیقت ہے مگر
اور ڈھونڈیئے شاید حقیقت وہ نہ ہو جو آپ سمجھ بیٹھے ہیں۔ [illegible]

جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں:

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی کتاب و فتوی [illegible]
والے سے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے
اور فیصلہ ہم سے پہلے مر گیا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق۔ وہ
میں خاموش کر سکے تو ہیبت بعد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر آپ کی [illegible]

[illegible] مرزا صاحب کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔

نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱)

میں نے ڈیڑھ سال تک مباحثہ کی آواز دی کہ
تو بزعم خود کہا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ بچے گا
سو آخر بھی اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے دیں۔"

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱)

اب ذرا یہ الفاظ بھی پھر پڑھ لیجئے۔

اے میرے پیارے مالک ..... اگر یہ دعویٰ
ہونے کا بغض میرے نفس کا فساد ہے ..... اور مغرور
اور مکذب ہوں ..... تو میں عاجزی سے ہی جناب

ڈاکٹر شہاب الحکیم

ڈاکٹر شہاب الحکیم ولد ہیں جن کے
جناب مرزا صاحب کے ساتھ عقیدت سے وابستہ
رہے منحرف ہو کر "المسیح" مرتب اور "کذاب مسیح" وغیرہ کے نام سے
کتابیں لکھیں ہی ہیں نہ کی۔ بلکہ ۲ جون ۱۹۱۶ء کو کہ جب
مرزا صاحب کی عمر ۶۸ سال تھی مرزا صاحب کو
جن کے اس مرتب مرزا صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا
..... ڈاکٹر صاحب کذاب مکار شیطان

دجال مثریر اور خرم خود کو سمجھتا اور ہمیں خاتم النبیین پر ہمیشہ نفس
پرست مفسد اور مفتری قرار دیتا ہے ..... مگر یہ
بھی نہیں ..... بلکہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ..... آج
شائع کی کہ یہ شخص تین سال کے عرصے میں تباہ ہو جائے گا ..... آج
۱۴ اگست ۱۹۰۶ء کو ہمیں اس کا ایک خط ..... مولوی
نور الدین صاحب کے نام آیا اس میں ..... لکھا ہے
۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ یہ شخص اس تاریخ
سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا۔

اس کے مقابل وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں
عبد الحکیم صاحب کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں
"خدا کے فیصلوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں وہ
سنی کے محتاج نہیں کہ بتا دیتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آ سکتا فرعون
کی کھیتی ہوئی تھوڑے آگے ہے، پر تو نے وقت کو نہیں پہچانا کیا خدا

رب فرق بین صادق و کاذب :

(۱۰ فروری) اے میرے خدا صادق و کاذب میں فرق کر دکھا دے جس

"سچا کر صادق و مصیح کون ہے"

(۱۰ فروری ۱۹۰۷ء) اگست ۱۹۰۷ء

(۱۰ فروری ۱۹۰۷ء) بہت جلد دیکھ لیں گے

یعنی یہ دونوں میں ٹھن گئی۔ ڈاکٹر کے خدا نے کہا کہ تو صاحب تیرا

مطلب یہ کہ ڈاکٹر الہام بھی چراغ محمدؐ کی طرح بجھ کر بھڑک اٹھا۔

بڑھ کر ڈاکٹر نے اپنے پچھلے الہام میں یوں ترمیم کی۔

"تم نے مرزا کی سوختوں کو نافرمانی کی وجہ سے ۱۰۰ میں سے جو اجرائی ۱۹۰۹ء کو ہونی تھی دس سے کم کیا۔ دن و گھنٹہ بتانے کی بجائے کم جولائی ۱۹۰۸ء کو الہاماً بتا دیا۔ تم نے وہ فیک بسنر اپنے موت کا دیا ہے کہ یہ ہو گا"

اس کے جواب میں جناب مرزا صاحب نے ۵ نومبر ۱۹۰۳ء کو ایک اشتہار بعنوان تبصرہ شائع کیا جس میں یہ الہام بھی درج تھا

"اے دشمن سے کہہ دے خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا اور تیرے مرنے پر ہنسے گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۳ء سے صرف پندرہ مہینے تری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی دوسرے دشمن جو پیشگوئی کرتے ہیں اس سب کو جھوٹا کر دوں گا۔

(تتمہ اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۲۱)

وفات سے چند روز پہلے جناب مرزا صاحب نے کہا

"آخری دشمن اب تک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعوے ہے کہ میں اس کی زندگی میں ۴ ستمبر ۱۹۰۸ء کو تباہ ہو جاؤں گا اور ہر اس کی سچائی کے لیے ایک نشان ہوگا یہ شخص میرا کافر گو ہے

ہے۔ مجھے دعا کا فرق کہنا فرما دیتا ہے تیسے میں نے بیعت کی
وہ یہ ہے کہ میں ہر نماز میں تک مجھ سے مرید دل ..... میں خدا
یا ..... میں کی ہستی کوئی کے مقابل پر مجھے خدا نے خبر دی ہے
کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک
کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا سو وہ قصہ جس
کو فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ بات ہے کہ جو شخص خدا کی نظر
میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۰، ۳۲۲)

۔۔۔ چند سال پیشتر جناب مرزا صاحب نے یک ہی ہیں کوئی کے
متعلق فرمایا تھا۔

اگر تمہارے مرد اور عورتیں۔ تمہارے جوان اور بوڑھے تمہارے
بچے اور بڑے سب مل کر میرے برکت کرنے کے لیے دعائیں کریں
یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں
تب بھی ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا۔

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۹)

نوٹ:- کی صورت بالکل صاف ہو گئی کہ ڈگلس کو جناب مرزا صاحب
کی وفات ۲۶ اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے ہو گی مرزا صاحب نے فرمایا کہ اللہ
نے مجھے نبی عہ کی بشارت دی ہے نہ کہا ہے کہ۔

"میں ان سب کو جھوٹا کر دوں گا۔۔۔

انسان اسی وقت انسان ہے جب تک اس کا رشتہ حقیقت سے
قائم ہے۔ جہاں یہ رشتہ ٹوٹ جائے تو انسان ہر منزلت میں پامال ہو جاتا ہے
کوئی ہے جو حقیقت سے رشتہ اور باطل سے برسرِ جنگ ہو۔ جو سرکوبی ہے
اسکے لیے وہ دنیا میں سب سے اونچا ہونے کا خیال ہے۔

"قبولِ دعا" کے دو وقفات سے پہلے جب تک

کی طرف۔

فہمِ قرآن

قرآن حکیم نے انسانوں اور قوموں کے لیے جو قانون
ہمارے لیے نمونہ ہے اس سے
چاہیے کہ ہمارے کا انسان نوع
ہمارے
خوبیوں سے
ہمارے
ہمارے
ہمارے
ہمارے
ہمارے

فرمان ہے۔ ملک اور ہر قوم سے ساتھ ایک ایسا ضابطہ
لیا جوان سے فرسودہ و بوسیدہ خیالوں سے بندوں کو آزاد کرتا ہے
ہے کہ مسلمان بھی ان کے ساتھ ایک ہی
ہندیوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ البتہ حقوق کی تقسیم میں ایک ہی
کو جنس کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں کوئی ہمت شکن نہ کہے
افضل متدین ہے کہ

"انسان کہ بھوت کے پہلو میں ہاتھ ہیں"

کس قدر ہمت شکن پیغام ہے فلسفی سے اس حقیقت کو بیان کیا ہے

"خوش ہو بیکار کانٹوں کے پھول میں ہیں"

وہ فلسفہ جس میں میدان کے بھوت دیپ جل اٹھے ہوں خاص سے
فرمانی حیات کا یوں نقشہ کھینچتا ہے

فرصت میں وحشی منڈلاتے ہیں

خوبصورت اپنا رکھوالی ہے

ج دلیل "انعمت علیہم"

د۔ دلیل "خاتم النبیین"

۲۔ وفات مسیح پر دلائل

۳۔ بعض شبہات کا ذکر

۴۔ الہام، عقل و نقل سے نکاح کی تائید

۵۔ الہامات کا اعادہ

۶۔ بعض شبہات سے متعلق کچھ شہادتیں

۷۔ انگریز کی حمایت

۸۔ حرمتِ جہاد

جناب مرزا صاحب کی بہت سی تصانیف ہیں ان میں ہمارا آیاتِ نبوت سے بغیر قرآن کے کوئی نظریہ یا کوئی اور بحث زیرِ بحث نہیں آئی جس سے ہم کچھ کہہ سکتے کہ آپ کا علم قرآن کے متعلق یا وہ کتنے ہیں ممتاز دعاوی آیات فرقہ نہیں۔ لیکن وہ کسی قضیہ تک پہنچانے کے لیے ناکافی ہیں اس سلسلہ میں آپ کی جو تصنیف بڑے تعدد سے پیش کی جاتی ہے وہ براہین احمدیہ ہے یہ کتاب پانچ حصوں پر مشتمل ہے جس میں تین حصوں کو خاص حیثیت حاصل ہے چوتھے حصہ میں متفرق مضامین ہیں مندرجات ہیں عقیدوں ضرورت وغیرہ جس سے بحث دلائل دیگر مذاہب پر تنقید مذہب کتاب کتاب پر بحث

چند دعوے ہیں ..... مع تنقیحات

۲۔ تنظیم کی کتنی ۔۔۔۔۔ ۳۸ منٹ

۳۔ آپ کے حالات زندگی ۔ ۵۲

۴۔ مسئلہ فی بنگال ۔ ۔ ۶

۵۔ ہندو کی تعداد ۔ ۵۰

۶۔ انگریز کی تعریف ۔ ۔ ۔ ۔

کے بعد بھی حصہ آتا ہے ہیں کہ ۔ ۔ ۔

منہ پھیر لو۔ اَینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجهُ اللّٰہِ

(تم جدھر بھی منہ پھیرو گے اللہ کو سامنے پاؤ گے)

لیکن جناب مرزا صاحب اس آیت کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں۔

"جدھر تم منہ کرو خدا کا اسی طرف منہ ہے"

(ازالہ اوہام حصہ ششم صفحہ ۹)

دونوں ترجموں میں بڑا فرق ہے پہلے کا مفہوم یہ کہ اللہ ہر طرف موجود ہے اور دوسرے کا یہ کہ خدا تعالیٰ کے منہ کی طرف دیکھا جائے تو جدھر منہ پھیرو خدا بھی اسی طرف ہے۔ اس ترجمہ سے تحدی تو بیان کا ہیچ نکلتا ہے نہ آیت کے اختتام میں تعلیم کے متعلق ہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ ازروئے صیغہ تم سے معنی "جدھر تم سب منہ پھیرو" اور مرزا صاحب سب سے ایک ایک کر کے مخاطب ہو کر معنی کرتے ہیں۔

"جدھر تیرا منہ ہے اُدھر خدا ہے"

دوم۔ قرآن حکیم میں حضور علیہ السلام کے کئی معجزات کا ذکر ہے جب

وَاِذ نَصَرکُمُ اللّٰہُ بِبَدرٍ وَّاَنتُم اَذِلَّۃٌ ۔۔۔۔ آل عمران

(اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی حالانکہ تم کمزور تھے)

وَاِذ نَصَرکُمُ اللّٰہُ فِی مَوَاطِنَ کَثِیرَۃٍ وَّیَومَ حُنَینٍ اِذ اَعجَبَتکُم کَثرَتُکُم فَلَم تُغنِ عَنکُم شَیئًا ۔۔۔۔۔ توبہ

(اللہ نے بہت سی جگہوں میں تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تم کو اپنی کثرت پر ناز تھا تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آسکی ۔۔۔۔)

[illegible] سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قرآن کا مصنف یعنی اللہ اس طرح کی [illegible]
استعمال کیا کرتا تھا؟ کیا کوئی مہذب انسان اس [illegible] کی برداشت
سکتا ہے؟ آیئے دیکھیں کہ اہل زبان [illegible] کے لیے معنی بتاتے ہیں
اثیم کا ماخذ ہے اثم جس کے معنی گناہ، قصور، قانون کی خلاف ورزی
قرآن میں اثم کا لفظ بیسیوں جگہ استعمال ہوا ہے کہیں بھی اس کے
معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔ مثلاً ان بعض الظن اثم (۴۹:۱۲) یا
آیت ہے کیا آپ اس کی تفسیر کر سکتے ہیں کہ بعض ظن زنا یا خون
کا خطرہ ایمان سے نام ترجمے اس کو آسان کر دیتے ہیں

اگر تم اسلام نے [illegible]

یہ بھی گناہ ہے [illegible]

گناہ سیکڑوں ہو سکتے ہیں، ان تمام کو [illegible]

اسی طرح زنیم کا ترجمہ ولد الزنا بھی [illegible]

درج ہے۔ الزنیم۔ الملحق بقوم لیس منھم [illegible]

الملحق بقوم لیس منھم [illegible]

اگر قوم میں کسی ایسے آدمی کی [illegible]

اور نہ قوم سے اس کی ضرورت ہو،

منتہی لاب میں مذکور ہے

زنیم کا ہیر [illegible]

سے منہ پھیر لیا ہوا۔

ششم۔ خطبات میں شدید تنقید ہے مراد الزامات لگانے سے علیحدہ سے مراد وہ ابدال و ابیات ہیں جو صحیح موقع پر ایمان لائے اور مغضوب و ضالین سے علیحدہ رہے۔

تعجب ہے کہ آپ ایک نماز پڑھنے کے باوجود بھی ہمارے ساتھ نہیں دیتے اور مجھ سے بیعت نہیں کرتے۔

(خطبات نہاوندیہ صفحہ ۱۲۲)

یہ تفسیر غلط ہے۔

ہفتم۔ قرآن میں حضرت آدم کو مخاطب کرتے کہا گیا۔

یٰآدمُ اسکن انت وزوجُکَ الجنۃ

(اے آدم تو اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں رہو)

جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیں آپ دیہ اور ہیں کہ ہم نادان ہوئی کہ کے الفاظ تھے اور دوسرے میں آدم کی عمر زیادہ تھا۔ ہر حال فی نفسہ آدم ہو یا مریم مخلوق کے ساتھ رہنے سے انسان نہیں بنتا جناب مرزا صاحب اس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں۔

اوّل۔ اے آدم تو اور جو شخص تیرا تابع اور دینی بھائی بنے جنت میں یعنی نیک بختی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ۳ صفحہ ۵۲)

دوم۔ "اے آدم تو اور تیرا دوست دنیا میں ایک ہی جگہ رہنے

اس جگہ تین بکہ زوج کا لفظ آیا ہے اور تین نام اس خاجرہ
رکھے گئے ہیں۔

"یہ نام آدم دیدہ ابتدائی نام ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے
باقتضاء اس عاجزہ کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت بھی زوجہ ثانی
فرمایا۔ پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا گیا۔ کہ اس
وقت مبارک ولادت تھی جس کو مسیح سے مشابہت تھی۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔ اور تیسری زوجہ جس کی اضافت ہے اس کے ساتھ تحدید
کا لفظ شامل کیا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴)

لیکن تیسری زوجہ کا اضافہ آخر تک اضافہ ہی رہا تو حضرت صاحب
آپ نے کہ جناب مرزا صاحب کے ہاں قرآنی معرفت کا ذخیرہ کس قسم کا تھا

نشانات

نشانات سے مراد جناب مرزا صاحب کی پیشگوئیاں یا قبول شدہ
دعائیں ہیں اور آپ کی بعثت کے متعلق دیگر امور کے کشف و رؤیا میں آپ
کو خدائی تائید کے متعلق اس قدر یقین تھا کہ بارہا فرمایا کہ

اے میرے مخالف سامنے ہو جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔ جس کو
دعا کرنا آتا ہے کہ آپ میں جنگ کرو۔ یک آپ ہیں سے ان آسمانی
نشانوں میں سے مقابلہ کرے گا جو اپنے اندر تین کے زمرہ میں ہیں

نشانوں کی تعداد

تک پہنچی تھی ممکن ہے چار سو سات ہو یا نو سو ہو۔ بہرحال یہ رہے کہ اتنی

۲۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ارشاد ہوا۔

پھر ماسوا اس کے آج کی تاریخ تک جو ۳۰ سنہ

مطابق ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء اور نیز مطابق ۹ اسوج سمت ۱۹۷۹

روز جمعہ ہے۔ اس تاریخ سے تین ہزار سے کچھ زیادہ ایسے

نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔

(شہادت القرآن صفحہ ۶۴)

۳۔ سنہ ۱۸۹۹ء تک نشانات کی تعداد یہی رہی

"ہزارہا دعائیں قبول ہو چکی ہیں، و تین ہزار سے زیادہ نشان

ظاہر ہو چکا ہے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی تصنیف سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱)

۴۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں یہ تعداد گھٹ کر سو کے لگ بھگ رہ گئی۔

وہ نشان جو خدا نے میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائے وہ سو سے

زیادہ ہیں۔ (اربعین ۳ صفحہ ۳۰)

۵۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں بھی تعداد یہی رہی۔

آج تک میرے ہاتھ پر سو سے زیادہ نشان

ہو۔ (حقیقۃ الوحی تصنیف سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ

زیادہ سنہ کی تحریر دو پارہ پر نہیں۔

آج کی تاریخ تک ..... ہیں

[illegible] ہوا سال میں تین لاکھ [illegible] ہیں [illegible]
سوتنتیس اگر خوب کے لیے آٹھ گھنٹے عبادت کے لیے چار گھنٹے [illegible]
کے لیے تین گھنٹے ملاقاتیوں کے لیے دو گھنٹے تفریح و [illegible]
دیگر امور ضروریہ کے لیے چار گھنٹے کام لیے جائیں تو باقی [illegible]
گھنٹے شب و روز میں سے بچتے ہیں جو ہم نے اگر آٹھ [illegible]
کو چھ گھنٹوں میں پھیلا جائے تو ایک گھنٹہ میں ان کی تعداد [illegible]
اور ایک منٹ میں اندازاً اڑھائی بنتی ہے۔

ایک منٹ میں اڑھائی [illegible]
ہوسکتے تھے؟ خود فرماتے ہیں

"اوکون [illegible]

"حقیقت اولیٰ ص

"صرف چند [illegible] تعداد گنت کر سکیڑوں تک [illegible]
"جو شخص مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے وہ [illegible]
کیونکر ہو سکتا ہے؟ (حقیقت اولیٰ ص

"اور دسمبر ۱۹۰۲ء میں پھر ایک [illegible]
"خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور ایک [illegible]
میرے ہاتھ پر نشان دکھلاتے ہیں"

(مضمون مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۰۲ء
مندرجہ چشمہ معرفت ص

۱۔ گلزار بیگم

چہارم ان کے گھر میں تنگی و تفرقہ پڑے گا۔

پنجم اور انجام کار وہ لڑکی جناب مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی۔

یہ پیشگوئی اسلامی تھی یہ امت کا فرض تھا کہ وہ اس کی اشاعت کرتے۔ لیکن علمائے وقت باوجود جناب مرزا صاحب کے بار بار توجہ دلانے کے خاموش بیٹھے رہے۔ نہیں یہ ممکن کوشش فرمائی تھی۔

آخر بگ کو لکھا۔

سے جواب نہیں آیا کوئی ہو گیا ہے آپ میں سنجیدہ ہے
کوئی سمجھتے ہیں ہے غیبت سنو کے ساتھ کہ ہو کر آپ
سے ..... ہر ایک بات کو ہے تو ہیں ہیں ہے ہو
آپ کو ..... اور آپ سے ..... ہے
آپ کی ..... ہے ..... ہے گا آپ ہیں
ہیں ..... ہے ..... ہے
..... آپ ..... ہے ..... ہے

آپ کا ..... ہے

---

۲ دوبارہ لکھا۔

بہ ..... ہے ..... ہے
..... ہے ..... ہے

۵ اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام دعوات کے بعد سے جو سنہ
تک فوت نہ ہوا۔
۶ اور پھر یہ کہ اس عاجز سے کئی [illegible]

سنہ [illegible] میں رشد ہوا۔

اسے خدا سے قادر دیدیہ [illegible] کا مذہب تھا۔

ہونا در احمد بیگ کی دختر [illegible] آخر اس عاجز سے ہوئے ہیں۔

۔۔۔۔۔۔ یہ بیچ گوئیاں تیری طرف سے نہیں تو ٹھہ [illegible]
اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہو۔

[illegible] معیاد ۲۰ ماہ تک [illegible] ہو۔

سنہ [illegible] ہوا۔

اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ ایسا امر ہے
جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی، کیونکہ اس کے لیے ہاتھ ہی میں بالصراحت دیا
ہے کہ لا تبدیل لکلمات اللہ۔ [illegible]
نہیں سکتی، یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ میں گرتی جاتا ہوں
خدا کا کلام باطل ہوتا ہے

[illegible] ستمبر سنہ [illegible] مندرجہ [illegible] صفحہ [illegible]

سنہ [illegible] ہوا۔

کی قسم کھا کر فرمایا تھا،

"——— وہ مجھ سے کیا کہے گا، میں اُس سے کہوں گا، فلاں کہہ کر مجھ سے"

میں آسمان پر جاتے ہیں، اس کی بات نہ سنوں گا۔

مرزا صاحب نے اس سوال کے مختلف جواب دیئے ہیں۔

نمبر ۱ اوّل۔ کہ خدا اپنے وعدے کو توڑ سکتا ہے اور اس کو کوئی طرح سے

چونکہ مرزا صاحب کا وعدہ کہ ما خدا نہ ان کی ان سے

واقعی نہیں۔ جو امر صفات ہیں، کیونکہ وہ ان میں سے نہیں ہے

نبی کا وعدہ کیا ہے۔ اس سے خدا کا وعدہ بھی جب کہ شاید نہ ہے

اپنی مدعی کو سچا کر دیتا ہے۔ فیصلہ، فعل نہیں ہے لہٰذا اس کے خلاف

کرنا کذب یا عجز کی میں داخل نہیں ہے۔

نمبر ۲ از مرزا آنجہانی

دوسرا۔ کہ گو آنجہانی پیشگوئی کے مطابق

آنجہانی نے اپنی کتاب سر بیمکن سے مسلمانوں کی عقل

دیتا ہے یہ کہ وہ مسلمانوں کی عظمت سے سخت خوف میں آ رہے

اس کے دل کا آرام جاتا رہا، اکثر وہ سوتا تھا۔۔۔۔۔ وغیرہ

آنجہانی صاحب موت سے پہلے ہی مر گئے اور جہاں ہی جانی کے یوشیدہ بات

سنے ایسا نہیں دیا کہ گویا وہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے۔

نمبر ۳ از مرزا آنجہانی

سوم۔ کہ خدا تعالیٰ نے ایک نئے ہم کے ذریعہ آنجہانی کو ہلاک

گوہ بلکہ چالیس سے زیادہ غیبدانی بھی گوہ ہوں گے۔ پس کیا یہ جواب
نہ تھا۔ (ایڈیٹر احمدی ص۲۰۳ تصنیف ۱۹۰۲ء)

یہ جواب بوجوہ قابل غور ہے۔

اوّل اگر آتھم نے واقعی اس مجلس میں رجوع کر لیا تھا۔ تو پھر آپ نے وعدہ کے مطابق
کیوں نہ چھوڑا۔ منشی عبداللہ آتھم کے حق میں اشتہار کیا؟ آخر دن
دن وہ چھٹے تاریخ کے مذہبی کنوئیں میں کیوں پھینکے آتھم کو دارالامن
کیوں فرار دیا اور ۲۲ ستمبر ۱۸۹۳ء کو یہ کیوں اعلان کیا۔

"سوا اس کے بعض اور عظیم الشان نشان اس معاہدہ کے
معرض امتحان میں ہیں جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم کی نسبت
پیشگوئی جس کی معیاد جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینہ تک ہے۔
(شہادت قرآن ص۹)

جب رجوع ہو گیا تو پیشگوئی وہیں ختم ہو گئی۔

دوم اگر رجوع سے مراد صرف لفظ دجال سے رجوع تھا تو
پیشگوئی میں بھی اس کی وضاحت فرمائی ہوتی

"حق" کا لفظ اس قدر وسیع ہے کہ کائنات کی کروڑوں سچائیاں
اس کے دامن میں سمائی ہوئی ہیں۔ اتنے وسیع لفظ سے صرف ایک سچائی
مراد لینا ایک ایسا نکتہ ہے جس کا جواز ایک زبردست قرینہ کے بغیر
نکل ہی نہیں سکتا پیشگوئی میں۔

۴۰۔ پلسمر ہوگو وہ

---

۲ فروری ۱۹۳۶ء کو جناب مرزا صاحب سے انجمن میں ملنا ہوا۔

خدا کے تیم ذکر ..... مجھ کو اپنے ہاتھ

سے نسب کر کے فرمایا ..... تجھ بشارت ہو کہ کیب وجیہ

اور بہت سا کھیت دیا جائے گا، ایک تمام دنیا تجھ سے گا....

..... اس کا نام فرزند دلبند بھی ہے اس کو تم

دوست رکھو گے جس سے تم پیار کرو گے اور وہ تم سے ....

..... تب تمہارے شکر اور خوشی اور دولت ہوگا ..... اپنے

میں نہیں ..... مقبول کی ..... کرتا

..... ہے ..... پڑا جائے ..... میں

..... ہے ..... فرزند دلبند کی جگہ

..... تمام ..... ق والوں کی نسبت

..... ہاتھ ..... قبیلوں کے

برکت دیتا ہوں ۔

آپ کی بہت ہی [illegible]

پھر فرمایا ہوا ، فرمایا

[illegible]

۲۰ فروری ۱۸۹۵ء ضروریات ہوگا۔

(اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۹۶ء تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۲)

تاریخ اور مہینہ کا لفظ نوٹ فرما لیجئے۔

۸ اپریل ۱۸۹۶ء کو ایک اور اشتہار کے ذریعہ حضرت ہی میں توجہ کی گئی۔ تو آج ۸ اپریل ۱۸۹۶ء میں تمہیں ۱۸۹۶ء کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک بڑا حصہ ان فریب خوردہ لوگوں کا جو کہ مدت سے ہماری نسبت بدظنی میں مبتلا ہیں ..... کیں نہیں جانتے کہ جو اب ہو یا پیر دہی بڑھاپے یا وہ کسی ... وقت میں نوبت کے ... میں پیدا ہوا اس کے بعد یہ ہمارے ...

... خوب سنئے ... آسمانی ... کہیں سے ہاتھ روکا ہوا ہے ... چونکہ یہ عاجز ایک بندۂ ضعیف ... ہے اس لئے کہ قدیم سے ہر زمانہ ... جو حق تعالیٰ ... چاہتا ہے ...

(تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۵۳)

اس اشتہار میں کہ مدت میں ... کے ... ہو ... درخواہ وہ ... موعود ہو یا کوئی ... ہمارے کی ... میں منی ۱۸۹۶ء میں ... کی ... ہوگی۔

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب وہ دن سے ساتھ تھے تو

پھر وہ ترکِ بیعت میں ہی نہیں بلکہ اس نے بہت سے باتیں کیسے کیں؟

آٹھ سال بعد

آٹھ سال میں بہت سے تغیرات رونما ہوتے چلے

بڑھی۔ تو خدا کے بعد جناب مرزا صاحب پر وحی نازل ہوئی۔

نبی ہونی، خدا کا بنایا ٹوٹ گیا۔

(تبلیغ، جلد ۱۰، اگست ۱۹۰۹ء)

یہ

[illegible] صاحب ..... نے بعض بار کہا تھا

[illegible] ہوئے [illegible]

[illegible] مسیح موعود علیہ السلام کے [illegible] ہیں [illegible]

فرما ہوا [illegible] (خطبہ جمعہ محمود، فضل، اکتوبر ۱۹۳۲ء

[illegible] آیا۔

[illegible] ہے [illegible]

[illegible] یعنی یہ

[illegible]

۴۔ طاعون اور قادیان

جب اس مدعی کے آنے میں [illegible]

[illegible]

جب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

پاس نہیں رہی تنفیذ میں ہوں۔ (دفع البدعت)

۴۔ میں نے تمہارے لئے کتاب نازل کی ہے جو ہدایت
لوگوں پر چلنے والے ہیں عذاب سے بچنے کے
لیے خوشخبری پہنچی ہے (اشتی غرت ص)

۵۔ آج سے ایک سو بیس برس پہلے دنیا ۔۔۔۔۔ حسوں کے علم
اور تصرف سے باہر کی چیز تھی ۔۔۔۔۔ کی کہ میں ہر ایسے شخص کو دنیا کی موت سے ہی ڈرتا ہوں گھر کی
جادہ جاری ہی ہوا۔ بشرطیکہ ۔۔۔۔۔ مسلمہ بعثت میں داخل ہے۔
(اشتی غرت ص)

اس میں کوئی اجزاء ہیں۔

۱۔ اول کہ فرمان ہو علم کی ہی کی سے خوشخبری جائے گا۔

۲۔ دوم کہ آپ کے تصرف میں ہر ایسی چیز داخل نہیں ہوتا

۳۔ سوم کہ آپ کے ۔۔۔ وہ ضرور ہوتا ہے۔

۴۔ چہارم کہ آپ کو ۔۔۔ سے محفوظ کیا گیا ہو جس سے

۵۔ پنجم کہ ہوں اس دنیا میں ۔۔۔ جب تک ۔۔۔

کے فرشتہ (۱۵) ۔۔۔ ہوتا ہے۔

یہ ہیں اس کے اجزائے ترکیبی جو آپ نے بیان فرمائے
میں پیش فرمایا۔ آئیے دیکھیں کہ یہ پانچ شرائط کس حد تک
پوری ہوتی ہیں۔

۹۰۲

۹۰۳

ہے؟ فی عون کے بڑے باغیچے سے ہے؟ سیف و سبق سے نہیں معلوم
ہوتا ہے کہ آپ خاتمۃ الاعوص کے بیٹے دعا میں کرتے تھے۔

لیکن

"میں نے طاعون بھیجنے کی دعا کی ہے موجودہ وبا نہیں ہے"

طاعون بھیج گئی ہے۔" [۲۲] حقیقۃ الوحی ص

مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون بھیجا۔ اس کے
ذریعہ سے تم جو ہمیں نہ مانو ہمیں لوگ طاعون سے بچنے کے لیے کہتے ہیں
ہمیں ان کی بات نہ ماننے سے دکھ دیتے ہو۔

حقیقۃ الوحی ص

[illegible]

[illegible] حقیقۃ الوحی ص

کو تمام و دائم رکھنے کے لیے پوری قوت صرف کرتا اور اگر کوئی شخص ان طاعون کے دساتیر اختیار کرتا تو اس کے خلاف جہاد کرتا۔ لیکن نہ جانے کیا بیک کیا ہوا کہ جناب مرزا صاحب انگریزی حکومت اور ان کی خدمت میں بجائے شکریہ پیش کرنے کے۔

شکر کا مقام ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی نے ہمیشہ رحم کر کے دوبارہ طاعون سے بچانے کے لیے ٹیکہ کی تجویز کی اور خدا کی بہبودی کے لیے کئی لاکھ روپیہ کا بوجھ اپنے سر ڈالا یہ وہ کام ہے۔ جس کا شکر گذاری سے استقبال کرنا ہر شخص کا فرض ہے۔

(کشتی نوح ص۱)

جناب نے "دانشمند" بنایا" کا فرض تو بنا دیا کہ وہ ٹیکہ کی تجویز کرنے والے بندگان خدا کی بہبودی پر گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کرے۔ لیکن یہ نہ فرمایا کہ اس کا مقدمہ آپ کی ہتک کرانے کے متعلق کیا ہوا کہ جس کی دعوت سے آپ نے دعوت بھیجی۔

"کہ مجھ سے دشمن نہایت درجہ بود ہوں۔

سنا ہے کہ انبیاء تمام کائنات کے لیے رحمت بن کر آتے ہیں کسی کا کوئی دشمن نہیں ہوتا۔ وہ سب کا بھلا چاہتے ہیں وہ سب سے محبت کرتے ہیں وہ سب کو گلے لگاتے ہیں۔

ہم مسلمان نیز عیسائیوں ہندوؤں کو یہ

یہ بات دیر کرنا ہے کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے سب ہی

نوع سے ایسی محبت نہ ہو جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ
ان سے بڑھ کر۔ (۱ یعنی ۱۰ ص ۲)

کیا یہ ماں والدہ اپنے بچوں کو دعاؤں میں بھلا سکتی ہے
لیکن ہے، اور اس کے نیست و نابود ہونے پر خوش ہو سکتی ہے مگر
آپ حقیقت دنیا سے ان پڑھ سے زیادہ نہیں تھے تو پھر کیوں کہا۔

"مبارک ہے وہ خدا جس نے دنیا میں ہمیں بھیجا۔۔۔

۔۔۔ تاکہ ہم بڑھیں اور پھلیں اور ہمارے دشمن
نیست و نابود ہوں۔۔۔۔۔

سید کیا آپ سے چیرہ محفوظ رہے ہے؟

نہیں۔

۱ ۔۔۔ ہمارے دشمن اگر ہیں تو ہمارے ہی ہیں ہمارے گھر کے۔

۲ ۔ آپ خود تسلیم فرماتے ہیں کہ آپ کے چیرہ بھی دشمنوں کا شکار
ہوئے۔ ہندو کی جماعت سے بعض لوگوں کا ملعون شقاوت ہونا بھی
ایسا ہی ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم کے بعض صحابہ لڑائی میں شہید ہوئے
تھے۔ (۱ تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲)

اگر کسی آدمی کی ہندو جماعت میں مرتبہ ہے تو بجائے اس کے کہ
وہ زیادہ آدمی ہندو جماعت میں داخل ہوتا ہے۔

(۱ تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۳)

یہ سب داخل ہوتے ہیں اس کی وجہ حکومت انگریزی ہے۔

one great stimulus for conversion has been destruction of the founder and all those owing allegiance to him would escape the scourge of plague. But after a certain period of immunity, the Ahmadis began to succumb to the disease like others & the faith in the efficacy of the Prophet's declaration was somewhat shaken.

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ سب کے سب مسیح موعود کے منکر تھے کیا وہ تمام طاعون سے ہلاک ہو گئے تھے؟ کیا ہندوستان میں احمدیوں کے بغیر کوئی اور متنفس باقی نہیں رہا تھا۔ اگر نہیں رہا تھا تو ۱۹۰۱ء کی کتاب مردم شماری میں چھ کروڑ چھیاسٹھ لاکھ مسلمان اور ۲۸ کروڑ دیگر اقوام کیسے درج ہو گئی ہیں۔

پنجم۔ کیا واقعی طاعون اس وقت تک دور نہیں ہوا تھا جب تک لوگوں نے خدا کے فرستادہ کو مان نہ لیا؟

اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے ہمیں کتاب مردم شماری کی ہر ورق گردانی کرنی پڑے گی۔

احمدیوں کی تعداد

جب ۱۹۰۱ء کی مردم شماری قریب آئی تو جناب مرزا صاحب نے احمدیوں کے ذریعہ اپنی جماعت کو ہدایت کی کہ وہ کتاب مردم شماری میں اپنے آپ کو احمدی درج کرائیں۔ اور ساتھ ہی حکومت سے درخواست کی۔

"ہم ادب سے اس معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اس نام احمدی سے شمار کا اندراج دربارہ مذہب میں نہ تو محمدی موحد کرے نہ اس مسلمان فرقہ"

[illegible] ۱۹۰۱ء [illegible]

کتاب مردم شماری کے دیکھنے سے پتہ لگتا ہے کہ مذہب [illegible] جماعت کے متعلق کیا لکھا گیا۔

۱۹۰۱ء میں فرمایا۔

"۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے
تھوڑی سی اور فقط قلیلہ ہے۔ اور شاید اس وقت چھ پانچ
ہزار سے زیادہ نہ ہوگی۔" (انجام آتھم ص۶۰)

۲۔ یہی سال (۱۸۹۷ء) اور یہی کتاب

"مولوی عبدالحق کے ساتھ مباہلہ سے پہلے میرے ساتھ شاید
تین چار سو آدمی ہوں گے۔ اور اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے
ہیں جو اس راہ میں جانفشاں ہیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۷)

۳۔ وہی سال اور وہی کتاب

"۔۔۔۔۔۔۔۔ (اللہ نے) ہماری قبولیت زمین پر پھیلائی
اور ہماری جماعت کو ہزار تک پہنچایا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۱)

تو گویا ۱۸۹۷ء میں احمدیوں کی تعداد تیرہ چار پانچ ہزار تھی آٹھ
ہزار سے کچھ زیادہ اور اس کے بعد صرف ایک ہزار تھی۔

۴۔ ۱۸۹۹ء میں

"میری جماعت کے لوگ دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہو گئے۔"
(حاشیہ ضمیمہ ۲ تریاق القلوب ص۲۹۳)

۵۔ ۱۹۰۲ء میں

"آج کی تاریخ تک یہ جماعت (احمدیہ) پچاس ہزار تک یا کچھ کم و بیش
سے بھی کچھ زیادہ ہے۔"
(کشتی نوح ص۱)

۶۰ ۔ ۔۔۔

۵۔ الہام عمر

جناب مؤلف صاحب نے الہام عمر کو اپنی تصنیف میں سو مرتبہ سے

زیادہ دہرایا ہے۔

فما بین حولا او قریبا من ذالک و تزید علیہ ۹

اور اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے۔

"تیئس کی عمر سے مدت کی ہوگی۔ یا دو چار کم یا چند سال زیادہ۔

(خمیسہ نمبر ۲ صفحہ ۲۹)

اس نے دوسری جگہ یوں فرمایا ہے۔

فبشرنا ربنا بین سنۃ او ھم اکثر علی ۵

(مواہب رحمان ص ۲)

اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ ان کی عمر تیئس برس کی تھی۔

اس دعوے کی تصدیق میں انہوں نے جو دلائل پیش کئے ہیں

معلوم نہیں کہ آپ ان دلائل کو کیونکر صحیح سمجھتے ہیں

ولادت حسنین کی تاریخ کے بارے میں

یہ بھی پتہ نہیں کہ حسنین کی عمر میں

کی تاریخ ولادت کے بارے میں

ہو۔ وہ کبھی نہیں کہے گا کہ میرے بیٹے کی عمر بیس برس یا دو چار کم یا چند سال زیادہ تھی۔ یہ اشتباہ و تجاہل اسی شخص کے بیان میں ہو سکتا ہے۔ جو تاریخ ولادت و وفات ہر دو سے ناواقف ہو۔ اور یا اس قدر ان پڑھ ہو کہ سالِ ولادت میں سے سنینِ حیات تفریق کر کے حاصل نہ بتا سکتا ہو۔ پھر عجیب تر یہ کہ تشریح الہام" یعنی برس یا کچھ زیادہ" کا تو ذکر ہے لیکن "دو چار کم" کا کوئی ذکر نہیں چھیڑا۔ اس بیش و کم کو چھوڑ دیجیے اور "اسی" کو پیش نظر رکھیے کہ الہام کا مرکزی عدد یہی ہے۔

جناب مرزا صاحب نے اپنی تصانیف میں تاریخ ولادت کہیں ذکر نہیں فرمائی۔ صرف اتنا بار بار فرماتے ہیں کہ میں ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوا تھا۔ اور نہ آپ کے سوانح نگاروں نے یہ تکلیف کی کہ سوائے سرچن گورداسپور کے دفتر سے آپ کی تاریخ ولادت معلوم کر لیتے۔ اتنے بڑے روحانی پیشوا کے مریدوں کا یہ تساہل قابل افسوس ہے۔

"میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور ۱۸۵۳ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔"

(کتاب البریہ ص ۱۳۴)

کیا کوئی حساب دان یہ بتا سکتا ہے کہ آپ ۱۸۵۳ء میں کس حساب سے سولہ برس کے تھے؟ خیر اسے چھوڑیے۔ صرف سنہ ولادت یاد رکھیے۔ اور سال وفات یعنی ۱۹۰۸ء سے اسے منہا کر دیجیے۔

۱۹۰۸
۱۸۴۰
۶۸

۱۹۰۸
۱۸۳۹
۶۹

باقی بچے ۷۰ یا ۷۵ اب دیکھئے اس بات کو تیرہ سو اسّی سال
ہوگئی۔ یا دو چار کم یا چند سال زیادہ۔
لیکن یہاں تک تو پورے $\frac{11}{12}$ برس کہہ چکے ہیں۔

"پھر اگر ثابت ہو کہ میری سو پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی
نکلی ہو تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔"

(حاشیہ اربعین ۴ ص ۲۰)

۱۰۔ امراضِ خبیثہ سے حفاظت کا وعدہ

"اس خدا نے مجھے براہین میں بشارت دی کہ ہر یک نبیث حملہ
سے تجھ کو محفوظ رکھوں گا۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳)

"نبیث حملہ" سے مراد کوئی زہریلا یا مہلک پیارا ہی ہو سکتی ہے مثلاً
دائمی دل دہڑکن، دق، خوف کا دورہ، ذیابیطس، امراضِ خبیثہ، نہ جنون، نہ
دعوت، ہمیشہ برص دائمی خارش وغیرہ۔

"میاں عبداللہ سے حضرت والد صاحب نے فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعود
کو کبھی دفعہ دورانِ سر دمہ ہیضہ، اور دورہ بشیر قلبی وغیرہ سے نہ
دل بعد ہوتا تھا..... اس کے بعد آپ کو یہ امراض کبھی
مرتے نہ دم ہوگئے (سیرۃ المہدی حصہ آخر ص ۱۰۰)

مرزا کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی
خرابی کے ماتحت پیدا ہوا تھا۔

ایڈیٹر ریویو قادیان بابت اگست ۱۹۲۶ء

"حضرت اقدس مرزا صاحب نے اپنی بیماری کی وجہ کبھی ذکر نہیں
کیا۔ یہ بیماری آپ کو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی زندگی
میں ہوئی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس بیماری میں آپ کی
حالت بہت نازک ہوگئی تھی۔"

حیات احمد جلد ۱ نمبر ۲ صفحہ ۵۹ مرتبہ یعقوب علی

میں آپ کو فرض کرتی ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۷۔ الہامِ ثلیج

ثلیج عربی زبان میں برف کو کہتے ہیں۔ جب مرزا صاحب کے بیان
زلزلہ کی وجہ سے بعض لوگوں میں بے چینی سی پھیل گئی۔ تو انہ نے یہ الہام
کیا۔ "پھر بہار آئی تو آتشک کے آنے کے دن ہیں۔ اس کی
تشریح یوں فرمائی۔"

"دوسرے معنی اس کے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنے کے
۔۔۔۔۔۔ گذشتہ دنوں میں زلزلوں کی نسبت کچھ لوگوں نے
شبہات بھی پیدا کئے تھے اور ثلج قلب یعنی کامل طمینان سے محروم
ہو گئے تھے اس لیے بہار کے موسم میں ایک بیماری کا ہونا ظاہر کیا
جس سے ثلج قلب ہو جائے گا۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۳۹)

کون سا موسم بہار؟

حقیقت الوحی کا تتمہ جس سے یہ اقتباس لیا گیا ہے ۱۹۰۷ء کے اوائل
میں لکھا جا رہا تھا اس لیے موسم بہار سے ۱۹۰۷ء ہی کا موسم ہو سکتا ہے لیکن
نہیں، آپ اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"بہار جب دوبارہ (یعنی ۱۹۰۷ء میں) آئی تو کئی نو کیسہ دانے آئے۔
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۴۰)

اور چند سطور کے بعد فرماتے ہیں

"یہ پیشگوئی جب بارسوم (یعنی ۱۹۰۹ء میں) آئے گی تو اس وقت اطمینان سے دب جائیں گے اور اس وقت تک خدا کئی نشان ظاہر کر چکے گا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ)

تو واضح ہو گیا کہ پیشگوئی کا تعلق ۱۹۰۹ء کے موسم بہار سے تھا جس کا اختتام مئی ۱۹۰۹ء میں ہو گیا۔ تو کیا ۱۹۵۵ء کی بہار میں کوئی ایسا نشان نازل ہوا تھا جو اطمینانِ قلب کا موجب بنا ہو؟ اس سوال کا جواب کہیں سے نہیں ملتا گھبرانے کی بات نہیں۔ جناب مرزا صاحب اس پیشگوئی کو بھی فروری ۱۹۰۷ء میں ملتوی کر گئے تھے وہ کس طرح؟ فرماتے ہیں۔

یہ میں کوئی زمیج والی ۔۔۔۔۔۔۔۔ صفائی سے لوگ ہوئی

یعنی جب میں بہار کا موسم آیا اور باغ جھولوں و سکوفوں سے بھر گئے

ب ۔۔۔۔۔۔۔۔ کشمیر دیوبند ۔۔۔۔۔۔۔۔ کے مکانوں میں

برف باقی ۔۔۔۔۔۔۔۔ برف حد سے زیادہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ چنانچہ آج

۲۰ فروری ۱۹۰۷ء کو ۔۔۔۔۔۔۔۔ کشمیر سے آیا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ برف ۔۔۔۔۔۔۔۔ تین گز تک برف ہے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹)

یہ کشمیر سے چار بانگ روز پہلے یعنی ۲۰ فروری کو لکھا گیا۔ ۲۰ فروری کو میں بہار کا موسم جبکہ باغ جھولوں و سکوفوں سے بھر جاتے ہیں نہایت کہہ رہے ہیں کہ آپ بیسیوں موسم بہار دیکھ چکے ہیں کہ کب سے آتا ہے اور کب جاتا ہے ۲۰ فروری کو کشمیر میں برف ہے اور ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

بیس فروری کا انتظار فرمایئے اور اچھی طرح غور دیکھئے کہ لیکھرام
فروری کو پنجاب میں کہیں مارا ہوتی ہے؟

اور وہ معمہ تو بدستور حل طلب رہا کہ حسن بیگ کا تعلق قصہ سے ہے۔
(۱۹۰۹ء) سے فقط وہ پہلی بات کیسے پوری ہوگئی؟

۸۔ میاں منظور محمد کے گھر لڑکا

نوٹ:۔ از مسیح موعود

"بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد کے گھر میں
محمدی بیگم زوجہ منظور محمد کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے نام یہ ہوں گے
بشیر الدولہ۔ عالم کباب۔ شادی خاں۔ کامتہ اللہ خان"

(بشریٰ از بابو منظور الٰہی ج دوم ص ۱۰۶)

لیکن ہوا یہ کہ لڑکے کی جگہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۷ء کو ایک لڑکی پیدا
ہوگئی۔ اس پر جناب مرزا صاحب نے لکھا۔

وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ لڑکا جو نمونہ قیامت ہوگا۔ جلد سنو وہ
ہے اس کے پیدا ہونے کا نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد کے گھر جو نئی بیوی
محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر جلد سن لیں
دعا کی کہ اس کا نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے ۔۔۔۔۔

خدا نے دعا قبول کر کے نہ لڑکی دروقت پر ڈال دیا ہے، اس سے نہ وہ
حتیٰ کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ چنانچہ پیر مظہر محمد کے گھر میں ۱۰
جولائی ۱۹۰۶ء کو بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی۔

(حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۱۰۵)

یاد رکھیے کہ لڑکا پیدا ہونے میں تاخیر ہوئی تھی۔ پیدائش منسوخ نہیں ہوئی تھی۔

لیکن

کچھ عرصہ بعد محمدی بیگم کا نکاح ہو گیا اور اس "کتاب" کے
ملنے وجود میں آنے کے تمام امکانات ہی ختم ہو گئے۔ اس "حادثہ" پر البشریٰ
کا مصنف لکھتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ پیشگوئی کب اور کس رنگ میں پوری
ہوگی۔ گو حضرت اقدس نے اس کا وقوعہ محمدی بیگم کے زندہ رہنے تک فرمایا تھا
مگر چونکہ وہ فوت ہو چکی ہے اس لیے اب تخصیص نام نہ رہی۔ پیشگوئی
میں کوئی شبہ نہیں رہا۔"

(البشریٰ ج۱ باب مظہر الہی ج دوم ص۱۶)

جناب مرزا صاحب کا ارشاد ہے۔

"غیب کی خبروں کو دیکھ کر ہر ایک صادق یا کاذب جان سکتا ہے"

ہماری مسلمان قوم سے بڑا کذاب دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا۔

(انتباہ منجملہ تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۱۱)

۹۔ کنواری اور بیوہ

جناب مرزا صاحب پر ایک الہام نازل ہوا تھا۔

بکرؓ و ثیب

(کنواری بیوہ)

الہام کے معنی مبہم ہی سمجھ سکتا ہے۔

"مبہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا وہ نہیں کہ حق ہے جو اس کے نیچے گئے ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص)

۱۹۰۵ء کے اواخر میں آپ نے اس الہام کی تشریح یوں فرمائی۔

خدا کا یہ وعدہ کہ وہ دو خوبیوں میرے نکاح میں دے گا یعنی

(کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکرے متعلق تھا

پورا ہو گیا اور میں نے بفضلہ حسب اس پیشگوئی کے بیوی سے

الہام کا انتظار ہے۔

(ترجمہ تقریب تصنیف دسمبر ۱۹۰۹ء ص)

یہ انتظار دم واپسیں جاری رہا اور کوئی بیوہ آپ کے نکاح میں

نہ آئی۔ اس سے یہ مفہوم ہی سمجھ میں نہیں آتا۔

یہ الہام اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین نصرت

جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

میری تائید میں خدا کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

انیسواں باب

اربابِ نشست

نوٹ: یہ کیات ہے کہ یہ چند نصائح کے الفاظ سے قرآنی
آیات کے ہم پلہ نہیں رہتا۔

شوائدی ارسل مشوبۃ بالشعر کی دینی تحقیق
وتہذیب اخلاق:

"یہ تہذیب اخلاق" کا جوڑ کس قدر غیر قرآنی واجنبی ہے۔

انت منی بمنزلۃ والدی:

"تو میرے بیٹے کی جگہ ہے"

یہ مزید استعمال خاص عجیبی قسم کا ہے جس الہام سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اسے بتایا بھی ہے، اسے نبی ورسول
کہا ہے اور وہ بھی نوعمر رہا ہے۔ مجھ کو تجھ سے اتنی محبت
ہے جتنی اپنے بیٹے سے اللہ کی وحی میں ایسی مشبہ بہ کی خصوصیت
تو بجز یہ سبب کیسے معین ہوئی اس کی مثال ایسی ہے کہ زید عمر سے کہے۔
"میں تجھ سے اتنی محبت کرتا ہوں جتنا اپنی بیوی کو"
میری کچھ ہوتی ہی نہیں اس سے یہ تشبیہ غلط ہے۔

غرض یہ ہیں ان مزخرف ومکرر کے لیے جو اجتہاد میں کرتے ہیں
وہ ہو تو بہت سے فعل کہ مناسب ہو تو وہی افعل، تو مرد یہ کام کر، فعلی
اور عورت یہ کام کر۔

ہیں کب اہم آیہ فیہا ما تشتہیہ انفسکم ولکم فیہا ما تدعون
یا آدم اسکن

آدم [illegible] اس [illegible] اسلام کی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بیاضِ [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۱۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۲۔ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

میں زندگی ہے ۔"

باہر کے

"

اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب اللہ جو کہتے ہیں کوئی شک

ہے تو ایک سوچ ہی بات ہے ۔"

لیکن دوسری طرف جناب مرزا صاحب کی بہتر بصارت ۔

۱ ۔ اثبات نبوت

۲ ۔ نشانات

۳ ۔ اثبات نشانات و دلیلات

۴ ۔ [illegible]

۵ ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

[illegible]

مقام پر [illegible] کہ خدا تعریف نہیں مانتا [illegible]
بلکہ [illegible] کسی نے کی، مگر یہ کہی ہے۔

"سیرت المہدی" [illegible]

جناب مرزا صاحب نے سیالکوٹ کی محبت کے زمانہ میں کیسے
[illegible] کی صرف ایک دو ابتدائی کتابیں پڑھیں۔

ملخص از "حیات احمد" [illegible]

جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"یہ بالکل غلط اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان کوئی
اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو"

(چشمہ معرفت ص [illegible])

عجیب الہامات

جمل الہامات

---

۱۰ سواں باب ۱

[redacted]

جناب مرزا صاحب باپ فرماتے ہیں کہ میری معلومات خدا نے بیس
برس میں زیادہ بڑھائے تھے سے حاصل کیا تھا۔

سَبَّبْتُكَ مُتَوَكِّلٌ وَعَلَّمْتُكَ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ؛

اے احمد! میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔ اور تجھے اپنی طرف سے
علم سکھایا۔

(ازالہ صفحہ ۵۲۵)

وَعَلَّمْتُكَ مِنْ لَدُنَّا وَاكْرَمْتُ ؛ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۴۳)

اللہ نے تجھے اپنی طرف سے علم سکھایا اور عزت دی۔

وَصَبَّ لِي عُلُومًا قُرْآنِيَّةً وَمَعَارِفَ فُرْقَانِيَّةً جَلِيَّةً
وَخَاصَّنِي مِنْ لَدُنْهُ غَيْرِي مِنَ الْمُعَاصِرِينَ ؛

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۹)

اللہ نے مجھ پر کھولے قرآن کے علوم اور فرقان کے معارف جلیہ
جو میرے سوا میرے معاصرین میں سے کسی اور کو نہیں دیئے گئے۔

آیئے۔ قرآن سے صاف و روشن معارف "کا جائزہ لیں۔

۱۔ سیرت مقدسہ کا مرتب اسلام اس وقت سے گواہ ہے کہ
"منور علیہ السلام کے والد محترم آپ کی ولادت سے چند
مہینے پہلے ایک تجارتی سفر میں فوت ہو گئے تھے۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال
پورے چھ برس بعد ہوا تھا لیکن جناب مرزا صاحب اپنی آخری کتاب میں
فرماتے ہیں۔ "سچ تو یہ ہے کہ آنحضرت صلعم وہی یتیم تھے جن کا
باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں صرف پانچ برس کا بچہ
چھوڑ کر مر گئی تھی۔" (اپنی مرضی ص ۱۰، ۳۰)

۲۔ جو سوال کہ مرزا صاحب کی آخری کتاب [illegible]

۳۔ [illegible]

(طبقات حنفیہ، ملا عبد الحکیم سیالکوٹی
مترجمہ عباس قمی، ہدایۃ الحنفیہ)

---

۱ دسمبر کو مشہور حکیم جرجانی بن حسین نسوی ۱۰۰۱ھ میں پیدا ہوئے۔
[illegible] ۱۰۴۲ھ میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس
کے لیے آواز آئے گی۔ کہ ھذا خلیفۃ اللہ المہدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث
کس باب اور مذہب کی ہے۔ جو اپنی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد
کتاب اللہ ہے۔ (اشاعۃ السنۃ ص۲۶۳)

اُنہیں بے ایمانی اور ان کے تا آخر صفحہ ۲۶۳ پر نہیں ملے گی۔

۲۔ میرے خدا ایک آسمانی دوست بول۔ تو ہی جو میرے قلب
اور روح حرف کو خدا کی بخشتی ہے۔

(اشاعۃ السنۃ ص۲۶۳)

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے حکم دیا تھا کہ
کوئی چیز بنی اسرائیل ہو جائے تو اسے قتل کر دو۔

تب وہ بنی جو اپنی شرارت کرے کوئی بات اسے نہ آتے
جب تک کہ اللہ کا حکم نہیں دیا۔ کہ لوگوں کو سنانا اور وہ جھوٹ آ

(استفتاء باب ۱ آیت ۲۰)

یہ جناب مرزا صاحب دخل فتریٰ سے ۲۰ آیت کا
ترجمہ پورا کرتے ہیں۔

تب وہ نبی جو اپنی شرارت کرے کوئی کلام میرے نام سے کہے
جو کہ میں نے اس کا حکم نہیں دیا کہ لوگوں کو سنائے اور وہ جھوٹ آ

کہ سے دوسرے معبودوں کے نام پر وہ نبی مر جائے گا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴ ۔ ۹)

کیا یہ ممکن تھا کہ قتل کیا جائے۔ اور کیا یہ خبر کہ مر جائے گا۔ بائبل کے تمام تراجم جو آج تک دنیا میں ہو چکے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے یہ ترجمہ کہیں نہیں ملے گا۔ جناب مرزا صاحب عبرانی زبان سے آشنا تھے اور بائبل کے ترجمہ افراد سے نہیں بلکہ عبرانی علماء کی پوری جماعتوں نے برسوں میں کیے تھے ان لوگوں نے ہر لفظ کی پوری چھان بین کی تھی ان کے ترجمہ کو مسترد کرنے کے لیے بڑی دلیل کی ضرورت ہے جو مرزا صاحب نے اس میں نہیں فرمائی اور غیر از سند نیا ترجمہ پیش کر دیا۔ ان کا یہ کہنا کہ الیعا رجعہ دجال نہیں ہو سکتا۔

"وما یدریک ان عیسیٰ ان لم یات وحی الیہ"

یعنی ممکن ہے کوئی اور شخص ہو جو عیسیٰ نہیں کہتا مگر ان کا کلام خدا کی وحی ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۳۱۲)

"حبیبہ صاحبہ کا کتاب مقدس کہنا ہے اس کی ہر بات

[illegible]

(شہادت القرآن ص ۱۳)

[illegible]

ڈالی تھی۔ "میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔"

(پیغام صلح ص ۳۲)

حضرت مسیحؑ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

"میرے قرآن میں ایک دفعہ بھی ان کی نماز، عادت، زندگی۔ ان کے دوبارہ آنے کا ذکر نہیں۔"

(آسمانی فیصلہ ص)

"قرآن مجید میں آنے والے عیسیٰ کا بانداز مسیح موعود کہیں ذکر نہیں۔"

(شہادت القرآن ص)

اور پھر فرماتے ہیں:۔

"لیکن جو بات کہ قرآن شریف اور احادیث کی رو سے یقینی ہے یہ ہے کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسی زمانہ کے ہتھیاروں سے لڑائی کرے گا اور وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور قتل کے لیے فتوے دیں گے۔"

(۱ ۔ ص ۳ ۔ ۲)

مرزا جی نے یہ جو کچھ کہا ہے اور دوسرے مقامات پر جو کچھ لکھا ہے، ایک نظر مسیح موعود کے متعلق پیش کرنے سے پہلے میں گذشتہ کی روشنی میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ مرزا جی کے دعوے کو قبول فرمایا جائے گا؟

۱۰ ۱۰ ۱۰

۹۔ ایک اور دلچسپ بات سنیے

"اور ہوں کا پیڑ ابھی ایک عجیب قسم کا ہوتا ہے اور بہت نرم ہوتا ہے اور لوگ اس کو کھاتے بھی ہیں۔"

(سفرنامہ معرفت ص۲۶)

یہ کوئی نیا سفر نامہ ہے اس بات کی تائید کرے؟

۱۰۔ ہم سے تو سن کر بتایا کہ "یہ بڑا میٹھا اور بہت مقوی پھل ہوتا ہے بڑا لذیذ و صحت افزا ہوتا ہے لیکن آپ فرماتے ہیں۔

"یہ کچا پھل بہت سے نامحرم بیماریوں کی خاصیت رکھتا ہے۔"

(سیرۃ امہات المومنین ص۱۳۱)

کیا کوئی ماہر طب اس پر روشنی ڈال سکتا ہے؟

۱۱۔ آپ کا یہ فرمانا کہ "حضرت عائشہ کو ہوں کھانے سے منع فرمایا اس کی وجہ آپ یہ بتاتے ہیں۔

"وہ جب کچا ہوتا ہے تو اس میں سانپ کے زہر کا اثر ہوتا ہے اور جب پکتا ہے تو اس کا زہر جاتا رہتا ہے اور اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں رہتا۔"

(تحریف مطالب ص۱۰)

اس کا کیا مطلب ہے کہ ہوں کا پھل جب کچا ہوتا ہے تو اس میں سانپ کا زہر ہوتا ہے اور جب پکتا ہے تو اس کا زہر جاتا رہتا ہے۔ کیا آپ کے علم میں ہوں کا پھل کچا کھانے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے؟

۱ ، ۲ ، ۳ ، ۴ ، ۵ ، ۶ ، ۷

شنبہ ، یک شنبہ ، دو شنبہ ، سہ شنبہ ، چہار شنبہ ، پنج شنبہ ، جمعہ

اور جمعہ ، شنبہ یا اتوار کی بابت کہیں کچھ اشارہ نہیں پایا جاتا ہے۔

" ہفتہ کے دنوں کی بابت کہیں کچھ نہیں کہا ۔۔۔۔۔۔۔ یکشنبہ کا ہفتہ کے

نام سے ذکر ہے "

۱ ہفتہ ص ۳۲

۲ " ایک حق نہ تھا

" رفتہ رفتہ کہ وہ ہفتہ کی گنتی ہے

۱ آئینہ ہفتہ ص ۱۲

۱ ہفتہ ص ۲۰۹

(کیمیا حصہ اول باب)

تبصرہ فصیح البیان مولانا صاحب

تبصرہ سابقہ ہے کہ ان [illegible] حکیم [illegible] قبلہ [illegible]
کرنا ہے [illegible] کا انداز [illegible] ہے [illegible]
ق آپ [illegible] صاحب کی [illegible] ہے
ہیں کہ یہ کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۰۰۰)

بھیگ گئے تھے۔ نامہ وقت کی تیغ خوں آشام دفاعِ اسلام کے لیے بے نیام ہو گئی تھی۔ اور قیصرِ روم سے نبرد آزما ہو کر کہا تھا۔

"اگر عربوں کی حالت وہی ہے جو اسے قاصد تم نے بیان کی ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس کے مالک بن جائیں گے جو آج میرے قدموں کے نیچے ہے۔"

دانا ؤں سے سنا ہے کہ قلم تلوار سے بڑی طاقت ہے لیکن کوئی قلم جو پھول برسانے پہ آجائے تو صحرا ؤں کو نسیم بہار بنانے اور نشتر بننے لگے تو فضا ؤں میں چنگاریاں دہکنے لگیں نہ وہ قلم جو بلند سے بلند تخیل کو بہت ہیں چیر کر پیوست ہو جائے۔

فصاحت کیا ہے یہ ایک طویل بحث ہے مختصراً یہ کہ الفاظ میں ترتیب و بندشوں میں چستی ہو۔ تحریر میں روانی ہو۔ کلام حشو و زوائد سے پاک ہو۔ الفاظ موضوع کے مطابق ہوں۔ اگر خطیب کسی مجمع کو جانبازی کا سبق دے رہا ہے تو اس کے کلام میں زور، تسلسل، ہیبت اور جلال ہو اگر کربلا کا منظر پیش کر رہا ہے تو رقت، سوز اور گداز ہو ڈھلی بندشیں، سجعیں ترکیبیں بات کو تم جان بنا دیتی ہیں۔ وہ خطیب کو مضمحل ذہن و قلب نے بارہا ایک ہی مضمون پر قلم اٹھایا۔ چونکہ زوق سے عمدہ ذوق تھا اس لیے اس کا یہ تخیل مشکل گرا۔ وہ زاہد اپنے حسین زوق، حسن تخیل اور حسن بیان کی بدولت ادب میں صفِ اوّل کا مقام حاصل کر گیا۔ زوق کہتا ہے ؎

ذوقؔ اس بحرِ فنا میں کشتیِ عمر اپنی

جس جگہ ڈوب گئی وہیں کنارہ ہو گیا

بحرِ زندگی" بحرِ فنا" کہنا، "جس جگہ جا کر" میں "میں" کا "تم" کو "وہ" باندھنا، "ڈوب گئی" کی جگہ "ڈوبنا" ہو جانا اور صرف ایک شعر میں "اس" "وہاں" اور "جا کر" جیسے تین زوائد (فالتو الفاظ) بھر دینا بدمذاقی کی انتہا ہے

دوسری طرف ذوقؔ زندگی کو ایک ایسے "خوش سرکش" گھوڑے سے تشبیہ دیتا ہے جو سرپٹ بھاگا جا رہا ہے۔ وہ شتر سوار کے ہاتھ باگ پر نہیں اور نہ رکاب پر پاؤں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس سوار کی منزل کہاں ہوگی اور انجام کیا۔

یہ عمرِ خوش سرکش کہاں دیکھیے تھمے

نہ ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

کیا نفسیاتی سے چھ چھ لفظوں کی کتنی جامع تصویر کھینچی ہے اور کسی ادیب سے پوچھئے کہ زندگی کو ایک ایسے "خوش سرکش" گھوڑے سے تشبیہ دینا جو سرپٹ بھاگا جا رہا ہے۔ وہ شتر سوار کے ہاتھ باگ پر نہیں اور نہ رکاب پر پاؤں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس سوار کی منزل کہاں ہوگی اور انجام کیا۔

تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ ادیب وہی ادیب و خطیب کامیاب رہتا ہے جو وہبی فصاحت کا حامل ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ہر نبی کو اعلیٰ فصاحت عطا فرمائی تھی جناب مرزا صاحب بھی فصاحت و بلاغت کی انقلابی طاقت سے آگاہ تھے اور اسی لیے بار بار فرماتے ہیں۔

"وفسادِ خون فصاحت است ابتر"

(غالب)

مثالِ الفاظ

دائرہ ذیل میں چند الفاظ بے ترتیب سے جمع ہوئے ہیں

۱۔ گیا ۔ ۔ ۔ محمود

۲۔ ۔ ۔ ۔ خاندان

۳۔ ۔ ۔ ۔ کیا ۔ ۔ ۔ ہے

۴۔ ۔ ۔ ۔ ہے

ان الفاظ کو کس طرح ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ مثلاً

۱۔ خاندان ہوتے گیا ہے محمود

۲۔ اب ہو۔ خاندان ہے گیا محمود

۳۔ کیا اب ہو۔ ہے محمود خاندان

جس طرح بند ۱ اور ۲ سب صورتیں غیر فصیح کہلائیں گی، اسی طرح بند ۳ بھی اپنے محل پر نہیں۔ اردو میں فعل آخر میں ہوتا ہے۔ فاعل پہلے اور دیگر متعلقات بعد میں۔ چونکہ ملنا اور ہونے میں ہونے کے بعد ملنا ہوتا ہے اس لیے اب ہو۔ کا ذکر پہلے آنا چاہیے۔ تو ان الفاظ کی صحیح ترتیب یہ ہوگی۔

محمود خاندان سے اب ہو۔ ملنے گیا

اب ہونے کے بعد میں اور ملنے کے بعد کے لیے ایک اضافی نقطہ حذف کر دیئے گئے کہ ایک زبان فصاحت ہے۔

دوسری مثال ۔ "ما محمود کو میں نے

اس جملے میں "ما" فعل ہے جس کا صیغہ متکلم آخر میں ہے "کو" فعل ہے اور محمود مفعول ۔ فاعل مفعول سے پہلے ہونا چاہیے اس لیے جملے کی صحیح صورت یہ ہے ۔

"میں نے محمود کو مارا ۔"

صحت نحو کی بنیاد یہ ہے کہ کسی فقرے میں تو اعد کی خلاف ورزی نہ ہو ۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر فقرہ بامعنی بھی ہو ۔ فقرہ بامعنی ہونا چاہیے ۔ اس سے کوئی سروکار نہیں صرف

اب کے سب فقرے خلاف نحو کی ترتیب میں تو ہو سکتے ہیں ۔ مگر سب کے سب فقرے خلاف نحو نہیں کہلا سکتے ۔ ان کو خلاف محاورہ کہا جائے گا ۔

اور اس حیثیت سے ۔

"فارسی کے فقرے جو اردو کے محاورہ کے خلاف ہوتے ہیں ۔"

یہ جملہ فقرے سے زیادہ وسیع ہے اس لیے کہ دوسرے "ہوتے ہیں" کے مفہوم میں تمام خلاف محاورہ کی قسمیں آ جاتی ہیں ۔

تو گویا صحت کے لیے ضروری ہے کہ کلام قواعد کے مطابق ہو اور ہر فقرہ بامعنی ہو ۔ اب ہم جناب مرزا صاحب کی تحریرات کو اس نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں تو ہمارے پاس فیصلہ کے لیے کچھ ہیں جن کی ترتیب خلاف نحو نہیں ۔ جملے مفہوم سے خالی ہیں

۱ ۔ مرکب اضافت مختلف کی بھی یہی معنی آیت موصوف بالا

---

۲۰ تقسیم خانہ

اور ثقیل و کثیف الفاظ سے بچتے" علما و حکما اس حقیقت سے [illegible]

اس مضمون کو ایک مومن صاحب یوں ادا فرماتے ہیں۔

علمائے محققین و حکمائے مدققین دین مبین علم [illegible]

اسرار شرع متین پر یہ حقیقت نما مقولہ کالشمس واضح و مبرہن ہے

یہ تو خیر گزری کہ مومن نے صاف کہہ دیا کہ [illegible] ورنہ

وہ ملفوظ تیار ہوتا کہ عمر بھر سمجھ میں نہ آتا۔

لطیف و مترنم الفاظ کا انتخاب زبان سلیم کا کام ہے [illegible]

بند ہوگا۔ انتخاب نہ ہی اچھا ہوگا۔ اس سلسلے میں مولانا [illegible]

یہ ملوں حاصل ہے۔ ایسے بھدے شعر [illegible]

دامان گل فروش بن جاتے ہیں جن کے [illegible]

پڑھتا ہوں تو یوں محسوس کرتا ہوں، گویا علم کی دیوی [illegible]

تمام انڈیلے ہی ہیں کیا یہی کیف و سرور [illegible]

سکتے ہیں۔ وہاں ادبی نگینیاں نام کو نہیں۔ وہی علمائے [illegible]

لمبے لمبے غیر مربوط جملے اور ثقیل الفاظ جنہیں [illegible]

جب ہم اپنے نفس سے بحث کرتے ہیں تو [illegible]

لایدرک وجود میں یک بڑا غوطہ لگاتے ہیں تو [illegible]

الوہیت کے دریا میں ڈبونے سے [illegible]

کے ساتھ سے آتی ہے

ان کی خلق حسنہ کیسی اعلیٰ درجہ کی ہے جو کبر اور
خودستائی اور کمینگی اور خود پسندی اور ریاکاری اور حسد اور بخل اور تنگ دلی
سے روکی جاتی ہے اور انشراح صدر اور بشاشت عطا کی جاتی ہے۔

ازالہ صفحہ ۴۴۵

"اور نیز جماعت جمعہ کے سوا اور بھی اور متعدد مواقع اجتماع
استفادہ فوائد مقررہ فضائل حق کے بہت سے حقائق علمیہ و دلائل
حکمیہ اس کو حاصل ہوتے ہیں۔" (براہین صفحہ ۴۶۷)

آپ کا اسلوب بیان از سرتاپا سُست بندشوں غیر موجہ جملوں
اور غیر ترکیبوں کا کیسا غیر منتظم سلسلہ ہے۔

۳۔ تکرارِ الفاظ

جماعت فضائل کا یہ فیصلہ ہے کہ کیسی ہی غلط بات ہو اگر وہ
بار بار کہی جائے تو سچ ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مصنف اپنی تصانیف
میں کسی بات کو ایک بار نہیں باندھتے بلکہ جہاں تک ہو سکے جملے میں
کبھی تشبیہ سے اور کبھی استعارہ سے بات کرتے ہیں اور بعض مقامات میں تو
یہ تکرار اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ قاری کو ڈوبنے جانے کا شبہ ہونے لگتا ہے۔

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

برسات کا ایک منظر یوں خلیہ ہے۔

مستی میں ہر شجر ہے
بنتی میں ہر لیف ہے

ہنکی ہوئی بوندیوں برسیں
کاٹن کی ہشت پشتی

سبزہ بھیگا ہوا سا
دنیا سبز رنگین کیسی

ہلکی ہلکی پھوار میں
ہلکی ہلکی چھاؤں میں

دیکھ دیکھ رنگ گلستاں
جھومی جھومی مست ہوا

ذرہ ذرہ تھرکتا سا
فطرت بھی نشے میں

ا مصنف کے دوسرے مضامین کی طرح

یہ بھی نظم کشمکش دل و دماغ ہے

یہ جہاں جہاں ہیں ہیں

نوٹ کہ پہلے مصرعہ کی دو صورتیں ہیں ۔ ع و ۔ انتخاب کی
میں کلام کی دو قسمیں ہے فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں ۔

کی ضرورت؟

اگر کئی مرکبات عطفی ایک جگہ جمع ہوجائیں۔ تو صرف آخری میں واؤ لاتے ہیں۔ مثلاً:۔

"میں نے بازار سے کتاب، قلم، پنسل، چاقو اور دوات خریدی۔"

لیکن جناب مرزا صاحب اس سنت حسنہ کو خاطر میں نہیں لاتے برابر کا وہ جملہ پھر لٹھ لیئے ہوئے ہیں کہ اب تک سترہ بار اس کا اعادہ ہوا۔

"اور نہ یہ باعث ہمیشہ کے سوچ بچار اور مشق اور مغز ریزی اور استعمال قواعد مقررہ صناعت منطق کے بہت سے تفاوت ہمیشہ دماغی نقص کو مستعد ہوگئے ہیں۔

۴۔ توالی اضافت و توصیف

یہ ایک فنی اصطلاح ہے۔ توالی کے معنی ہیں تسلسل و تواتر وب اردو میں یہ سنت تمام ہوچکی ہے کہ نثر میں کبھی سے زیادہ اضافت یا توصیف نہیں۔ اور اق تاریخ، فضائے گردوں اور ارادہ محکم" تو درست ہیں لیکن "تاریخ عصر کہن۔ فضائے نیلفام گردوں اور ارادہ محکم" درست نہیں۔

وجہ یہ کہ دوسری اضافت ثقیل ہو جاتی ہے۔ دوسرا قاعدہ یہ گزر گزرتی ہے
جناب مرزا صاحب اس پابندی سے بھی آزاد ہیں۔ ان کے کلام میں توالی
اضافت کا عیب از اول تا آخر پایا جاتا ہے صرف چند مثالیں حاضر ہیں۔

۱۔ وہ لوگ کیسے بدفہم ہیں جو ایسے ذخیرہ کاملہ وصول حق سے
اپنے تئیں مستغنی سمجھتے ہیں۔

ازالہ ص۴۳۰

۲۔ "مگر اب جو یہ جملہ جمیع وہابیات تحقیق و تدقیق و انعام
ثبت کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" پر ایس ابتدا علوم
مسلمانوں کی حمیت و اسلام کی غیرت

۳۔ "تا حمیت موسوم و اسم مذہب میں اندوہ و رحمانت
تحمیت عمل ہونے کے وہی وہیں مثلث ثابت ہو جائے
ازالہ ص۴۲۳

۱۰۔ حشو و زوائد

ہر شخص جانتا ہے کہ کلام کا فضل سے خالی ہونا، فضل کا
ہونا اور نہ ہونا۔ اس لیے یہ ہے کہ۔

۱۔ زیادہ سے کم بہتر ہے۔

ہم جب اس آیت پہ نظر ڈالتے ہیں تو ۔۔۔۔۔۔۔۔

"اگر کشتی دین کی ان کی نظر کے سامنے ساری کی ساری ڈوب جائے"

یہ بین دیباچہ ہے۔

اندازہ کی تفصیل :۔

۱۔ کشتی دین کی — دین کی کشتی حدیث۔

۲۔ کی نظر — نظر

۳۔ ساری کی ساری — ساری ڈوب جانے کا مفہوم حدیث کی رو سے

کہ قولی حزبانی میں عیب جانے۔

۱۴۔ محاورہ

محاورہ اہل زبان کی بول چال اور اسلوب بیان کا نام ہے جس کی بنا

مذہبی ہے اہل زبان "علم کھانا" کہتے ہیں۔ "علم پینا" نہیں کہتے۔

اسی طرح ۔

۱۔	نقل اتارنا	صحیح ہے اور	نقل کفر کفر نہ باشد
۲۔	بات کاٹنا	"	بات تمہ
۳۔	ٹھوکر کھانا	"	ٹھوکر دینا
۴۔	آنکھ بچانا	"	آنکھ ماسک نہ

۵	[illegible]	[illegible]
۶	[illegible]	[illegible]
۷	[illegible]	[illegible]
۸	[illegible]	[illegible]
۹	[illegible]	[illegible]
۱۰	[illegible]	[illegible]

[illegible]

۱ [illegible]

[illegible]

۲ [illegible]

[illegible]

۳ [illegible]

پہلا مصرع بے وزن ہے، وزن قائم کرنے کے لیے "بابا" کو "بابا" پڑھنا ہوگا، جو صریحاً غلط ہے۔

جس طرح خود مرزا صاحب کی زبان ذہنی ذہنی، خود ان کا شعر عموماً غلط ہے کہیں کہیں مہمل بھی ہے۔ بہرحال آپ کے بیانات کا ہے سے ایک غیر جانبدار نقاد صرف یہ ہی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہ سب مقالات سب کے سب ہی دماغ کی پیداوار ہیں۔

۷۔ فارسی توصیف و اضافت و مرکب اضافی

فارسی مرکب توصیفی میں موصوف پہلے ہوتا ہے۔ مثلاً۔

بادِ خنک۔ گلِ تر۔ زاغِ دماغ۔ آبِ شیریں۔ مرکب اضافی میں مضاف پہلے۔ مثلاً۔

گلِ بدن۔ سروِ چمن۔ شاخِ گل۔ نوائے عندلیب۔

قاعدہ۔ فارسی توصیف و اضافت صرف فارسی یا عربی الفاظ میں ہو سکتی ہے۔ اگر مرکب خالص ہندی ہو۔ یا دونوں میں سے ایک لفظ ہندی ہو تو ہندی توصیف و اضافت سے کام لینا پڑے گا۔ یعنی موصوف پہلے ہوگا۔ مثلاً۔ ٹھنڈا پانی۔ اونچا پیڑ۔ نیلی آنکھیں۔ مرکب اضافی میں مضاف بہ پہلے مثلاً۔ مورچن۔ تاج کا پیڑ۔ مور کی کلغی۔

اگر مرکب و یک جزو با دو جزو اجزا مبتدا ہوں تو اس میں فارسی
توصیف و اضافت جائز نہیں۔

اس طرح

۱	پانی نہر	یعنی پانی اور	اس نہر میں پانی
۲	گلاب آب		گلاب کا آب
۳	ورق گل		ورق گل
۴	آب خشک		پانی خشک
۵	آدم زنہ		آدم لہ
۶	یوم مبارک		دن مبارک

یہی حال فارسی حروف کا ہے۔ کہ وہ بھی فارسی اجزا پر داخل
ہوتے ہیں۔ مثلاً۔

۱		یعنی سبز	دن جس میں سبزہ
۲	شب و روز		رات دن
۳	شب و روز		رات دن
۴			
۵			
۶			
۷			
۸			
۹			

ان مقدمات کے بعد جناب مرزا صاحب کے اقوالِ ذیل ملاحظہ فرمائیے۔

"..... ہر یک دانا کی نظر میں قابل ہنسی ہے۔"

(ازالہ ص۱۰۰)

قابل عربی ہے اور ہنسی ہندی

۲۔ ایک نشان آسمان کا لے لیں۔ یعنی "مہینہ رمضان کا خسوف و کسوف۔

(تحفہ گولڑویہ ص۹۴)

مہینہ ہندی ہے۔ اور رمضان عربی

۳۔ خدا کے بے باپ پیدا ہونے میں حضرت آدم سے حضرت مسیح کو

مشابہت دی۔ (تحفہ گولڑویہ ص۱۱۵ حاشیہ)

۴۔ گورنمنٹ محسنہ انگریزی کو بروقت یہ خسوف واقعہ خبر کر دی۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۳۴۹)

گورنمنٹ۔ انگریزی۔ محسنہ۔ عربی۔

۵۔ اگر کسی ہندی یا عربی لفظ کی جمع ہندی طریقے پر بنائی جائے۔

مثلاً۔ مسجدوں۔ مکتبوں۔ کتابوں۔ تو ایسی جمع اور اس

کا لفظ مقصور ہوگا اور فارسی توصیف و اضافت یہاں بھی ناجائز

ہوگی۔ اس لیے محراب مساجد درست ہے و محراب مسجدوں غلط

لیکن جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"قسمت باتوں سے تو صرف غیر ہندی فصلوں کا نقصان مقصود

ہے ....." (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۲)

"... حصہ تو کلمات باتوں کے متعلق ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۳)

۸۔ تذکیر و تانیث

[illegible] میں بعض اشیاء مذکر ہوتی ہیں، و بعض مؤنث اور تحریر و تقریر [illegible] کو [illegible] ضروری ہوتا ہے چند سال ہوئے مجھے ایک پٹھان لیڈر کی [illegible] ہوا۔ اس کی زبان کچھ اس قسم کی تھی۔

"جو [illegible] کہتی ہے وہ کشمیر کی نہ ہڑنے کی جماعہ بادشاہی [illegible] تھیں پر تو وہ مٹھ برسوچے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔"

[illegible] ہوتے ہیں تو یہ نہیں ہے کہ [illegible] کیوں، صرف اس لیے کہ [illegible] مذکر و مؤنث میں تمیز نہیں ہو سکتا تھا۔ جناب مرزا صاحب کی تصنیف میں بھی یہ [illegible] کہ [illegible] ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

"صرف دو سبیں ہیں تیسری کوئی سبیل نہیں۔" (از ص۵۹)

سبیل مؤنث ہے

"بعض تے تیسے کوے کے بینات ..... تیرے کلم کے ..... ہیں۔" (از ص۵۲)

بینات مؤنث ہے وہ خدا جانے یہ لڈو کی چیز ہے!

"یعنی حدیث سے مسیح کی فہرہ کا کوئی زمانہ ....." (از ص۵۱)

ظہور۔ مذکر ہے۔

۴۔ اور جیسی موسوی شریعت کا ابتدا موسیٰ سے ہوا۔
(ازالہ ۶۰۰)

جیسے چاہیئے۔ ابتدا مؤنث ہے۔

۵۔ آیات معجزہ نے تو آنحضرت صلعم کے وقت مبارک سے ہی
ظاہر ہونے شروع ہو گئی تھیں۔ (ازالہ ۶۱۳)

آیات مؤنث ہے۔ یہیں فعل آ رہا مذکر ہے و آیہ مؤنث

۶۔ اگر قسمت میں کتابوں کا بھیجنا منظور نہیں۔

(دیباچہ ۱۸۰)

قسمت مؤنث ہے۔

۷۔ اس کی مرض تپ کو دفع کی۔ (براہین ۲۲۰)

مرض مذکر ہے۔

۸۔ زبان خدا کے ہاتھ میں کب آ رہی ہے جس طرح دشمن
طرف چاہتا ہے اس آنکھ کو بھی زبان کو پھیر دیتا ہے اور کر سکتا ہے
ہے زبان خدا کے ساتھ ہے یہ کیسے جھوٹی ٹھہرے۔

(براہین ۲۲۰)

زبان مؤنث ہے خدا کی ہے ضمیر ہے ہاتھ ہے

۹۔ یہ ایسے متقدمہ ہیں جن کا حد انہیں ہیں۔ (ازالہ ۶۰۰)

حد مؤنث ہے۔

۹۔ جمع و مفرد

۱۔ [illegible] جمع ہونا ضروری ہے لیکن جناب [illegible] صاحب
[illegible] کے بعض قائل نہیں تھے امثلہ ذیل میں [illegible]

۱۔ اب میں نے [illegible] بیان کی ہے ۔۔۔۔۔
صدق یا کذب کے آزمانے کے لیے یہی کافی ہے۔
(انشاء ص ۶۳۵)

۲۔ ایک شخص کے خون اور عیاشیات کی قیامت تک [illegible]
[illegible] رہتے ہیں تو وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔
(انشاء ص ۶۰۰)

۳۔ خدا کے عاموں کے آنے سے بھی ایک موسم ہوتے ہیں۔
(انشاء ص ۳)

۱۰۔ الفاظ کا غلط استعمال

جناب مرزا صاحب نے بعض مقامات پر الفاظ کا غلط استعمال
فرمایا ہے مثلاً
[illegible] کے معنی یا جملوں کی ترکیب کی [illegible]

طوا سمجھتے رہیں گے ..... صرف لونبڑی کی طرح دلوڑ

تیا بہت یاد ہوں گے۔ (ازالہ ص۴۳۶)

اسدو میں بھیڈی اور لونبڑی کی جگہ بھیڑ اور لومڑی استعمال

ہوتے ہیں۔ بھیڈی تو کوئی لفظ ہی نہیں۔ ہاں لونبڑا ایک لفظ ہے جس کے

معنی فیروز لغات میں لمبڑ یعنی دراز قد دیئے ہوئے ہیں۔

۱۔ ان کو ان اعمال صالحہ کے بجا لانے کی قوت دی جاتی ہے جو

دوسرے ان میں کمزور ہوتے ہیں۔ (ازالہ ص۴۴۳)

یہاں بھی سبب محل ہے۔

۲۔ ان میں کیف بہت بھی ہوتی ہے ..... کیونکہ خدا تعالیٰ ایک

خاص طور پر ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

(ازالہ ص۴۴۲)

ایک خاص طور پر۔ مطلب؟

۳۔ جو شخص دعوہ ہو کر آسمان سے آتا ہے ..... وہ حقیقت وہ ایک

روحانی آفتاب کہلاتا ہے۔ جس کی کم و بیش دو دو تک روشنی

پہنچتی ہے۔ (ازالہ ص۴۴۹)

ایک خاص طور پر۔ مطلب؟

۴۔ دوسرے کتب توصیفی میں موصوف مفرد یا جمع بصفت مفرد

ہیں۔ جیسے گی۔ مثلاً چھوٹی کتاب۔ چھوٹی کتابیں۔ سبز ٹہنی۔ سبز ٹہنیاں۔ جنگلی

لڑکی۔ جنگلی لڑکیاں لیکن جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"..... ایک یادری کافرستان کے وحشی لوگوں کو فریفتہ کرنے

جنگلیوں آدمیوں کے پاس جاتے ہیں۔" (از صفحہ ۴۵)

۲۔ تو بھی پروح اس جسم میں آئی جو ظلمت کا دیوتا کہتے تھے۔

(از صفحہ ۵۴)

۸۔ میں اپنے چند موجودہ بزرگوں کی یکبارگی کسی حالت میں جھوٹا نہیں

جانتا۔ (از صفحہ ۴۲)

خدا جانے یہ موجودگی کیا چیز ہے اور یہ موجودہ بزرگ کون ہوتے ہیں؟

۱۰۔ وہ درندگی کے جوشوں کی وجہ سے لعنتوں پر اتر آتے دیکھا گیا ہے۔

(از صفحہ ۲۹۵)

جوشوں کی جگہ جوش چاہیئے۔

۹۔ اب جو یہودیت کی صفتوں کا عام دباؤ چل گیا ہے ..... نسائے کو بے منہ کا نہ خیالات میں پھنسنے کا میابی ہوئی ہے

(از صفحہ ۳۳)

اردو میں لفظ صفت عموماً مدح۔ خوبی کے معنوں میں سنا جاتا ہے۔ اس لیے یہاں بتانا چاہیئے۔ نہ وہ اوکام میں مؤنث ہے۔

۱۰۔ یہ مثل اسی سود، کیمیا کی مرکب ہے جو ہمیشہ دنیا میں

استعمال ہوتا ہے جیسے مرکبات کی ہیئت میں کسی قسم کی تبدیلی نہ

ہے مثلاً ہم یہ مثل مرکب نمک یا سوڈا مثل میں نہیں بدل سکتے

سی طرح تو بھی کی جگہ تو نعمت پر پہنچ کر سکتی ہے

نہیں کہہ سکتے۔ ہر مرکب اپنی خاص ہیئت کے ساتھ اردو میں منتقل
ہو سکتے ہیں لیکن جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"۔۔۔۔۔۔ کہ مفصل حال معلوم کرنا ہمارے ہاتھ میں ہے"

(آزاد ص ۲۰۲)

"۔۔۔۔۔۔ یہ سنی اور طبعی اور فلسفہ کی تحقیقاتیں ہیں۔۔۔۔۔۔

(آزاد ص ۲۰۹)

تحقیق کی بحث تحقیقات سے جملہ بحث بنانے کی ضرورت؟

"۔۔۔۔۔۔ سے پتہ ہے بود و نبود کی بحثی کہ تم نے آخر کا فقرہ بنایا۔

(آزاد ص ۲۱۰)

کیا سمجھے؟

"۔۔۔۔۔۔ جب وہاں سے ہمارا ملک ہوا بن سکے۔۔۔۔۔۔ تو"

سے ہمارے ملک کا فرق کیا ہوا۔

(آزاد ص ۲۱۱)

"۔۔۔۔۔۔ ہر سہ بات قابل تعلیم ہے جو ہمارے ملک میں ہماری قوم کے لئے

بے حد ضروری ہے اور ہمارے خیالات و صداقت سے کامل تناسب

(آزاد ص ۲۱۲)

جو ہمارے ملک کے مناسب حال نہیں ہے وہ ہمارے لئے مفید نہیں ہے۔

"۔۔۔۔۔۔ دوسرے جو ہمارے ملک کے مناسب حال نہیں ہیں کتنے جو اس کی فلاسفی تقریر کو

(آزاد ص ۲۱۵)

۱۶۔ ۵ اب سال سترہ بھی صدی سے گزر گئے
تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے
(ضمیمہ نغمہ گوئے دیوبند)

سترہ (۱۷) تشدید کے بغیر ہے

۱۷۔ ۳ جھوٹے تھے جو دیں کو اور دنیا کو رستہ ہو پیار۔
(نزلہ کی پیش گوئی)

دین میں اعلانِ غلط ضروری ہے۔ پیار کی یا غیر محفوظ ہوتی ہے اور تقطیع کے وقت پیار صرف پار رہ جاتا ہے لیکن یہاں محفوظ ہے۔

ایک شعر ملاحظہ ہو۔

ان کو آتا ہے پیار پر غصہ
مجھ کو غصے پہ پیار آتا ہے

تقطیع۔ اُن کُ آتا ہ پار پر غُص صہ
فا عِ لا تن مفا عُلُن فعِلُن
مجھ کُ غُص صے پہ پیار آتا ہے
فا۔ ع لا تن مفا عُلُن فعِلُن

دیکھ آپ نے کہ یا پر دو جگہوں میں غیر محفوظ ہے لیکن جناب منیر صاحب کے مصرعہ میں محفوظ ہے۔

۱۸۔ ۱ اور چونکہ نورِ افشاں کے صاحب راقم نے ..... "ابر بہت ہے
یہ صاحب راقم کیا چیز ہے؟

۱۱۔ مُہمل

جناب مرزا صاحب کے ہاں مہمل جملوں کی بھی کمی نہیں۔ اقتباسات ذیل میں خط کشیدہ سطور ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ مگر یہ ذہنی ہیجانیات تو اکثر مخفی امور ہیں جن کی تمارت عبث ہے۔ ہاں اگر کچھ خارجی بات کی تو ایسی کہ جو استعارہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔

(ایضاً ص۲۱۱)

۲۔ [illegible] کی روح کو خدا تعالیٰ کی روح کے ساتھ وہ لگاؤ ہے۔

(ایضاً ص۲۹۶)

۳۔ [illegible] قرار دیا جائے۔

(ایضاً ص۲۲۳)

۴۔ اشتراک عقل کی بداعتقادی سے ضلالت کی راہیں پھیلا سکتے ہیں۔

(ایضاً ص۲۲۶)

۵۔ [illegible] سمجھتا ہوں کہ رجعت کی پیمانہ نظر مسلم فریق کی سکتہ ہے ہیں قابل رحم ٹھہرے گی۔

(ریویو، سلطنتی، ہمنوں کی خدمت میں ضروری التماس ص۱)

۶۔ اسی سال میں بہت سے اور لوگوں نے بھی انتقال کیا۔۔۔۔

۔۔۔ مجھ کو خواب آئی۔۔۔ اس سب میں سے صرف اس شخص

مقدم الذکر کا باقی ہوا اور دوسرے سب میدان میں پیٹھ

گئے۔ (ابن ہشام ج۔ ۲، ص ۲۵۶)

۷۔ یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں ہے، یہ اس بات کے

ہیں۔ وہاں معبود کی صانع کی بناوٹ اس کے برابر نہیں۔

(تحفہ نورویہ ص ۳۳)

۹۔ جناب مرزا صاحب کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

کیوں غضب حق کا خدا کا مجھ سے ہے قصور نہ ہے

کہتے ہیں اس کو جب میرے جھٹلانے کے دن اب ہے

میرے ہوش گم سے دیں کہتے ہیں جانے رہے تو دنیا سے

بھی بڑے ہیں دیوانے کے دن۔

(نظم آفتاب حقیقت ص ۵)

یہ تھیں پیشگوئیاں جن کا مرزا جس کے متعلق مرزا صاحب نے فرمایا

کہ "فیصلہ صرف خدا کے ہاتھ میں ہے"

(میرے کلام میں تمہارے مخالفوں کے لئے فیصلہ ہے)

یہ دعوے ہیں کہ دعوت ہے۔ اس کا فیصلہ ان کے

کے ذمہ نہیں ہوتا۔ ہوں۔

عربی اخلاط

ہم نے عرض کر دیا ہے کہ جناب مرزا صاحب کو عربی لکھنے میں بڑی
دسترس حاصل تھی تاہم ان کا عربی دیوان غلطیوں سے پاک نہیں تھا۔ آپ
کی عربی تصنیفات دو قسم کی ہیں۔ ابتدائی و اخیر ابتدائی۔ ابتدائی تصنیفات یہ ہیں۔

- عربی بے نظیر
- فتح اسلام و توضیح مرام
- تصدیق براہین احمدیہ
- تتمہ حقیقۃ الوحی

براہین جزو اول و ثانی احمدی کے طرز سے زبان ہوتی تھی۔ باقی
تین سے متعلق آپ کا یہ دعوی ہے کہ یہ خدائی تصانیف ہیں جو وحی مقدس کی
مدد سے لکھی گئی ہیں۔

جہاں تک ہم نے ان کو عربی صرف و نحو سے کوئی دلچسپی نہیں
لی۔ ان میں ہم نے غلطیاں نکالی ہیں۔ اور صرف چند غلطیاں بطور نمونہ
کے درج کرتے ہیں۔

۱۴ الہامات

۱۔ عربی میں مؤنث و مذکر کے لیے ضمائر جدا جدا ہیں۔ منجملہ

ضمائر کی قسمیں یہ ہیں۔

۔ مذکر ۔ هُوَ هُمَا هُمْ

هُوَ اَبٌ هُوَ وَلَدٌ هُوَ كِتَابٌ

۔ مؤنث هِيَ هُمَا هُنَّ

هِيَ اُمٌّ هِيَ وَلَدَةٌ هِيَ كِتَابَةٌ

جس طرح اردو میں بعض بے جان اشیاء مذکر ہیں اور بعض مؤنث۔

مثلاً۔ مکان مذکر ہے اور زمین مؤنث۔ یہی حال عربی زبان کا ہے عربی میں مکان

مؤنث ہے اس لیے کہ ان کے لیے ضمیر مؤنث استعمال ہوگی۔ لیکن جناب

صاحب کے ایک الہام میں ان دونوں کے لیے ضمیر مذکر استعمال ہوئی ہے

جو صریحاً غلط ہے۔

اَلسَّمَاءُ وَالْاَرْضُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِیْ ؛

(اے احمد! آسمان و زمین تیرے ساتھ ہیں جس طرح

وہ میرے ساتھ ہیں)۔

دوسرا کہنا یہ کہ دو اشیاء کی طرف ضمیر مفرد راجع کرنا۔

سب قواعد غلط ہیں۔

۲ ۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

(ہم نے تم کو دنیا دے دی)

چونکہ یہاں ایک خدائی نعمت و علما کا ذکر ہے اس لیے اعطینٰک زیادہ مناسب تھا۔ گو قواعد کے لحاظ سے آتینٰک بھی صحیح ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ الہام کا مطلب کیا ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے سرکار دنیا جناب مرزا صاحب کے حوالے کر دی تھی؟ آپ کو علم ہے کہ جناب مرزا صاحب چند ایڈیشنوں کے مالک تھے ولیس جہاں تک روحانی خزانہ کا تعلق ہے کہ نہ اٹھا سکے ہیں صرف چند ہزار افراد آپ پر ایمان لائے۔ یہ سب ہوا۔ اگر آپ کے الہام و وحی کو قبول کرنے کی تو میرا اندازہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے امکانات بہت کم ہیں وجہ یہ کہ عقائد میں اقدار بدل گئی ہیں آج دنیا میں ۔ دنیا کی تسخیر کا سہرا جو آدمی جدید کو تازہ بجنوں مثلاً سرمایہ دار یا جمہوریت۔ تنظیم۔ تحریک۔ حرکت۔ روابط بین الملی جمعیت اقوام جمعیت آدم انسان۔ ورنہ فیڈریشن وغیرہ سے نکال کر ہر مشکل کا ایک نہ ایک حل نکال سکے۔ لیکن جناب مرزا صاحب کی تحریرات میں کوئی نعرہ جدید کے لیے کوئی پیغام آپ کی بہتر تصانیف میں۔

۱ ۔ وفات مسیح پر بحث ہے۔

۲ ۔ اپنی نبوت پر دلائل ہیں۔

۳ ۔ نبی بننے کا ذکر ہے۔

۴ ۔ آنحضور صلعم کی ہتک کا جواب ہے۔

۵۔ نشانات کا تذکرہ ہے۔

اور انہی مضامین کا بار بار اعادہ ہے۔ آپ نہیں جانتے کہ بہائیوں کی
نازل ہوئے تھے۔ لیکن ان میں کوئی پیغام موجود نہیں صرف مسیح موعود کے مناقب
ہیں ولیکن اس کا مناقب بتلائے اصلی کا آئین نہایت باقاعدگی سے بیان
یہاں وہی فلسفہ زدہ ذہنیت جو دوسرے فلسفوں سے زیادہ نہیں
۔۔۔۔۔ اور ان دم کے لیے زیادہ مفید ہے۔ ایک دلچسپ دلیل
اور اب ایسا فلسفہ دل و دماغ پر قابض ہے اور زمانہ حال کے
پھر پیدا ہو جائے اور حد سے بڑھا ہوا فلسفہ پیش کرے تو امید نہیں۔ اب لوگ
اس کی طرف متوجہ ہوں۔ بلکہ زندگی میں افتاد فوراً ہر دم الجھتی رہتی ہے جس
طرح مظاہر کونی میں زندگی۔ طفولیت و شباب کی منازل طے کرنے کے بعد ختم
ہو جاتی ہے اسی طرح افکار بھی کچھ مدت تک بہار شباب دکھانے کے بعد
جاتے ہیں اور نئے افکار ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔ آج تصوف کا دور نہیں منطق
کا زمانہ نہیں، مذہبی فرقہ بازی کا عہد گزر چکا۔ اور کلام و اعتزال کے جھگڑے
ختم ہو گئے۔ آج ہر کوئی شخص ان مشغولیوں میں سر کھپانا چاہے وہ مہذب
نہیں ہوگا۔ جناب مرزا صاحب کا تمام دعوی اور تمام دلائل نبوت پر مشتمل ہے
یا دیگر مذاہب کی تردید پر اور یہ باب ایسے ہیں جن پر
تصوف و خانقاہیت کا رنگ غالب تھا۔ خیال ہے کہ اس مناسبت سے
تقریباً ناپید ہو چکے ہیں میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہندوستان میں
موجود ہے۔ جو دل و دماغ پر قابض ہو سکے۔ زندہ قومیں جو فکر

بستی بدک ہوگئی تو ان کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس کا وجود ہی نہیں رہا بلکہ
فوت ہوگئے ہیں۔ بلکہ یہ کہ بسنے والے تباہ ہوگئے ہیں۔ عربی ادب میں
خسف الفریق زلبتیاں بدک ہوئیں تو ملک کا کہیں پتہ
کہیں نظر نہیں آئے گا۔ مقام کا یہ استعمال خاص ہندی ہے۔
تو گویا اس الہام میں مندرجہ ذیل خامیاں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ الاکرام کا استعمال غلط اور بے معنی ہے۔

۲۔ مقام کا استعمال ہندی ہے۔

۳۔ بدک کی نسبت مقام کی طرف عربی محاورہ کے خلاف ہے۔

۴۔ ھذا ھو التراب الذی لا یعلمون ؟

خط کشیدہ لفظ یا تو ترب ہے یا تُرب۔ ترب کے معنی ہیں
تو ام۔ ہمزاد۔ تُرب کے معنی ہیں خاک مٹی۔
اب الہام کا ترجمہ سنیئے۔
یہ وہ ہمزاد یا مٹی ہے۔ جسے لوگ نہیں جانتے۔
مطلب ؟
خود جناب مرزا صاحب اس کا ترجمہ بھول نہ جاتے ہیں۔
یہ وہ عمل ترب (یعنی مسمریزم) ہے جس کی بعض حقیقت کو ان
جاں کے لوگوں کو خبر نہیں۔ (از حمامہ)
ترجمہ میں تُرب کو عمل، ترب بنا دینا غوی وراندہ منی کی انتہا ہے۔

اسی طرح کے بیسیوں بیانات ہیں جن میں سے بعض کی زبان غلط ہے، بعض مفہوم کے لحاظ سے غلط ہیں، ہم بخوفِ طوالت نمونے پیش کرتے ہیں۔

تاریخ اسلام پر مسلمان مؤرخین

ہماری کتابیں ناقص ہیں =

پہلی غلطی یہ ہے۔

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible]

خطبۂ الہامیہ

---

۱ ۔ الذین کفروا لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شیئا

---

۲ ۔

---

۳ ۔

۱ ایک فرقہ کو دوسرے کی تکفیر اور دوسرے کو ہدایت نصیب ہوئی)

وتنزل سكينة فتؤوبه ۴۸ ۱۰

تنزل سکینہ کی جائے۔

فخرج منها وهو فزيعة ۴۸ ۱۰

نہ کی جائے اور وہ خوف

وارتقوا من بشرة ۴۸ ۱۰

حق جانے۔ حق نہ ہے

ويبتدون من بير حوا الحق في قرب ويسوقوا ۴۸ ۱۰۹

ڈبے سے کنواں۔

قرب نہ اکنواں جائے۔

واجتمعوا في ليلة واذن رهط الله ۴۸ ۱۰۹

یعنی

دیکھیں گے۔

"شیشہ میں منہ دیکھنا" اردو کا محاورہ ہے عربی کا

اس کا استعمال نہیں ہوتا۔

۱۵۔ چند ابیات اشعار مع ترجمہ۔

اری سبیل اذلت فقتضی لمقلتی ذرف

الخلق سیئات تذرع وتستر

لفظ سیئات ہے (باکسور۔ ش مشدد و تا بعد الف ممدودہ)

لیکن اس شعر میں سیئات (ف ممدودہ نہ ب و یہ مفتوح

بلکہ یا۔ جو ساکن ہے)

ولذین الملال اذاھا کذا شین ودی

بذکر قصورہ یتعذر ۃ

دوسرا مصرع خارج از دزان ہے۔

ع۔ اذا انھا ایام رجعت الی الوری

صحیح لفظ رجعت (ر بفتح جیم ب، نہ رجعت (ر بکسر

فمنت ایھا النازی بنار تسعر

نازی نا طے۔ تاری بہ تشدید یا جو ساکن ہے۔

قصیدۂ اعجازیہ

یہ ایک ہی قصیدہ ہے جس کے ساتھ دس بند دوبیتی کا اشتہار بھی ہے کہ جو شخص اتنی مدت میں ایسا قصیدہ نہ بنا کر دے گا اسے یہ رقم بطور انعام دی جائے گی۔ لیکن یہ شرط تھی کہ قصیدہ سات بانچ سو شعار کا ہو۔ وہ صرف بارہ دن میں مطبوعہ کتاب کی صورت میں مہیا کر دیا جائے۔ چونکہ ان شرائط کو پورا کرنا انسانی قدرت سے باہر تھا اس لیے کوئی شخص مقابلے میں نہ اترا۔ بعض شعرا نے اس قصیدہ کا جواب لکھا۔ ان میں سے ایک دو نے تفریحاً بھی قصیدہ کے وزن پر لکھے۔ ان کا ذکر میں قصیدہ نبیہ کے ضمن میں کروں گا۔ یہ قصیدہ عربی زبان کے بہترین قصائد میں سے ہے۔ اس کی وزن و بحر مشکل ہے۔ اس قصیدہ کا آخری حرف مجرور منون ہے۔

جُنْدِ ۔ بِنَكْرٍ ۔ يُنْصَرِ وغیرہ

فَاتَ بِفَذٍّ وَقْتِ مِنْ شَانٍ جَوْهَرٍ

جوہر شان کا منون ہونا اس قصیدہ کے ہر بیت سے ظاہر ہوتا ہے۔

۲ ۔ وَكَانَ سَنَا بَرْقٍ مِنْ شَمْسِ نَظْمِهِ

نہ فقط اس کے بیان کی خوبی بلکہ

۲ ۔ اَلَا سَبْعٌ نَبِيَاوَنُوَّرٌ ۚ صُوَرٌ

موجب سفر ہے ثبت ہے اس کا نور ہونا

۴۰ فیاتی من اللّٰہ العلیم مُعلّمہ

وَیجری فی اسرارھا وینشّر

اسرارھا کی ضمیر، ملۃ کی طرف راجع ہے۔ ملۃ مذکر ہے ضمیر مؤنث ہے۔

۵۰ فقلتُ لمک الولایات یا ارض جولرا

یعنت بملعون فانت تدمّرُ

ارض مؤنث ہے، اور تدمّرُ واحد مذکر مخاطب کو یا مؤنث کے

مذکر کا صیغہ استعمال کر دیا جو بے تکا غلط ہے۔

یہ بہت ہی نئی قسم کی بے تکی ہے جس سے قرآن کوئی نہیں بچ

ہو سکتی۔ اس لیے ہم اسے یہیں ختم کرتے ہیں۔

الہامی تفسیر فاتحہ

۱۰ فی سبعین یوما من شھر تصیامہ

سبعین ۔ ستر

ھ ۔ یہ ضمان سکہ ستر دن ہوتے ہیں۔

۲۰ یہ ضمان ہے جس کے ستر دن ہوتے ہیں۔

۲۰ فتبوائی من الجنۃ

جنۃ کا استعمال فارسی زبان سے حسب چاہئے۔

۳۰ تتخذوا الخافیشن وقد اجتنحہ

لجنہ نعمہ پر لام نہ لائے، اس لیے کہ انتخذ دو مفعول چاہتا ہے
جبکہ لام پر مفعول ہے۔ مفعول پر لام نہیں ہے۔

۴۔ یریدون ان یسفکوا دمًا حرامًا ۱۲ منہ

سفک کے معنی ہیں بہانا، گرانا
(وہ چاہتے ہیں کہ خون کا بہائیں)
کیا، خون، تو بغیر قرینہ کے پہلے دم (خون) کا اضافہ
فرمائیے۔

۵۔ وجعل قلبی وکلی منبع المعارف ۱۲ منہ

منبع نہ کہئے منابع چاہیئے۔

۶۔ وآیاتہ المعجزۃ وآیۃ چاہیئے ۱۲ منہ

۷۔ ومن نوادر ما اخبرنی بہ ما حصل فی بیتہ

ہے۔ ۱۲ منہ

۸۔ ومثلہ کمثل ناقۃ ... توصل الی دیار
الحبیب من رکب علیہ ۱۲ منہ

ناقہ مؤنث ہے ضمیر کو بھی مؤنث ذکر کرنا چاہیئے

۹۔ ہزمہ اللہ کافۃ اہل الملۃ۔ ۱۲ منہ

ملت کبھی مذکر نہیں ہو سکتا۔ آپ نے ہزمہ کافۃ

۱۰۔ وقمت اجتر ثیابی ۱۲ منہ

بتھاربان غلطہ ہے۔ تتھاربات ہونا چاہیئے۔

۱۱۔ النفس: بتی سمق سعیدا ۲۶ ۱ مت

معنی غلطہ ہیں ہے کہ نفس مونث ہے سعید ہونا چاہیئے۔

۱۲۔ الاقلیس: بزی شموکا لمعروف ۲۹ ۱ مت

یہاں موصوف مکرر ہے اور صفت معرفہ ہونا صحیح نہیں۔

۱۳۔ لا توزی اخیبک ۱۳۵ ۱ مت

اخیبک غلط ہے مضعوان ہونے کی وجہ سے خائب ہونا چاہیئے۔

۱۴۔ تمرات الجنۃ فویق بتنی ترکمہ ۱ مت

ترکمہ غلط ہے تمرات جمع مکسر ہونے کی وجہ سے مونث ہے اس لیے ترکمتا صحیح ہے۔

۱۵۔ انتقن ان یکون الغیر ۃ ۱ مت

غیر یہ الف لام نہیں آسکتا۔

اس تصحیح میں سے قسم کی کم و بیش ایک سو اغلاط موجود ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ بڑا افسوسناک واقعہ ہے کہ ہندستانی مسیحی موعود پر چار نہ غلطیاں کریں اور یہ زبان میں وہ جنوں غلطیاں کریں۔ یہ دیکھتے ہوئے ہیں کہ دشمن اس کی تصحیح

(بائیسواں باب)

تو الذین بینھم وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم

قرآن حکیم میں بارہا حسن خلق کی ہدایت کی گئی ہے۔ کہ
ادفع بالتی ھی احسن۔ فاذا الذی بینک وبینہ
عداوۃ کانہ ولی حمیم ؛

(اے رسول اللہ برائی کے مقابلے میں ایسے خلق کا مظاہرہ کر کہ
تمہارا دشمن بھی تمہارا گہرا دوست بن جائے۔)

دشمن کو فوراً دوست بنا لینا بڑی مشکل اور کٹھن مہم ہے اور اس عمل
کا نتیجہ اس وقت تک ممکن ہے کہ انسان دشمن کے ہر ظلم، ہر سب و شتم اور
ہر زیادتی اور فتنہ و سازش کو قطعاً خاطر میں نہ لائے۔ ظلم و زیادتی کے جواب
میں کسی قسم کا ردعمل ظاہر نہ کرے۔ دشمن کے ہر وار سے محفوظ رہے۔ دشمن کے ہر
حملے، ہر سازش اور ہر فتنہ و مصیبت سے بچتا رہے۔ دشمن کے ہر وار سے
بچنے کے لیے زندگی بھر اس بہیمت پر عمل پیرا رہے۔ جب بدر کی جنگ
میں سنگ ریزوں کا ایک مٹھی بھر ڈھیر آپ کی زبان مبارک پر آیا تو
تمام دشمن اس کی زد میں آ گئے۔

رب ھب لی حکما والحقنی بالصلحین ؛

(اے رب میری قوم کی آنکھیں کھول دے۔ انہیں سیدھی راہ کی تعلیم

سچائی سے ناآشنا ہیں۔)

جنگِ حنین میں جب صحابہ کے پاؤں اکھڑ گئے اور کفار کی بے پناہ یلغار نے قیامت کا سماں باندھ دیا تو رحمتہ للعالمین نے جو ہم مناسب میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ لوگ یہ سمجھے کہ آپ کفار کے لیے کسی فوری عذاب کی دعا مانگیں گے لیکن اس رحمت مجسم کی زبان مبارک سے جو لفظ نکلے وہ یہ تھے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۃ

عہد خلافت میں حضرت علیؓ کہیں جا رہے تھے کہ دور سے ایک فقیر کو دیکھ لیا۔ اور منہ سے آپ شتاب بکے۔ جب ساتھیوں نے توجہ دلائی۔ تو مدینۃ العلم نے فرمایا

"عرب میں علی نام کے کئی آدمی ہیں۔ کسی اور کو کہہ گیا ہوگا۔"

آپ جانتے ہیں کہ اہل مکہ نے حضور علیہ السلام پر ایمان نہ لا کر آپ کے پیروؤں کو گرم ریت پر گھسیٹا تھا۔ آپ کو تین برس تک شعب ابی طالب میں قید کر دیا تھا۔ آپ کو گھر بار سے نکال دیا تھا۔ اور سر پر کئی مرتبہ خیرات کی تھی لیکن جب فتح مکہ کے بعد اہل مکہ کو سزا دینے کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ۃ

(جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا)

حضور علیہ السلام کا یہی وہ خلق عظیم تھا جس نے کفار مکہ پر فتح پائی تھی۔ اور صحابہ کی یہی وہ قوت ایمانی تھی جس نے چند ہزار ہستیوں کو قیصر کے

تحریر میں سخت گالیاں دینا ۔ ۔ ۔

پھر فرمایا کہ اس امت پر ایک آخری ۔۔۔ نہ آئے گا۔ کہ اس امت کے
بعض کے مشابہ ہو جائیں گے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے
اپنی ماں سے زنا کیا ہے۔ تو وہ بھی کریں گے۔"

(شہادت القرآن ص)

یہ بھی ملاحظہ فرمائیے

"خداوند قدوس نے میری بنا پر جو وحی نازل فرمائی ہے اس میں
دوسروں کے بدتر گالیاں دینا نہیں چاہتا اور نہ کہنا چاہتا ہوں۔"

(آسمانی فیصلہ ص ۴۲۵)

اور یہ بھی۔

"کس منہ سے کہتے ہیں کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(حقیقۃ المہدی ص)

"میں نہیں سمجھتا کہ جو شخص ۔۔۔۔۔ کی بابت ۔۔۔۔
کتاب عطا نے وحی کو یہ معلوم دیتے جبکہ کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
سے بھی جاتی ہے جبکہ کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

(حقیقۃ المہدی ص)

۵۰۲ ۔۔۔۔۔ میں جناب مرزا صاحب سے مروی ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
وہ سب باتیں جو قرآن میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی پیشگوئیوں کی بابت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
وہ بھی پیشگوئی ہے جو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے ساتھ ہے

پیشگوئی ہی کر دی۔

"وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لیے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔"

(انجام آتھم ص ۳۰)

اور اس پیش گوئی کو ایک نشان قرار دیا۔ (انجام آتھم ص ۳۰) مگر مرزا ثناء اللہ نے دیانت داری سے کام لیا۔ جب مرزا صاحب کو مرعوب کتوبر ۱۹۰۲ء جنوری ۱۹۰۳ء اللہ خدا دی۔ جس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

مرزا صاحب کی کیسی فقرہ بکتوب کا شتہ جاتا تھا۔ وہ بڑے غصہ سے بدن پر کپڑے اور دیا مبارک سے خوب کالیاں دیتے تھے ..... پھر افسوس ..... ہے۔

خبیث، سور، کتا، بدذات، گوں خور۔ ہم نے ثناء اللہ کو کبھی ایسے موقعہ میں نہ پایا تھا۔ گالیوں کی عمر تک کام دیتے ہیں۔ ہنس لیں گے۔ اور زندگی اس کے منہ پر ڈالیں گے۔

(اہلحدیث مرزا نمبر ص ۱۴۳)

پھر لکھتے ہیں۔

میری فطرت میں سخت درشت کوئی نئی بات نہیں ہے۔

(آسمانی فیصلہ ص ۱)

میں خوب جانتا ہوں کہ مرزا جی کس قسم کے انسان تھے

(اہلحدیث)

"بعض اوقات بعض فاسق اللہ تعالیٰ کی صفوۃ مکہ مکرمہ کا ارادہ حرام کا۔ مکہ کا کفر۔ اللہ اور رسول سے سخت بغض رکھنے والے مکہ آتے ہیں کرنے والے اور حج میں اخوان الشیاطین شاذونادر ہی ایسے ہیں خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔"

(تحفۂ گولڑویہ ص۱۰۱)

"کبھی ہی نیک بخت ..... کوئی بھیجا خواب دیکھتا ہے ..... مگر اسی رات کیا نیک، بد سب ہی خواب کو صاف اور کسی کسی خواب دکھائی دیتی ہے۔"

(تحفۂ گولڑویہ ص۱۰۱)

مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق فرماتے ہیں۔

"مگر افسوس کہ بٹالوی نے اس آخری میں بھی تعبیر میں غلطی کی اور دانستہ اور کو دھوکا دینا چاہا۔"

(انجام آتھم ج۱۱ ص۲)

علماء و صلحاء کو مخاطب فرماتے ہیں۔

"اے برادران فرقہ مولویہ! تم سب تک حق کو پہنچے اب وہ وقت آنے کا کہ تم خود بخود سمجھ جاؤ گے اور اس کو قبول کرو گے۔ افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا بیج بویا وہی عنقریب کاٹنا ہوگا۔"

(انجام آتھم ج۱۱ ص۲)

بعض نہیں جن کو مرزائی جو یہودیت کا خمیر اپنے نہ رکھتے ہیں۔

۔۔۔۔۔۔۔ یہ دل کے مجدد اور اسلام کے دشمن ۔۔۔۔۔۔

دنیا میں سب جانوروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر

ہے مگر خنزیر بہت سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے

لیے حق اور دیانت کی گواہی چھپاتے ہیں۔ اسے دانستہ جو چھپاتے ہیں

وہ جو ۔۔۔۔۔۔۔ کے مذہب سے ہیں۔

(مضمون انجام آتھم ص ۲)

"۔۔۔۔۔۔ پلید ذریت شیطان۔"

(مضمون انجام آتھم ص ۲۵)

یہ لوگ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح خبیث کام کرتے ہیں۔

(مضمون انجام آتھم ص ۲۵)

اب بھی دیکھ لو

میں نے کتابیں دیکھی ہیں جہاں تک میں نے غور سے پڑھا ہے

"یہ بات ہے کہ ہندو بھی ہم مسلمانوں کو ملیچھ کہتے ہیں

(از مضمون آتھم ص ۲)

دیکھو۔ جن کی سب باتیں ۔۔۔۔۔۔۔ کی مسکرانی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔

سے دن کی، تک کٹ جائے گی وہ ذلت کے سیاہ داغ ان کے ماتھے
چہروں کو بدنما و سیاہ کی طرح کر دیں گے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۲)

عبدالحق غزنوی بار بار لکھتا ہے کہ آتھم والی پیشگوئی میں پادریوں
کی فتح ہوئی ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا لکھیں کہ
اے بدذات، بیحیا کی مصنعت، پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی
تیرا بھی ..... اسے خبیث کب تک توبنے گا ...
..... خاص کر تمہیں اور حیاتین عبدالحق غزنوی وغیرہ
وغیرہ پر خدا کی لعنت کے دس کروڑ جملے برسیں ..... اے
دجال! تو نے سب سے تجھ کو اندھا کر دیا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۱-۱۲)

پھر لکھتے ہیں۔

لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں، مومن لعنت کرنے والا
نہیں ہوتا۔ (ازالہ)

اور یہ بھی۔ (ہمدوں عبدالحق غزنوی کذاب کیا ہو رہا ہے
سے کس جنگل کے وحشی .....

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴)

خطاب ہے کہا

"تم نے حق کو چھپانے کے لیے جھوٹ کا گورکھ دھندا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ اسے بدذات، خبیث، دشمن خدا اور رسول کے لقب سے

یہ دیوانہ مخالف کی عقل اجھوٹ سے کام چلا گیا۔"

(تفسیر ابن کثیر ص)

اور ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے

"یہ محض غیبی تائید تھی جس کے بغیر ہم نہیں ہو سکتے تھے

کہ ہم اپنے دین کو بدیشی دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھ سکتے"

(تفسیر ابن کثیر ص)

لیکن

"بیشمار وبیحد ذخیرہ آورید بغیر آن ہرگز ممکن نہ

خلق قبول نبود۔"

(آئینہ کمالات ص)

اگر ہم کسی بات کے بیان کرنے میں کسی کی دل آزاری کرتے ہیں

تو اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ ہم کسی کو دکھ دینا چاہتے ہیں

"دشمن ہمارے ہیں کے خنجر ہیں، دوستوں کی باتیں تیروں سے

تیز ہیں۔"

(بم بہادر ص)

جب تک ہمارے دشمن ہمارے دین کی ہتک ہوتی رہے گی۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو ہم اخلاق سے گرے ہوئے دشمنوں کی

——— انوار الاسلام ص ۳۰

کیا حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے کبھی یہ لفظ نکلا تھا؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں، تو اس دعویٰ کا مطلب؟

"میں بروزی طور پر آنحضرت صلعم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالاتِ محمدیہ مع نبوتِ محمدیہ کے میرے آئینہ قبیت میں منعکس ہے۔"

——— ایک غلطی کا ازالہ

"میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل و محمدی نبوت کا انعکاس ہے۔" انوار الصیح ص ۶۲

حضور کا منبرِ محبت و جنگ کے گھمسان میں دشمنوں کے لیے وہی نہیں دکھنا تھا کہ انہیں مرزا خود خدا معلوم کیا کچھ کہتے رہے کی روداد کہنا فی نفسہ پسندیدہ کبھی چھپا نہیں ہو سکتا

"یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ کسی شخص نے کذاب کہا ہو اور اخلاق کو بالکل طاق پر رکھا ہو۔ اور درشت بات کا ذرا بھی لحاظ نہ کیا ہو اور آپ کہہ کر بھی پھر بیعت کا دعویٰ کرے۔ ایسی بات منہ سے نکالنے والے کبھی نیکی پر نہیں ہوتے وہ کسی طرح بھی مسلمان نہیں ہو سکتے۔"

اشاعۃ السنہ ص

جناب مرزا صاحب نے فی نفسہ کتنے مقامات پر کتنی سخت باتیں کہتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں بھی موجودہ

دو پیر اکتفا کی جاتی ہے۔

سنہ ۱۹۲۵ء میں دو دن کے لیے اخبار وقت میں لاہور کی حمدیوں کے متعلق ایک سلسلہ مضامین شائع ہوا۔ صرف کیپ مضمون میں مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے،

یہودیانہ قدیانی خصلت کے فرزند زبیریے مانب خباثت نژاد ۔۔۔ رذیل کے مظہر ۔۔۔ ذلیل ۔۔۔ دونمے ۔۔۔ دروغ ۔۔۔ بدبودار ۔۔۔ حرام ۔۔۔ کھیلی ۔۔۔ جانور ۔۔۔ سفر سے ۔۔۔ کھوسٹ ۔۔۔ جھوٹے ۔۔۔ مکار ۔۔۔ بدکار ۔۔۔ جہنمی ۔۔۔ دجال ۔۔۔ لعنت کا سیاہ داغ ماتھے پر ۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔

(وقت ۲۹ فروری سنہ ۲۳ء)

جناب خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک تقریر میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق فرمایا

کہ اگر محمد حسین بٹالوی کے دل کو معلوم ہوتا کہ اس کے نطفہ سے ایسا بچہ پیدا ہوگا۔ تو وہ اپنے آپ کو کاٹ دیتا۔ اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔

(الفضل، مورخہ ۲۔ نومبر سنہ ۱۹۲۲ء)

جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ نجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر بددعا کی۔ اور دوسروں کو دعا کرنا سکھایا

..... بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس قدر
بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بدبخت کو ولد الحرام تک کہہ دیا۔۔۔۔۔
..... اخلاقی معلم کا یہ فرض ہے کہ پہلے اپنے اخلاق کریمہ کو درست
پس کیا ایسی ناقص تعلیم جس پر انہوں نے اپنے آپ بھی عمل نہ کیا خدا کی
کی طرف سے ہو سکتی ہے؟

(چشمۂ مسیحی ص۱)

خاتمہ

ہم جناب مرزا صاحب کے اقوال، دلائل، بیانات، تسلیمات کے جائزہ پر مشتمل ہونے خاکسار کتاب تک آپہنچے۔ ہمارا آغاز سے ارادہ تھا کہ ہم اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر منصفانہ و غیر جانبدارانہ نگاہ ڈالیں کہیں تحریف نہ کریں۔ کسی عبارت کو سیاق کی مخالف مسخ نہ کریں اور کوئی ذاتی لفظ ساری کتاب میں داخل نہ ہونے دیں۔ الحمدللہ کہ ہم اس میں کامیاب رہے۔

ناظرین کرام! اب اس مسئلہ کی چند تصویریں آپ کے سامنے ہیں جو ذیل کی ہیں۔

۱۔ کہ قرآن و حدیث و جناب مرزا صاحب کے قول کی روشنی میں ختم نبوت کی تشریح کیجئے۔

۲۔ کہ قرآن میں کس مسیح موعود کے آنے کا ذکر ہے؟ نہیں و احادیث جناب مرزا صاحب کس وقت رہتے ہیں۔

۳۔ کہ آپ ۱۸۸۲ء سے ۱۹۰۰ء تک حضور علیہ صلوٰۃ کو آخری نبی و ہر مدعی نبوت کو خارج از اسلام قرار دیتے رہے۔

۴۔ کہ آپ نے کب طرف انگریزوں کو دجال قرار دیا۔ اور دوسری طرف اس کی اطاعت اپنی ذمہ یت اور جماعت پر فرض کر دی۔

۵۔ کہ آپ کی جملہ دعائیں قبول نہ ہوئیں۔

۷۔ کہ آپ کی بعض پیش گوئیاں پوری نہ ہوئیں۔

۸۔ کہ آپ کے تمام اِلہامات آپ کی تعریف اور بشارت تک محدود رہے اور ان میں کوئی اخلاقی۔ سیاسی یا عمرانی فائدہ نازل نہ ہوا۔

۱۰۔ کہ آپ کا اردو کلام جو بہ فصاحت سے معرّا تھا اور عربی کلام میں بھی خامیاں موجود تھیں۔

۹۔ کہ آپ نے اپنے مخالفین کے متعلق جس زبان استعمال فرمائی جو مقام نبوت کے شایاں نہ تھی۔

احمدی بھائیو! ان تفصیل سے صحیح نتیجہ اخذ کرنا دشوار نہیں لیکن ہم اس مسئلہ کو ایک اور رنگ میں پیش کرتے ہیں۔

جناب مرزا صاحب کی عمر اسّی برس تھی۔ آپ پہلا اِلہام ۱۸۶۸ء میں نازل ہوا تھا۔ آپ اکتوبر ۱۹۰۲ء تک یہی فرماتے رہے کہ میں نبی نہیں اور آپ کے آخری سانس پانچ برس اثبات نبوت میں بسر ہوئے تو گویا آپ کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اوّل۔ پہلے چوہتر برس جن میں آپ حضور علیہ السلام کو آخری نبی سمجھتے رہے۔

دوم۔ اور آخری پانچ برس جن میں آپ نے باب نبوت کھول دیا

میں آپ سے سیدھا سا سوال پوچھتا ہوں کہ آپ جناب مرزا صاحب کے کس حصہ عمر کو قابل تقلید و عمل سمجھتے ہیں، صرف آخری پانچ

برس کو ہ ایک ۔ سوم کی یہ تو ہیں کہ آپ ان کی چونسٹھ برس کی طویل زندگی کو ناقابل تنقید قرار دیں ۔ دوران کی اڑتیس ضخیم تصانیف پہ خط نسخ کھینچ ڈالیں ۔ کیوں ؟ کوئی سند ، کوئی دلیل ؟ مگر آپ کسی معقول انسان کے سامنے جناب مرزا صاحب کو بایں صورت پیش کریں ۔ کہ ان کی حیاتِ مرسلانہ کے پہلے پینتیس برس ناقابل تنقید و عمل ۔ صرف آخری پانچ سال قابلِ اعتراض تھے تو آپ کی بات پہ کبھی بھی کان نہیں دھرے گا ۔ وہ آپ سے یہ پوچھنے کا حق ہوگا ۔

اول ۔ کہ کیوں صاحب پہلے پینتیس برس میں کیا خرابی تھی کہ اب وہ قابلِ تنقید نہیں رہے ہے ؟

دوم ۔ کیا ان سے زندگی کے الہامات خدائی نہیں تھے اگر تھے تو پھر نہیں ناقابل تنقید کہنے کا مطلب ؟

سوم ۔ بانی کی مرنے والی وحی سے پینتیس برس تک آپ کو ختم نبوت کی تعلیم دی وہ آخری پانچ سال جو اسے نبوت کی کون سی وحی صحیح تھی ؟

ایک ناقابلِ قبول تقسیم

احمدی و غیر احمدی میں تنازعہ فیہ امور دو ہیں ۔

اول ۔ جناب مرزا صاحب کی ذات گرامی ۔

دوم ۔ مسئلہ ختم نبوت ۔

امر اول کے متعلق ہمیں اختلاف ہے ۔ احمدی کا بر آپ کی آخری پچاس زندگی کو مانتے ہیں وہ میرے ہاں اس تنازعہ کا معقول اور قابل قبول حل یہ ہے

کہ ان کی چونسٹھ سالہ زندگی کو مشعلِ راہ بنایا جائے۔ مسئلہ ختمِ نبوت خود بخود حل ہو جائے گا۔ احمدی دوستو! میرے مؤقف کو پھر سمجھ لیجئے۔ میں آپ سے یہ نہیں کہہ رہا کہ جناب مرزا صاحب کی پیروی چھوڑ دیجئے۔ بلکہ یہ کہہ رہا ہوں کہ پانچ سے چونسٹھ زیادہ ہوتے ہیں۔ ان کی چونسٹھ سالہ زندگی کی تقلید کیجئے۔ احمدی وغیر احمدی کا اختلاف مٹ جائے گا۔ ملی انتشار ختم ہو جائے گا۔ آپ سوادِ اعظم میں شامل ہو کر عظیم بن جائیں گے اور وطنِ عزیز کو آئے دن کے مظاہروں اور جھگڑوں سے نجات مل جائے گی۔

خدا آپ کے ساتھ ہو۔

والسلام

بندہ

آغاز کتاب ۔ ۵ جون ۱۹۸۲ء

تکمیل کتاب ۔ ۷ جون ۱۹۸۲ء

ماخذ

الہامی صحائف

۱۔ قرآن حکیم

۲۔ توراۃ مقدس

۳۔ انجیل شریف

احادیث

۴۔ صحیح بخاری	محمد بن اسمٰعیل البخاری
۵۔ صحیح مسلم	ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری
۶۔ سُنن	ابوداؤد السجستانی
۷۔ سُنن	احمد بن شعیب النسائی
۸۔ سُنن	ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی
	المعروف بابن ماجہ
۹۔ سُنن	محمد بن عیسیٰ الترمذی
۱۰۔ موطا	امام مالک

تاریخ

۱۱۔ تاریخ الحکما	القفطی
۱۲۔ طبقات سلاطین اسلام	لین پول (ترجمہ عباس محمود)
۱۳۔ تاریخ الامم	ابوسعید عربی

۱۴۔ مسلمانوں کا روشن مستقبل — لفیس احمد بنگلوری

۱۵۔ کمپنی کی حکومت — بارکی۔ ایگ

۱۶۔ ہمارے ہندوستانی مسلمان — ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ ہنٹر

لغت

۱۷۔ المنجد

۱۸۔ منتہی الارب

۱۹۔ لسان العرب

۲۰۔ القاموس

۲۱۔ صراح

۲۲۔ تاج العروس

۲۳۔ مجمع البحار

۲۴۔ تہذیب اللغۃ

۲۵۔ صحاح جوہری

۲۶۔ کلیات ابی البقا

متفرق

۲۷۔ تبلیغ رسالت — میر تقی حسین۔ امروہی

۲۸۔ سیرۃ المہدی — صاحبزادہ بشیر احمد صاحب

۲۰	تحفۂ بنوہ	بیاض محمود محمد صاحب ابن ثابت قدیم
۲۱	تذکرۃ	
۲۲	تذکرۂ شعرائے بنوتانی بستی	قاضی محمد یوسف ۔ احمدی
۲۳	حیات محمد	پیغمبر نبی عربی
۲۴	حیات نبی	
۲۵	کتاب حدیث	
۲۶	حیات نامہ	
۲۷	حدیث حدیث	تعریف نہیں کی جا سکتی واجب ۔
۲۸	حسن	بابو منظور علی احمدی
۲۹	حسرتی قرآن	قاضی محمد یعقوب
۳۰	کلیات حسن بیان	قاضی فضل محمد
۳۱	بیاض حدیث	ہم آپ کی بات میں نہیں آتے صاحب
۳۲	حدیث دل مقدس مجموعہ [illegible]	
۳۳	[illegible]	
۳۴	[illegible]	

انشائات و رسائل

۳۴	خطوط	قادیان
۳۵	خطوط	

۳۶	بدر		
۳۷	الحکم		
۳۸			
۳۹			
۴۰			
۴۱			
۴۲			
۴۳			
۴۴			
۴۵			
۴۶			
۴۷			
۴۸			
۴۹			
۵۰			
۵۱			
۵۲			
۵۳			
۵۴			
۵۵			
۵۶			
۵۷			
۵۸			
۵۹			
۶۰			

		سال تصنیف
۶۳۔	کرامات الصادقین	اگست ۱۸۹۷ء
۶۴۔	شہادت القرآن	ستمبر ۱۸۹۷ء
۶۵۔	حمامۃ البشریٰ	جنوری ۱۸۹۸ء
۶۶۔	انوار الاسلام	اکتوبر ۱۸۹۸ء
۶۷۔	ست بچن	نومبر دسمبر ۱۸۹۸ء
۶۸۔	آریہ دھرم	آخر دسمبر ۱۸۹۸ء
۶۹۔	انجام آتھم	جنوری ۱۸۹۹ء
۷۰۔	ضمیمہ	۱۲ مئی ۱۸۹۹ء
۷۱۔	تحفہ قیصریہ	۲۵ مئی ۱۸۹۹ء
۷۲۔	کتاالبریہ	جنوری ۱۸۹۸ء
۷۳۔	ضرورۃ الامام	۲۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء
۷۴۔	ایام صلح	۱ جنوری ۱۸۹۹ء
۷۵۔	شہادۃ قیصرۃ	۲۰ اگست ۱۸۹۹ء
۷۶۔	تریاق القلوب	دسمبر ۱۸۹۹ء
۷۷۔	اربعین کامل	۲۷ اکتوبر ۱۹۰۰ء
۷۸۔	تحفہ گولڑویہ	اوائل ۱۹۰۱ء
۷۹۔	خطبہ الہامیہ	اگست ۱۹۰۱ء
۸۰۔	دافع البلاء	۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء
۸۱۔	نزول المسیح	اگست ۱۹۰۲ء

۸۲۔	کشتی نوح	سال تصنیف ۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء
۸۳۔	اعجاز احمدی	〃 ۱۵۔ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء
۸۴۔	مواہب الرحمان	〃 جنوری سنہ ۱۹۰۳ء
۸۵۔	لیکچر سیالکوٹ	〃 ۲۔ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء
۸۶۔	براہین احمدیہ حصہ پنجم	〃 اپریل مئی سنہ ۱۹۰۵ء
۸۷۔	چشمۂ مسیحی	〃 ۹۔ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء
۸۸۔	حقیقۃ الوحی	〃 ۱۵۔ مئی سنہ ۱۹۰۷ء
۸۹۔	چشمۂ معرفت	〃 ۲۰۔ مئی سنہ ۱۹۰۸ء
۹۰۔	پیغام صلح	〃 ۲۴۔ مئی سنہ ۱۹۰۹ء

اُردو ادب میں گراں قدر سرمایہ کا اضافہ

تاریخ ادب عربی

تالیف:- استاذ احمد حسن زیات

ترجمہ:- عبدالرحمٰن طاہر سُورتی مؤسس انجمن ترقی عربی پاکستان

عربی زبان کی اہمیت اور اس کے ادب کی وسعتوں سے ہر صاحب علم واقف ہے لیکن افسوس کہ اب تک تاریخ ادب عربی پر کوئی ایسی جامع کتاب نہ تھی جس سے اردو داں طبقہ عربی ادب کی عظمتوں اور وسعتوں سے کما حقہٗ بہرہ ور ہوتا۔ احمد حسن زیات کی یہ تالیف تاریخ ادب عربی پر جامع و مستند کتاب ہے اور عبدالرحمٰن طاہر سُورتی نے اس کتاب کا ترجمہ کر کے اردو ادب کو عظیم سرمایہ سے مالا مال کر دیا ہے۔

عربی زبان کب وجود میں آئی، کس طرح بڑھی، اس میں کتنے عظیم مفکر، شعراء، ادباء، حکماء، و خطباء پیدا ہوئے اس کتاب میں ان سب سوالات کا جواب ہے۔ ساتھ ہی ہر بلند پایہ شاعر و ادیب کے کلام کا منتخب نمونہ درج ہے، یہ کتاب بڑی افادی حیثیت رکھتی ہے اور یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس کے بغیر کسی علم دوست اور ادب پرور کی لائبریری کامل نہیں کہلا سکتی۔

سائز:- ۶" × ۱۰" ضخامت:- ۷۰۰ صفحات

طباعت بندیدہ اردو ٹائپ ○ بہترین گرد پوش ○ قیمت:- 60/- روپے

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز،

لاہور ○ حیدرآباد ○ کراچی